SENATE OF PAKISTAN

SENATE DEBATES

Wednesday, February 21, 2007

The Senate of Pakistan met in the Senate Hall (Parliament House) Islamabad, at 10.55 a.m. in the morning with Mr. Chairman (Mr. Mohammedmian Soomro) in the Chair.

Recitation from the Holy Quran

اعوذباللہ من الشیطٰن الرجیم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ولقد کرمنا بنی ادم وحملنٰھم فی البروالبحر ورزقنٰھم من الطیبٰت وفضلنٰھم علٰی کثیر ممن خلقنا تفضیلا- یوم ندعوا کل اناس با مامھم فمن اوتی کتٰبہ بیمینہٖ فاولٰٓئک یقرء ون کتٰبھم ولا یظلمون فتیلا- ومن کان فی ھذٰہ اعمٰے فھو فی الاٰخرۃ اعمیٰ و اضل سبیلا-

ترجمہ، اور ہم نے آدم کی اولاد کو عزت دی ہے اور خشکی اور دریا میں اسے سوار کیا اور ہم نے انہیں ستھری چیزوں سے رزق دیا اور اپنی بہت سی مخلوقات پر انہیں فضیلت عطا کی جس دن ہم ہر فرقہ کو ان کے سرداروں کے ساتھ بلائیں گے سو جسے اس کا اعمال نامہ اس کے داہنے ہاتھ میں

SENATE OF PAKISTAN

SENATE DEBATES

Wednesday, February 21, 2007

The Senate of Pakistan met in the Senate Hall (Parliament House) Islamabad , at 10 . 55 a . m in the morning with Mr . Chairman (Mr . Mohammedmian Soomro) in the Chair.

Recitation from the Holy Quran

اعوذباللہ من الشیطٰن الرجیم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ولقد کرمنا بنی ادم وحملنٰھم فی البروالبحر ورزقنٰھم من الطیبٰت
وفضلنٰھم علیٰ کثیر ممن خلقنا تفضیلا۔ یوم ندعوا کل اناس با مامھم فمن
اوتی کتٰبہ بیمینہٖ فاولٰٓئک یقرء ون کتٰبھم ولا یظلمون فتیلا۔ ومن کان فی
ھذٰہ اعمٰے فھو فی الاٰخرۃ اعمیٰ و اضل سبیلا۔

ترجمہ، اور ہم نے آدم کی اولاد کو عزت دی ہے اورخشکی اور دریا میں اسے سوار کیا اور ہم نے
انہیں ستھری چیزوں سے رزق دیا اور اپنی بہت سی مخلوقات پر انہیں فضیلت عطا کی جس دن ہم
ہر فرقہ کو ان کے سرداروں کے ساتھ بلائیں گے سو جسے اس کا اعمال نامہ اس کے داہنے ہاتھ میں

دیا گیا سو وہ لوگ اپنا اعمال نامہ پڑھیں گے اور وہ تاگے کے برابرظلم نہیں کئے جائیں گے اور جو کوئی اس جہان میں اندھا رہا تو وہ آخرت میں بھی اندھا ہو گا اور راستہ سے بہت دور ہٹا ہوا۔

(سورۃ بنی اسرائیل آیات ۷۰ تا ۷۲)

جناب چیئرمین، جزاک اللہ- بسم اللہ الرحمٰن الرحیم- اللھم صلی علیٰ محمد و علیٰ آل محمد-

Question and Answers

Mr. Chairman: We will take up the questions now, question No. 45 Mr. Ilyas Ahmad Bilour.

45. *Senator Ilyas Ahmed Bilour: Will the Minister for Water and Power be pleased to state:

(a) the amount being collected annually as TV Licence Fee with electricity bills; and

(b) the amount being paid to WAPDA and PTV out of the same?

Mr. Liaquat Ali Jatoi (Federal Minister for Water and Power):

(a)	Amount collected annually (2005-06) by WAPDA TV Licence Fee with electricity bills.	Rs. 2.075 billion
(b)	Amount paid to WAPDA out of above.	Rs. 0.424 billion
	Amount paid to PTV	Rs. 1,651 billion

TV Licence Fee collected, paid to WAPDA, PTV for the year 2004- 05, 2005-06 and 2006-07 is attached at Annex-A.

Annex-A

T.V. LICENCE FEE COLLECTED, PAID TO WAPDA AND PTV.

FOR THE YEAR 2004-05, 2005-06 & 2006-2007

Year	Total Amount Collected as TV Licence Fee	Total Amount Paid to WAPDA	Total Amount Paid to PTV
2004-05	1.660	0.368	1.292
2005-06	2.075	0.424	1.651
2006-07 (upto 12/06)	1.136	0.239	0.897
Total	**4.871**	**1.031**	**3.840**

جناب چیئرمین، جی رضا صاحب۔

سینیٹر رضا محمد رضا، جناب چیئرمین صاحب! Minister صاحب سے پوچھا گیا ہے کہ TV license fee سے گزشتہ تین سالوں کے دوران WAPDA کے بل کے ساتھ کتنے پیسے جمع ہوئے ہیں اور WAPDA کو کتنے ملے ہیں۔ جناب! ایک تو یہ بات ہے کہ چار ارب سے زیادہ اس ترقی یافتہ دور میں ہمارے عوام پر بوجھ ڈالا گیا ہے کہ آپ نے یہ جرم کیا ہے کہ آپ نے TV اپنے گھر میں رکھا ہے۔ آپ نے بجلی کے بل کے ساتھ پیسے دینے ہیں اور اس سے ہمارے عوام پر چار ارب سے زیادہ کا بوجھ ڈالا گیا ہے۔ جناب! دوسری بات یہ ہے کہ ایک ارب روپے WAPDA کو دیے گئے ہیں یعنی ہم نے TV license fee WAPDA کے ذریعے charge کرنی تھی تو کیا اس کا یہ مقصد نہیں تھا کہ یہ مفت میں وصول ہو جائے گا۔ جب ایک ارب روپے TV fee کے طور پر WAPDA کو دیتے ہیں تو یہ بہت بڑی زیادتی نہیں ہے، کیا اس کا مقصد صرف یہ ہے کہ آپ نے TV license کے طور پر fee

collection کا کام واپڈا کو ہی دینا تھا جس کی کوئی accountability نہیں، کوئی حساب کتاب نہیں۔ واپڈا تو پہلے کھربوں روپے کھا گیا ہے۔

جناب چیئرمین، مختصر رکھیں سوال کو تاکہ جواب دیں وزیر صاحب۔ سوال کیا ہے آپ کا؟

سینیٹر رضا محمد رضا، TV license کے طور پر ہم واپڈا کو ایک ارب سے زیادہ رقم کس بنیاد پر دے رہے ہیں؟

جناب چیئرمین، جواب سن لیں جی۔ جتوئی صاحب۔

Mr. Liaquat Ali Jatoi (Federal Minister for Water and Power): The reply would be that we are only going for collection charges.

یہ service charges ہوتے ہیں جو Government of Pakistan نے ہمارے ذمہ ڈالا۔ دنیا میں کافی ملکوں میں ٹی وی لائسنس ہوتا ہے اور یہ ٹی وی لائسنس اس لیے ہوتا ہے کہ ٹی وی میں جو بھی entertainment کے programmes وغیرہ ہیں ان کے لیے ایک باقاعدہ license issue ہوتا ہے تاکہ ہمیں پتا بھی چلے اور اس کے ساتھ collection charges کے جو one billion ہمیں ملتے ہیں باقی 1.031 واپڈا کے account میں جاتا ہے اور پی ٹی سی ایل کے account میں 3.840 ملین جاتا ہے۔ اس میں یہ collection charges ہیں اور یہ فیصلہ حکومت پاکستان نے کیا ہے۔ اس کے تحت ہم یہ کر رہے ہیں۔

جناب چیئرمین، میرے خیال میں پی ٹی وی کے پاس network نہیں ہوتا۔ ان کا billing کا اپنا سلسلہ ہے تو یہ assist کر رہے ہیں۔ یہ تو Government نے agree کیا ہوا ہے جیسے وہ کہہ رہے ہیں کہ یہ agreement ہے۔

سینیٹر رضا محمد رضا، پھر ٹی وی والے خود کیوں نہیں جمع کرتے؟

جناب چیئرمین، ایک منٹ ذرا سن لیں۔

جناب لیاقت علی جتوئی، میں clarify کر دوں۔ یہ اس لیے کیا گیا ہے کہ واپڈا کے پاس network ہے۔ They have a huge network. اگر کسی اور کو دیتے ہیں تو دو

بلین اور اس پر خرچ ہوتا ہے۔ واپڈا کے پاس سارا یہ consumers کا networkہے اسی کے تحت ہی واپڈا کو دیا گیا تھا کہ واپڈا collect کرے اور اس کے collection charges واپڈا کو ملنے چاہییں کیونکہ اس میں staff involve ہوتا ہے' اس میں کافی چیزیں ہوتی ہیں جو کی جاتی ہیں۔

جناب چیئرمین، جی ابراہیم صاحب۔ بیگ صاحب میں آپ کو وقت دیتا ہوں۔

سینیٹر پروفیسر محمد ابراہیم خان، جناب چیئرمین! 2004-5ء میں جب بجٹ کے اندر یہ بات رکھی گئی تھی اس وقت یہاں سرکاری بنچوں سے بھی یہ بات کہی گئی اور مجھے یاد پڑتا ہے کہ جاوید اشرف قاضی صاحب نے یہ بات کہی تھی۔ جناب چیئرمین! یہ ایک حقیقت ہے کہ مدارس اور مساجد کے بجلی کے بل کے اندر بھی ٹی وی فیس آ جاتی ہے اور اس وقت کہا گیا کہ یہ درخواست دے دیں تو پھر یہ نہیں لیا جائے گا۔ جاوید اشرف قاضی صاحب نے یہ بات کہی کہ لوگ کتنے ذلیل ہوتے ہیں اس طریقے سے اور جس طریقے سے ان کو پھر پتہ نہیں کس کا کاٹا جاتا ہے اور کس کا نہیں کاٹا جاتا اور کیا جو وزیر محترم فرما رہے ہیں کہ network ہے' اور بھی بہت سے ادارے ہیں کہ ان کو collection کی ضرورت ہے کیا اسی network کو ان کے لیے بھی استعمال کیا جا سکے گا؟ میری آخری گزارش یہ ہے کہ اس وقت قبائلی علاقہ جات میں ہر چیز پر بجلی کا بل وصول کیا جاتا ہے اور واپڈا کو کچھ نہیں ملتا۔ کیا اس کی طرف توجہ دی جائے گی کہ وہاں پر پاسپورٹ پر' شناختی کارڈ پر' ڈومیسائل پر اور جو چیزیں وہاں پر جاتی ہیں یعنی چینی' دال اور آٹا سب پر واپڈا کے نام سے یہ وصول کیا جاتا ہے۔ کیا اس کے بارے میں کچھ بتا سکتے ہیں کہ ایسا کیوں ہے؟

جناب چیئرمین، یہ سوال license fee کے بارے میں واپڈا کا ہے تو آپ اسی پر محدود رہیں آپ بات کریں لیکن مختصر رکھیں۔ جو آپ بات کر رہے ہیں اس میں ایک agreement ہے۔ اگر آپ نے question کرنا ہے تو اس پر آپ علیحدہ question کر لیں اور پھر discuss کرلیں۔

جناب لیاقت علی جتوئی، جناب! میں اس میں وضاحت کر دوں کہ جو مولانا صاحب

فرما رہے ہیں کہ مسجد کے بل میں بھی ٹی وی کی فیس وغیرہ لگ کے آجاتی ہے، اگر ایسا کوئی معاملہ ہے تو یہ مجھے دے دیں۔ مدرسوں میں ہو سکتا ہے ٹی وی چلاتے ہوں۔ ہمیں وہ بھی پتا نہیں ہے۔

(مداخلت)

جناب چیئرمین، ابراہیم صاحب! آپ ایسا کوئی کیس دے دیں تو وہ پھر ان کو تفتیش کے لیے دیں گے۔ جی بیگ صاحب۔ Mr. Enver Baig on supplementary.

جناب لیاقت علی جتوئی، جناب! مولانا صاحب نہیں سمجھے۔ خبرنامہ دیکھنے کے لیے شاید ٹی وی رکھا ہو مدرسوں میں۔ میں اور کچھ نہیں کہہ رہا ہوں، میں تو خبر نامے کی بات کر رہا ہوں۔

جناب چیئرمین، جی بیگ صاحب۔

Senator Muhammad Enver Baig: Sir, Minister Sahib please tell the House that is he or the government hundred percent sure that all the consumers of WAPDA do hold a television in their houses? Sir, 40% of the consumers are in the rural areas of Pakistan.
جن کے پاس ٹی وی نہیں ہیں and they are penalized for this tax. Sir یہ ایک قسم کا غنڈا ٹیکس ہے I mean this is a *Ghunda* tax which is being imposed. Why every consumer of WAPDA is being charged this? I mean یہ مجھے بتائیں کہ کتنے percent کے پاس ٹی وی ہے؟ یہ تو Government نے bulldoze کیا ہے کہ جو consumer ہے سب پر لگاؤ۔

whether he is holding the TV or not. Sir could you clarify this that why the poor people of this country, who do not have TV are being charged the TV license fee.

Mr. Liaquat Ali Jatoi: Sir, let me tell you. Let me first of all

clarify my friend's question, there is no question of any *Ghunda* tax. This is the Government's decision and I think you must expunge these remarks also.

Senator Mohammad Enver Baig: No sir, this is a *Ghunda* tax. This is charged by force.

جناب کسی ملک میں by force نہیں کیا جاتا، in every civilized country they send a television license fee Bill which is paid. This is *Ghunda* tax which is taken by force. You should not expunge because this is a *Ghunda* tax.

Mr. Chairman: Please use appropriate terminology. *Ghunda* tax is not an appropriate word. It is not fair.

آپ اپنے comments دے دیں کہ یہ charge کر رہے ہیں۔

سینیٹر رضا محمد رضا، یہ غنڈہ ٹیکس نہیں ہے تو کیا ہے۔

جناب چیئرمین، رضا صاحب تشریف رکھیں۔ Let's hear the Minister.

جناب لیاقت علی جتوئی، جناب اگر اس زبان کی اجازت ہے تو مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے۔

Sir, this is the Upper House. There is a dignity and the honour of this House, I think the Leader of the Opposition is here, this is to be maintained by all means. We are here to respect each other. We are here to give proposals. We are here to see what can we do for the betterment of Pakistan but we should not cry to criticise, personalize and pass remarks which are not required to be passed in Upper House which is a very honourable House.

انہوں نے question کیا ہے کہ مجھے بتائیں کہ کتنے TV ہیں

that needs a separate question because this question does not arise out of supplementary that you tell me how many TV sets are there in all over Pakistan. If there is any question, he can give me in writing. Any consumer who is having a TV in possession is charged, not otherwise.

Senator Muhammad Enver Baig: Sir, I am repeating it again, this is a *Ghunda* tax that Government has imposed on the poor people of this country.

Mr. Chairman: Let me settle this matter.

سینیٹر محمد انور بیگ.جناب میں آپ کو کہہ رہا ہوں -----

We are going on a tangent. - جناب چیئرمین ، بیگ صاحب تشریف رکھیں

آپ یہ fee کس کو آگے دیتے ہیں- Ministry of Information کو دیتے ہیں؛ کس کو دیتے ہیں؛

Mr. Liaquat Ali Jatoi: This goes to PTV.

Mr. Chairman: This is a question of PTV that has to answer this. He has only signed agreement and he is going through that. He has been given an assignment. You should also ask a specific question.

سینیٹر محمد انور بیگ ، Sir, you must say کہ consumer پر غنڈہ ٹیکس کیسے لگا؟

جناب چیئرمین ، تشریف رکھیں we will go on to the question تین ضمنی سوال ہو گئے ہیں- Q. No. 46 Mr. Muhammad Talha Mehmood.

[Q. No. 46 (deferred)].

Mr. Chairman: Any supplementary question?

سینیٹر محمد طلحہ محمود آریان، جناب چیئرمین! انہوں نے اس میں لکھا ہے کہ ان کے پاس معلومات پوری نہیں ہیں، اکٹھی کر رہے ہیں۔ انہوں نے آدھے question کا جواب دیا ہے تو اس کا کیا حل ہے؟ یا تو اس کو آگے کریں یا defer کر دیں۔

جناب چیئرمین، اعجاز الحق صاحب۔

جناب محمد اعجاز الحق (وفاقی وزیر مذہبی امور، زکوٰۃ و عشر)، جناب چیئرمین! کون سے حصے کا جواب ان کو چاہیے۔ یہ بتا دیں۔

سینیٹر محمد طلحہ محمود آریان، زکوٰۃ اور عشر آرڈیننس ۱۹۸۰ء کی دفعہ ۹ کے تحت زکوٰۃ کی تقسیم صوبوں کے پاس ہے۔ تمام متعلقہ حلقوں سے درخواست کی گئی ہے کہ وہ متعلقہ معلومات فراہم کریں، جو کہ جلد ہی ایوان میں پیش کی جائیں گی۔ تاہم زکوٰۃ بجٹ کا تھوڑا سا حصہ وزارت مذہبی امور زکوٰۃ و عشر نے براہ راست قومی سطح کے صحت کے اداروں کو جاری کر دیا ہے۔ بس یہ ہے۔ اس کی detail انہوں نے دی ہے اور جو باقی detail ہے وہ انہوں نے مانگی ہے provinces سے۔

جناب محمد اعجاز الحق، زکوٰۃ basically is a provincial subject ہے اور انہوں نے نام مانگے ہیں ان لوگوں کے تو وہ تو لاکھوں کی تعداد میں ہیں۔

سینیٹر محمد طلحہ محمود آریان، جناب تفصیل تو چاہیے۔ اس میں انہوں نے لکھا بھی ہے کہ جلد ہی ہم ایوان میں پیش کر دیں گے تو مجھے date بتا دیں کہ کون سی تاریخ تک پیش کر دیں گے ایوان میں۔ جلدی تو انہوں نے لکھا ہے نا۔

جناب محمد اعجاز الحق، جناب صوبوں سے request کی ہے، ہم نے ان کو reminder بھی بھجوایا ہے۔ انشاء اللہ جیسے ہی آجائے گی تو دے دیں گے۔

سینیٹر محمد طلحہ محمود آریان، جیسے کیا، جناب اس کی کوئی time limit ہونی چاہیے۔

جناب محمد اعجاز الحق، ظاہر ہے next rota day تک کوشش کروں گا۔

جناب چیئرمین، مجھے ایک date بتا دیں کہ we will send letters to the Chief Ministers, they should respond.

سینیٹر محمد طلحہ محمود آریان ، جناب پھر اس کی روشنی میں ہی اس کے supplementary questions ہو سکتے ہیں۔

جناب محمد اعجاز الحق ۔ میرا خیال ہے اس میں زیادہ دیر نہیں لگے گی۔ next rota date تک I will be able to submit.

سینیٹر محمد طلحہ محمود آریان، جناب! اس کو پھر defer کر دیں۔

جناب چیئرمین، ٹھیک ہے، defer کر دیتے ہیں۔ سوال جب defer ہو گیا ہے تو اس کے بعد supplementary کرنے کا فائدہ نہیں ہے۔ جب defer ہو جائے تو پھر آپ supplementary نہیں پوچھ سکتے۔ یہ سوال defer ہو گیا ہے ۔ Question No. 47, Mr. Talha Mehmood.

47 . *Senator Muhammad Talha Mahmood Aryan: Will the Minister for Petroleum and Natural Resources be pleased to state:

(a) the number and location of reservoirs of various minerals in the country; and

(b) the quantity of minerals extracted from each of the said reservoirs during the last five years?

Mr. Amanullah Khan Jadoon (Federal Minister for Petroleum and Natural Resources): (a) The requisite information is at Annex-I.

(b) Being a provincial subject, the provinces were requested to provide the information quantity of each mineral extracted during the last 5 years (2001-02 to 2005-06) in Pakistan with province-wise break-up, based on the information received , is at Annex-II.

Province-wise details are given in Annexures-III to VI.

(Annexures have been placed on the Table of the House as well as Library).

Mr. Chairman: Any supplementary?

سینیٹر محمد طلحہ محمود آریان، جناب! اس کا کون جواب دے گا؟

جناب چیئرمین، آپ کے ساتھی مینگل صاحب بیٹھے ہوئے ہیں۔ وہ جواب دے دیں گے۔

سینیٹر محمد طلحہ محمود آریان، جناب! میرا ان سے supplementary question یہ ہے کہ ملک میں معدنیات کے مزید ذخائر کے لئے حکومت کیا کر رہی ہے اور کن کن علاقوں میں کام کر رہی ہے؟

سینیٹر میر محمد نصیر مینگل، جیسا کہ ہم نے جواب میں بتا دیا ہے کہ اس پر بلوچستان اور فرنٹیئر میں کافی کام ہو رہا ہے۔ GSP کو ہم نے کہا ہے کہ مزید سروے کریں اور mineral department والے بھی ایک project پر کام کر رہے ہیں۔ لسبیلہ میں چین کے اشتراک سے copper کے لئے کام ہو رہا ہے۔ چاغی میں بھی ایک project پر کام ہو رہا ہے۔ بلوچستان کے کئی علاقوں میں GSP والے سروے کر رہے ہیں اور اس کے ساتھ ساتھ mineral department والے بھی کام کر رہے ہیں۔ چونکہ یہ صوبائی معاملہ ہے، زیادہ تر اس کو صوبے ہی deal کرتے ہیں لیکن جہاں تک میری معلومات ہیں صوبائی حکومتیں اس میں کافی پیش رفت کر رہی ہیں۔

جناب چیئرمین، ڈاکٹر ساعد صاحب۔

سینیٹر ڈاکٹر محمد ساعد، جناب چیئرمین! جو list یہاں provide کی گئی ہے اس میں کہیں بھی Northern Areas یا FATA کا ذکر نہیں ہے۔ Although these two areas have vast reservoirs of different type of minerals. جو annexure آپ نے provide کیا ہے اس میں نہ Northern Area اور نہ FATA ہے۔

سینیٹر میر محمد نصیر مینگل، یہ ہم نے نہیں کیا۔ جیسا کہ میں نے کہا ہے کہ یہ صوبائی معاملہ ہے۔ یہ ہمیں صوبوں سے ملا ہے البتہ Northern Area کے لئے ہم نے GSP والوں کو کہا ہے کہ وہ وہاں پر سروے کروائیں۔ وہاں پر اس وقت کافی ٹیمیں کام کر رہی ہیں۔

اس کے بعد اس کے جو مثبت نتائج ہوں گے، اس میں پھر صوبائی حکومت یا آزاد کشمیر کی حکومت کام کرے گی۔

جناب چیئرمین، جی بنگزئی صاحب۔

سینیٹر لیاقت علی بنگزئی، جناب چیئرمین! وزیر موصوف نے اپنے تفصیلی جواب میں فرمایا ہے کہ celestite ایک معدنیات ہے جوکہ پورے ملک میں مستونگ وہ ایک واحد ضلع ہے جہاں سے یہ نکلتی ہے۔ ان کے تفصیلی جواب میں یہ ہے کہ انہوں نے 2001-2006 تک ایک کمپنی کو یہ lease پر دیا ہے۔ جناب چیئرمین! جب میں نے مزید جواب کو کھنگالا تو ان کو production کے حوالے سے ایک پیسے کی آمدنی نہیں ہوئی ہے۔ آیا جس فرم یا فرد کو انہوں نے ۵ سال تک lease پر دیا ہے انہوں نے سرکاری حوالے سے کوئی پیسے جمع کرائے ہیں یا نہیں کرائے ہیں اور اگر نہیں کرائے ہیں تو کیوں نہیں کرائے ہیں اور اگر کرائے ہیں تو کتنے کرائے ہیں؟

جناب چیئرمین، جی مینگل صاحب۔

سینیٹر میر محمد نصیر مینگل، چونکہ یہ نیا question ہے اس لئے مزید تفصیلات معلوم کرنے کے لئے fresh question دے دیں تاکہ ہم معلوم کرلیں کیونکہ یہ صوبائی معاملہ ہے۔

Mr. Chairman: Question No. 48, Mr. Talha Mehmood.

48 . *Senator Muhammad Talha Mahmood Aryan: Will the Minister for Religious Affairs, Zakat and Ushr be pleased to state:

(a) the number of Pakistani Zairin visited India during the last two years; and

(b) the procedure laid down for selection of those Zaireen?

Mr. Muhammad Ijaz-ul-Haq (Federal Minister for Religious Affairs, Zakat and Ushr): (a) In 2005, 1,210 Zaireen, while in 2006, 998

Zaireen visited India to attend the Urses.

(b) Applications on prescribed forms are invited from public through Press at least two months before commencement of the Urses. Later on scrunity of these applicaitons is undertaken within the following parameters to screen out invalid cases:

* The applicant should be above 25 years;
* Period of his last visit to India, if conducted, should be at least 12 months;
* He may not be Black Listed.
* He has given complete details/information on the form and provided necessary documents;
* Applications, received after deadline, are not considered.

Mr. Chairman: Any supplementary?

سینیٹر محمد طلحہ محمود آریان، جناب چیئرمین! اس میں گزارش یہ ہے کہ یہ defer ہوا تھا۔ اس میں میرا ان سے یہ سوال ہے کہ عورتوں کو ہندوستان جانے کی اجازت نہیں دی جاتی، اگر ایسا ہے تو اس کی وجوہات بتائیں۔

جناب محمد اعجاز الحق، جو عورتیں اپنے husbands کے ساتھ جاتی ہیں ان کو تو میرے خیال میں کوئی ایسا problem نہیں ہے لیکن چونکہ age limit بھی مقرر ہے they should be above 25 years. چنانچہ زیادہ تر مرد ہی apply کرتے ہیں۔ میں نے بہت کم دیکھا ہے کہ خواتین نے apply کیا ہو اور reject ہوا ہو۔

سینیٹر محمد طلحہ محمود آریان، جناب! last time شیر افگن صاحب نے فرمایا تھا کہ عورتوں کو جانے کی اجازت ہی نہیں ہے۔

جناب محمد اعجاز الحق، میں نے ابھی تک دیکھا نہیں ہے۔ کسی عورت نے apply ہی نہیں کیا ہے۔ مجھے پتا نہیں کہ ان کو اجازت ہے یا نہیں۔ I will check this. زائرین کی information اور طریقہ کار میرے پاس ہے۔ جو عورت اپنے husband کے ساتھ جانا چاہے میرے خیال میں ان پر کوئی restriction نہیں ہونی چاہیے لیکن اگر انڈیا کی طرف سے ہے تو مجھے معلوم نہیں۔ میں پتا کرکے بتا دوں گا۔

سینیٹر محمد طلحہ محمود آریان، جناب! میرا خیال ہے کہ یہ confirm بات ہے۔

Mr. Chairman: Question No. 49, Dr. Muhammad Ismail Buledi.

49. *Senator Dr. Muhammad Ismail Buledi: Will the Minister for Petroleum and Natural Resources be pleased to state:

(a) the number of vacant posts in OGDCL, PPL, SSGPL, SNGPL and PSO which were advertised in the press during the last one year; and

(b) the number of appointments made so far against the said vacancies and the time by which remaining vacancies will be filled in?

Mr. Amanullah Khan Jadoon: (a)

i.	OGDCL:	51
ii.	PPL:	24
iii.	SSGPL:	21
iv.	SNGPL:	284
v.	PSOCL:	10

(b) The position of number of appointment made against said vacancies is as under:

i. OGDCL:

36. Recruitment for remaining posts will be completed in 2

to 3 months.

ii. PPL:

11. Recruitment for remaining posts will be finalized during the next two months.

iii. SSGPL:

12. Recruitment for the remaining posts is under process.

iv. SNGPL:

6. 150,000 applications were received against 200 posts in sub-ordinate cadre. The case is under consideration regarding further course of action.

v. PSOCL:

Recruitment for 2 posts is under process.

Mr. Chairman: Any supplementary question?

سینیٹر ڈاکٹر محمد اسمٰعیل بلیدی، جناب ! یہاں پر میں نے منسٹر صاحب سے پوچھا تھا کہ OGDC, PPA, Sui Southern, PSO, Sui Northern نے گزشتہ ایک سال کے دوران کتنے ملازمین کی بھرتی کے لئے اشتہار دیے ہیں اور کتنے بھرتی کئے گئے ہیں۔ انہوں نے یہاں جو list دی ہے اس میں آپ دیکھیں کہ جناب! ایک سال کا OGDCL Part-1,51 PPL 24 اور Sui Northern 284 تو یہ جو انہوں نے کہا کہ کچھ کے دو مہینے کے بعد process complete ہو جائیں گے تو میں وزیر صاحب سے یہ کہتاہوں کہ اس میں ہم نے جو معلوم کیا ہے کہ ایک سال کے دوران اگر یہ figures رہے تو بلوچستان کا کوئی حصہ، ان کے knowledge میں ہوگا، میرے خیال میں نہیں ہے ۔ ہم نے جو check کیا ہے اس کا۔ ایک سوال یہ ہے کہ بلوچستان کے کوٹے کو اس میں accommodate کرنے کا منسٹر صاحب کا کوئی پروگرام ہے۔ دوسرا یہ ہے کہ Sui Northern Gas کے 283 جو سب سے زیادہ figure

ہے اس کی وجہ کیا ہے۔

جناب چیئرمین، اچھا جواب بھیج دیا کریں۔ آئندہ سوال میں بھی یہ include کر لیا کریں کہ ready available ہوا کرے گا۔ جی مینگل صاحب۔

سینیٹر میر محمد نصیر مینگل، اس سوال کے متعلق پچھلے session میں بھی پوچھا تھا اور اس قسم کا ہم نے بتا دیا تھا کہ اتنے لوگ ہم نے لئے ہیں اور company کے اپنے rules and regulations ہیں، Boards of Directors ہوتے ہیں، وہ اپنا معیار مقرر کرتے ہیں اور advertise کرتے ہیں مقامی اخباروں میں، بلکہ میں نے ان کو تاکید کی ہے کہ بلوچستان کے لوکل اخبارات مثلاً انتخاب، جنگ، ابھی ان میں بھی انہوں نے شروع کیا ہے۔ لوگ آ جاتے ہیں۔ جو لوگ معیار پر پورا اترتے ہیں اس حساب سے ان کی recruitment کر رہے ہیں لیکن ساتھ ہی میں بلیدی صاحب کو تسلی دلانا چاہتا ہوں کہ ہم نے بھی محسوس کیا ہے اور سلیم سیف اللہ صاحب بیٹھے ہیں جو Inter Provincial کے منسٹر ہیں، ہم زور دے رہے ہیں کہ quota جو خاص طور پر بلوچستان کا 6% کیا ہے اس کا فیڈرل گورنمنٹ یا کارپوریشن میں پوری طرح اطلاق ہو اور کما حقہ ان کو کیا جائے اور اس پر گورنمنٹ کام کر رہی ہے۔

سینیٹر ڈاکٹر محمد اسمٰعیل بلیدی، اس پر عملدرآمد نہیں ہو رہا ہے۔ اس پر عملدرآمد کو یقینی بنانے کے لئے وزیر صاحب کارروائی کریں۔ دیکھیں اور ہمیں پھر بتائیں۔ یہ صرف verbally وہ جو ادارے ہیں بالکل اس پر عملدرآمد نہیں کر رہے اور بلوچستان کا کوئی بندہ بھرتی نہیں ہو رہا ہے۔

جناب چیئرمین! مینگل صاحب آپ ذرا بلیدی صاحب کے ساتھ بیٹھ کر اس کو دیکھ لیں۔ ٹھیک ہے۔ اعوان صاحب۔

Senator Dr. Zaheeruddin Babar Awan: Thank you honourable Chairman. I will seek the attention of the Minister to portion A and then B and then C. I need to draw the attention of the Minister through the honourable Chair.

یہاں سوال یہ تھا کہ کس کس ادارے میں آپ نے کتنے لوگوں کی بھرتیوں کی advertisement کی ہے۔ جو جواب آیا اس میں پہلا یہ ہے، printing کی بھی کچھ غلطیاں ہوتی ہیں آپ ذرا توجہ کریں گے A(i) دیکھ لیجئے وہاں ایک کمپنی کا نام دیا گیا ہے OGFCL which is not existing اور دوسرا یہ ہے انہوں نے کہا the position of the number of the appointments made against said vacancies is as under.

51 میں سے 36, 32 کئے، باقی ہیں۔ باقی یہ کب کریں گے یہ نہیں بتایا گیا۔

24 میں سے 11 بھرتی کئے باقی نہیں بھرتی کئے کب بھرتی کریں گے یہ نہیں بتایا گیا۔

21 میں سے 12 بھرتی کئے دوسری جو سوئی سدرن ہے OGDCL میں 51 میں سے 36، PPL میں 24 میں سے 11، Sui Southern میں 21 میں سے 12 اور جو Sui Northern Gas Pipelines ہے اس کا انہوں نے لکھا ہوا ہے 284 اور اس کے جواب میں آپ دیکھ لیجیے کہ جو بھرتی کئے گئے ہیں وہ nil, nobody is appointed out of the entire lot which was advertised. اب پانچ پر تشریف لے آئیے ۔ PSO, recruitment for the post of number 2 is under process اور اس سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ ایک طرف تو بے روزگاری ہے اور دوسری طرف جو سرخ فیتہ ہے اس کی رفتار دیکھ لیجیے کہ کس طرح سے یہ بھرتی کر رہے ہیں۔ میں دو باتیں جاننا چاہوں گا آپ کے توسط سے۔ پہلا reasons for non.fulfilment of these posts and number 2 within how much time they are going to fulfil these posts.

جناب چیئرمین، پہلے دو سے تین مہینے دیئے ہیں۔ دوسرے میں بھی دو مہینے کہا ہے۔ دوسروں میں جو under process ہیں ۔

سینیٹر ڈاکٹر ظہیرالدین بابر اعوان، یہ commencing date کہاں سے ہے۔ یہ دو مہینے کہاں سے شروع کریں گے 2009 سے ۔ They should commit before the honourable House. ملک میں بے روزگاری---

جناب چیئرمین، Two months from today لے لیں۔

سینیٹر ڈاکٹر ظہیر الدین بابر اعوان، یہ کہہ دیں کہ آج سے لے لیں۔ کیا یہ نیا اشتہار دیں گے۔

Mr. Chairman: I am just reading which is already there.

سینیٹر ڈاکٹر ظہیر الدین بابر اعوان، جناب چیئرمین! پچھلے سال کے اشتہار میں جو بھرتیاں نہیں کی گئیں اس کی وجہ قوم جاننا چاہتی ہے یہ بتائیں اور ہاؤس میں یہ commitment کریں کہ نئی بھرتیاں کریں گے یا پرانے میں کریں گے۔

سینیٹر میر محمد نصیر مینگل، میرے honourable colleague نے پوچھا ہے' ہم نے بتا دیا ہے کہ ۳۶ میں سے اتنے ہو گئے ہیں باقی دو تین مہینے کے اندر انشاء اللہ ہو جائیں گے۔ advertise ہوئے ہیں اس کا ایک procedure ہوتا ہے اس کے انٹرویو ہوتے ہیں--

جناب چیئرمین، وہ کہہ رہے ہیں کہ دو تین مہینے کب سے یہ period شروع ہو گا۔ ان کا یہ سوال تھا۔

سینیٹر میر محمد نصیر مینگل: ہم نے advertise کیا ہے آج سے لے کر within two three months ہو جائے گا۔

Mr. Chairman: I think, from today.

سینیٹر ڈاکٹر ظہیر الدین بابر اعوان، جناب چیئرمین! میں آپ کے توسط سے ایک گزارش کرنا چاہوں گا کہ بیروز گاری کی صورت حال آپ کے سامنے ہے' ان اداروں کی سست روی کا آپ نوٹس لیں۔ یہ تو حد ہو گئی ہے کہ vacancies موجود ہیں' پیسے موجود ہیں' عام آدمی کو نوکری نہیں مل رہی ---

جناب چیئرمین، آپ یوں دیکھ لیں کہ جیسے ان کو ضرورت ہے اسی حساب سے کئی کمرشل ادارے ہیں' کئی دفعہ ضرورت deter بھی ہو جاتی ہے ۔ آپ چاہیں کہ efficiency کے لیے اگر improve ہوتے ہیں تو ٹھیک ہے یا ان posts کو ختم کریں' ہیں تو جلدی بھریں۔

سینیٹر میر محمد نصیر مینگل، میں جلدی کہہ رہا ہوں۔

سینیٹر ڈاکٹر ظہیر الدین بابر اعوان، جناب چیئرمین صاحب! شکریہ۔

جناب چیئرمین، شکریہ ' جی رضا صاحب۔

سینیٹرمیاں رضا ربانی (قائد حزب اختلاف)، جناب چیئرمین! آپ کے توسط سے میں منسٹر صاحب کی توجہ اس طرف دلانا چاہتا ہوں کہ انہوں نے یہاں پر جو ابھی show کیا ہے کہ vacancies, posts موجود ہیں اور اس میں recruitment بھی ہو رہی ہے۔اس میں سوئی سدرن گیس کا بھی ذکر ہے ۔ جناب چیئرمین! آپ کو یاد ہوگا کہ صوبہ سندھ سوئی سدرن گیس سے تقریباً تین ہزار ملازمین کو سوئی سدرن گیس کی management نے چھٹی کر دی اور ان کو بغیر کسی response نوکریوں سے نکال دیا۔ اس کے بعد وہ ملازمین سندھ ہائیکورٹ گئے، سندھ ہائیکورٹ کے بعد وہ ملازمین سپریم کورٹ آف پاکستان گئے اور سپریم کورٹ آف پاکستان نے ان ملازمین کو restore کرنے کے لیے کہا جن کی تعداد تقریباً سات یا آٹھ سو تھی۔ نکالے تین ہزار گئے تھے، سپریم کورٹ تک جو بے چارے غریب لوگ پہنچ سکے وہ سات یا آٹھ سو تھے۔ان کو reinstate کرنے کے لیے سپریم کورٹ نے حکم دیا اور ان میں سے کچھ ملازمین کو سپریم کورٹ کے اندر honourable لیڈر آف دی ہاؤس نے بھی represent کیا and he was able to get order for their reinstatement لیکن اس کے باوجود سوئی سدرن گیس نے سپریم کورٹ کی حکم عدولی کرتے ہوئے آج دن تک ان ملازمین کو نوکریوں پر واپس نہیں رکھا۔ سندھ کے مختلف شہروں میں وہ بے چارے ملازمین بھوک ہڑتالوں پر بیٹھے ہوئے ہیں۔ یہاں پر نئی advertisement کرکے نئے لوگوں کو recruit کیا جا رہا ہے۔ یہ matter آپ کو یاد ہوگا ہم نے سینیٹ میں اٹھایا تھا

the House was kind enough to constitute a special committee under Senator Muhammad Anwar Bhinder to go into this matter. We went into this matter in detail. The management refused to reinstate even on the recommendation of the Standing Committee of the Senate.

اور اب جب کہ ان کے پاس vacancies ہیں تو ان vacancies کے against وہ بے چارے لوگ جن کے پاس سپریم کورٹ کے order ہیں ان کو یہ کیوں نہیں رکھ رہے اور نئے لوگوں کو یہ رکھے جا رہے ہیں۔

Mr.Chairman: May be they occur in different categories.

سینیٹر میر محمد نصیر مینگل، سوال کا جہاں تک تعلق ہے یہ اس سال کے لیے پوچھیں گے اور اس میں سے صرف یہ بارہ پوسٹیں تھیں جن میں سے دس fill ہو گئی ہیں دو رہ گئی ہیں ۔ لیڈر آف دی اپوزیشن کا میں کافی احترام کرتا ہوں۔ ازسرنو یہ ہمیں fax کر دیں ہم ان کی تفصیلات بتا دیں گے اور وجوہات بھی بتا دیں گے۔

سینیٹر میاں رضا ربانی، جناب! تفصیل کیا بتا دیں گے کہنے کا مقصد یہ ہے کہ جب سوئی سدرن گیس کے اندر vacancies ہیں تو

why are they not doing this? The M. D. of the Sui Southern Gas has the audacity to say in the press, it is on the record, he has the audacity to say that regardless of the order of the Supreme Court, we are not going to reinstate these people.

اگر اب ایک ایم ڈی کی اتنی جرأت اور ہمت ہو سکتی ہے کہ وہ سپریم کورٹ کو پریس کے اندر کہے اگر آپ کہیں گے تو کل میں اس کی cutting لا کر دے دوں گا۔اس نے کہا ہے کہ جی Supreme Court can go.....

Mr. Chairman: Minister sahib will look into it.

(Interruption)

Senator Mian Raza Rabbani: They are not going to reinstate these people.

جناب چیئرمین، منسٹر صاحب ان کا point یہ ہے کہ جو آپ نئی بھرتیاں کریں، بیشک اس سال کی بھی ہوں، ان میں سے جو لوگ نکالے گئے تھے اور جن کے لیے

reinstatement کا بھی order ہے اگر وہ اس کے لیے اسی category میں ہیں تو اسے consider کیا جائے۔ بات معقول ہے ان میں سے بجائے نئے لوگوں کو لینے کے کہ وہ تجربہ کار ہیں اور already سپریم کورٹ کا order بھی ہے اگر ان ہی categories میں ہیں جہاں سے وہ تھے تو آگے اور categories ہیں تو آپ مہربانی کر کے لیڈر آف دی اپوزیشن کو چیک کر کے بتا دیں لیکن ان کی بات valid ہے کہ اگر آپ کے پاس already تجربہ کار لوگ ہیں تو ان کو priority دی جائے۔ تو please look into that.

سینیٹر میر محمد نصیر مینگل، ٹھیک ہے جناب۔

جناب چیئرمین، رحمت اللہ کاکڑ صاحب۔

سینیٹر رحمت اللہ کاکڑ ایڈوکیٹ، جناب چیئرمین! سوال کا part (b) ہے the number of appointments made so far against the said vacancies and the time by which, made so far کا جہاں تک میں سمجھ رہا ہوں not a single person has been appointed. اور جس طرح وزیر صاحب فرما رہے ہیں کہ وقت دو مہینے ہے۔ اس کو ذرا ملاحظہ فرمائیے OGDCL میں جو اکیاون----

جناب چیئرمین، یہ سوال تو پہلے ہو چکا ہے۔ اعوان صاحب یہ سارا کہہ چکے ہیں کوئی اور بات ہے تو وہ بتائیں۔

سینیٹر رحمت اللہ کاکڑ ایڈوکیٹ، جناب والا! گزارش یہ ہے کہ اس میں ہو کیا رہا ہے؟ بالکل uncertainty ہے اور indefinite period کے لیے ہو رہا ہے۔

جناب چیئرمین، انہوں نے جو period state کیا ہے they are bound by that and it will start from today جس پر period نہیں ہے وہ انہوں نے کہا ہے کہ اعوان صاحب کو بتائیں گے۔ مینگل صاحب! کاکڑ صاحب کا period بھی اسی extension میں ہے تو انہیں convey کر دیا جائے۔

سینیٹر میر محمد نصیر مینگل، جناب والا! ہم اس کی تفصیل ایوان میں بتائیں گے کہ اتنے آدمی ہوئے ہیں کیونکہ سب ایک ساتھ بھرتی نہیں ہوئے ہیں۔ یہ مختلف مراحل میں ایک

سال کے لیے بھرتی ہوئے ہیں جو پچھلے ہوئے تھے ان کے کر دیے، جو باقی اسامیاں پیدا ہوئیں ان کے لیے advertise کیا گیا اور formalities پورا کرکے کریں گے۔ جہاں تک معزز رکن نے کہا ہے کہ لوگ بھرتی نہیں ہوئے۔ میں ان کی تمام فہرست، ان کو فراہم کر دوں گا۔

جناب چیئرمین، آپ ان کو بتا دیں۔

سینیٹر رحمت اللہ کاکڑ ایڈوکیٹ۔ میں شکر گزار ہوں گا اور اس میں حکومت وقت کے لیے خطرناک بات یہ ہے کہ دو سو اسامیوں کے against ایک لاکھ پچاس ہزار لوگوں نے درخواستیں دی ہیں، غربت مٹاؤ پروگرام کی یہ کیفیت ہے۔

جناب چیئرمین، سوال نمبر 50 ڈاکٹر محمد اسماعیل بلیدی۔

50. ***Dr. Muhammad Ismail Buledi:** (Notice received on 26-01-2007 at 12:00 a.m.)

Will the Minister for Water and Power be pleased to state:

(a) the amount spent on electrification of villages in the country during the last five years with province-wise break-up; and

(b) the number of villages electrified in district Panjgor, Turbat, Gawadar, Kharan, Khuzdar, Kalat, Qila Saifullah and Zhob, Balochistan during the said period and the time by which remaining villages in those districts will be electrified?

Mr. Liaquat Ali Jatoi: (a) Rs. 15950.579 million have been spent on electrification of villages in the country during last 5 years. Province-wise break-up is as under:—

Pujab	Rs.10898.495 Million
Sindh	Rs. 1798.895
NWFP	Rs. 2025.804
Balochistan	Rs.1227.385
Total:	15950.579

(b) List showing number of works completed during the said period is attached as Annex-A.

List of remaining villages to be electrified is attached Annex-B. These can be electrified if selected by legislators under KPP.

Annex-A

VILLAGES ELECTRIFIED DURING LAST FIVE YEAR IN THE DISTRICTS OF PANJGOOR TURBAT , GWADAR , KALAT , KHUZDAR , KHARAN , QILLA SAIFULLAH & ZHOB

S.NO	YEAR	DISTRICT	NO OF WORK COMPLETED
[illegible]	[illegible]	Turbat	3
		Panjgur	6
		Gwadar	
		Kalat	4
		Khuzdar	6
		Kharan	2
		Killa Saifullah	4
		Zhob	1
		Total	26
2	7/2002 TO 6/2003	Turbat	8
		Panjgur	3
		Gwadar	
		Kalat	5
		Khuzdar	59
		Kharan	
		Killa Saifullah	3
		Zhob	4
		Total	82

3	7/2003 TO 6/2004	Panjgur	25
		Turbat	2
		Gwadar	28
		Kalat	12
		Khuzdar	81
		Kharan	3
		Killa Saifullah	43
		Zhob	2
		Total	196
4	7/2004 TO 6/2005	Panjgur	53
		Turbat	15
		Gwadar	
		Kalat	40
		Khuzdar	113
		Kharan	7
		Killa Saifullah	26
		Zhob	11
		Total	275
5	7/2005 TO 6/2006	Panjgur	22
		Turbat	24
		Gwadar	3
		Kalat	49
		Khuzdar	77
		Kharan	14
		Killa Saifullah	46
		Zhob	48
		Total	283
		G. Total	862

Annex-B

STATEMENT SHOWING REMAINING VILLAGES IN THE DISTRICTS O PANJGOOR, TURBAT, GWADAR, KALAT, KHUZDAR, KHARAN, QILLA SAIFULLAH & ZHOB AND FUNDS REQUIRED

S.NO	NAME OF DISTRICT	REMAINING VILLAGES	FUNDS REQUIRED (RS IN M)
1	Panjgoor	167	529
2	Turbat	125	587
3	Gwadar	161	440
4	Kalat	307	562
5	Khuzdar	643	777
6	Kharan	134	273
7	Qilla Saifullah	323	1391
8	Zhob	731	3109
	Total:-	2591	7668

سینیٹر ڈاکٹر محمد اسمٰعیل بلیدی، جناب والا! میں نے سوال پوچھا تھا کہ گزشتہ پانچ سالوں کے دوران ملک میں دیہاتوں کو بجلی کی فراہمی پر کتنی رقم خرچ ہوئی ہے صوبہ وار تفصیل بتا دیں اور کچھ ضلع بنوں، تربت اور گوادر وغیرہ کے بارے میں بھی پوچھا تھا۔ وزیر موصوف ہمارے بڑے محترم ہیں اور ان کا تعلق بھی چھوٹے صوبے سندھ سے ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ سندھ اور بلوچستان ایک ہیں ۔سب ایک ہیں لیکن وہ زیادہ پسماندہ صوبے ہیں۔وزیر صاحب بتائیں کہ انہوں نے جو دیہات annexure 'A' میں show کیے ہیں تو اس میں بہت کم دیہاتوں کو بجلی دی گئی ہے اور اب تک جن دیہاتوں کو بجلی دے رہے ہیں ان کی تعداد دیکھیں تو پنجگور کے ابھی تک 167دیہات باقی ہیں، تربت کے 125 دیہات اور گوادر کے 161 دیہات باقی ہیں۔ جن دیہاتوں کو بجلی دی گئی ہے وہ خوشحال پروگرام کے تحت اراکین پارلیمنٹ کی تجاویز پر جو پیسے انہوں نے دیے ہیں ، ان کے پیسوں سے complete ہوئے ہیں۔--

جناب چیئرمین،آپ سوال کریں، یہ تفصیلات تو سامنے واضح ہیں۔

سینیٹر ڈاکٹر محمد اسمٰعیل بلیدی،میرا سوال یہ ہے کہ واپڈا والوں نے دیہاتوں کو بجلی فراہم کرنے کے لیے کتنے پیسے دیے ہیں اور واپڈا والے بل لیتے ہیں وہ خود بھی کوئی پیسے دیں اور ہمارے جو پسماندہ علاقے ہیں وہ بجلی کی سہولت سے محروم ہیں۔ خوشحال پروگرام کے تحت اب ہمارے فنڈ بھی بند ہیں، اس کے بارے میں بھی بتائیں تو اب دیہاتوں کو بجلی فراہم کرنے کا کیا ہوگا، اس کو بھی clear کرائیں۔

جناب لیاقت علی جتوئی، جناب والا! انہوں نے جو سوال پوچھا تھا، اس کے متعلق جو صحیح جواب ہے وہ میں نے دے دیا ہے اور یہ بھی بالکل درست ہے کہ خوشحال پاکستان پروگرام کے تحت یہ ہوتا ہے۔ اس میں جتنے legislators ہوتے ہیں ان کے جو فنڈز ہوتے ہیں لیکن

I want to share a good news with the House. Buledi Sahib is a very honourable Member. There is a separate question but I don't think, I will

reach on that, so I just want to make a brief statement.

جناب والا! Pak-Kuwait Fund سے 1996 میں یہ ایک proposal تھی which was an

ECNEC نے ہم appraisal. When I took over as a Minister Water and Power

سے approve کروا دیا۔۔ Pak-Kuwait کے On 27th of this funds are available.

وہ month, there will be an agreement signed between Pakistan and Kuwait

EAD میں sign ہو رہا ہے اور اس کے بعد بلوچستان کے سات سو دیہات کو بجلی ملے گی۔ تین گرڈ سٹیشن بنیں گے۔ اس کے ساتھ 24000 household connections ملیں گے

1600 commercial connections, 200 tubewells and 17 industrial connections, this has happened and we want to lookafter Balochistan

مجھے پتا ہے بلوچستان کے کیا مسائل ہیں backward province ہے لیکن اس حکومت نے وزیراعظم نے، صدر صاحب کے directives سے ہم اس کو نکال کر یہ proposal لے آئے ہیں۔ میرا خیال ہے اس سے بلوچستان کے لوگوں کو بھی بہت فائدہ ہوگا کیونکہ گرڈ سٹیشن بنیں گے، گاؤں میں بجلی لگے گی، لوگ روزگار حاصل کرسکیں گے اور لوگ بجلی کے کنکشن وغیرہ لے سکیں گے۔ چار مہینے میں یہ ہو گا کہ میں خود جاؤں گا اس کام کو شروع کرنے کے لئے۔

جناب چیئرمین، عبدالرحیم خان۔

سینیٹر عبدالرحیم خان مندوخیل، جناب والا! یہاں جو جواب دیا گیا ہے اس میں جو صوبوں کو پیسے دیے گئے ہیں، پنجاب کا دس بلین یعنی 10.98 billion اور باقی تینوں صوبے ملا کر 4.9 billion بنتے ہیں۔ پانچ سال میں ایک صوبے کو 10.9 اور تین صوبوں کو 4.9 جس کا میں نے یہاں percentage نکالا ہے وہ 70% ہے۔ وزیر صاحب یہ بتا سکیں گے کہ وہ کیا criteria تھا جس میں اتنی رقم وہاں دی گئی اور باقی صوبوں کی یہ پوزیشن ہے۔

جناب چیئرمین، جتوئی صاحب۔

جناب لیاقت علی جتوئی ؛ یہ سارا breakup ہے I don't want to go into the details جواب تو دیا گیا ہے۔پنجاب کی آبادی بہت زیادہ ہے ۔ ظاہر ہے جب آبادی زیادہ ہے

تو اس کے consumers بھی زیادہ ہوں گے، وہاں پر electrification بھی زیادہ ہوتی ہے۔ اسی ratio سے یہ پیسے دیے گئے ہیں for electrification. آپ سندھ کو، بلوچستان کو اور سرحد کو بھی دیکھ لیں لیکن

Punjab has the vast area, they have population and keeping in view and considering that demand, there are more consumers who apply and we electrify.

جناب چیئرمین، کاکڑ صاحب آپ کا بھی اس پر سوال تھا۔

سینیٹر رحمت اللہ کاکڑ ایڈوکیٹ، جناب چیئرمین! میری گزارش یہ تھی کہ ہماری یہ بہت پرانی اور genuine complain رہی ہے۔ ہمارا صوبہ رقبے کے لحاظ سے almost 3, 47190 sq km پر ہے جبکہ پنجاب اس کا عشر عشیر بھی نہیں ہے۔ یہ فرمایا جائے کہ یہ جو اتنا بڑا تضاد ہے جو amount spend کی گئی ہے، پنجاب بھی ہمارا ہی صوبہ ہے میں اس کو بیگانہ نہیں کہتا لیکن 10.98 million وہاں لگتے ہیں۔ کیا یہ کھمبے پنجاب میں لوگوں کے سروں پر لگاتے ہیں یا زمین پر لگائے جاتے ہیں۔

جناب چیئرمین، یہ تو آبادی کے لحاظ سے ہوتا ہے یہ check کرلیں گے اور بھی زیادہ کیا ہوسکتا ہے ابھی تو cocentration develop کریں گے۔

سینیٹر رحمت اللہ کاکڑ ایڈوکیٹ، جناب والا! یہ کھمبے بلوچستان کی زمین پر لگائیں یا اندرون سندھ لگائیں جہاں ضرورت ہے۔

جناب چیئرمین، جی انہوں نے بولا ہے and we will look into it but population کا انہوں نے already جواب دیا ہے۔ جی حمید اللہ جان۔ یہ آخری ہے ۔ حمید اللہ جان نے پہلے ہاتھ اٹھایا ہے۔ عبدالرحیم خان مندوخیل صاحب آپ کی پارٹی کی طرف سے بول چکے ہیں۔ جی حمید اللہ جان۔

سینیٹر حمید اللہ جان آفریدی، شکریہ جناب چیئرمین۔ میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ کیا وجہ ہے کہ پچھلے پانچ سالوں میں فاٹا کا ذکر نہیں ہے اور وہاں پر کوئی electrification پر پیسے

نہیں لگے ہیں۔ اس کے باوجود جیسا کہ پروفیسر ابراہیم صاحب نے آپ کو پہلے ہی بتادیا ہے کہ وہاں پر ڈومیسائل، شناختی کارڈ، خورد و نوش کی جتنی اشیا جاتی ہیں اس پر باقاعدہ ہم سے deduction ہوتی ہے اور اس میں کہا جاتا ہے کہ یہ electrification کی مد میں ہے کیونکہ آپ لوگوں کے بجلی کے میٹر نہیں ہیں اس پر یہ کٹوتی ہو رہی ہے۔ ان بے تحاشا پیسوں کے علاوہ، وارسک ڈیم کا اسی ایوان میں سوال اٹھایا گیا تھا اور جواب میں یہ آیا تھا کہ یہ tribal area میں ہے۔ جناب! اس کی رائلٹی کا مسئلہ الگ ہے۔ کیا یہ بتایا جاسکتا ہے کہ کیا وجہ ہے کہ اس کے باوجود وہاں پر electrification پر پیسے نہیں لگ رہے ہیں۔

جناب چیئرمین، جی جتوئی صاحب۔

جناب لیاقت علی جتوئی ، جناب! میں بڑی معذرت کے ساتھ یہ گزارش کرتا چلوں

because we are all Pakistanis and the breakup has been asked Province wise, of course the question you can see. Let me finish, I have got the floor my dear sir,

مجھے ختم کرنے دیں اس کے بعد جو بھی سوال ہوں گے میں جواب دوں گا۔ اس سوال میں province-wise پوچھا گیا ہے۔ جناب چیئرمین! دوسرا جو TESCO ہے FATA اس کے against 64 billion rupees کی outstanding ہے ۔ اس کے باوجود بھی ہم electrification کر رہے ہیں لیکن

the people are not paying and we have 64 billion rupees outstanding but let me tell you, inspite of all this I am trying to have a meeting with the Governor and the Chief Minister

لیکن ہم نے کام بند نہیں کیا

but we want to see that those people come into the net of WAPDA and start paying. Nothing is free. You could see what is happening with WAPDA because of all these arrears and all these things Government is

paying the subsidy and Government will not be in a position to pay the subsidy for ever.

لہٰذا میری گزارش یہ ہوگی کہ ایک تو ہماری اس معاملے میں مدد فرمائیں تاکہ یہ پیسے ہمیں recover ہوجائیں۔ اس کے ساتھ پھر یہ network میں بھی آجائیں اور اگر وہ separately FATA کے متعلق کچھ پوچھنا چاہتے ہیں کیونکہ اس سوال میں صرف province-wise break up کے لئے کہا گیا تھا جو میں نے جواب دیا ہے۔

سینیٹر حمید اللہ جان آفریدی، جناب! میں یہاں پر بتا دوں کہ یہ سوال بڑا clearly indicate کر رہا ہے کہ "villages in the country", honourable Minister sahib اگر ایک نظر اس پر ڈالیں تو اس میں ایسی کوئی بات نہیں ہے جس میں FATA کا ذکر نہ ہو۔ FATA is within this country پہلی بات۔ دوسری بات جہاں تک outstanding کی بات کر رہے ہیں FATA کے بارے میں وہ ٹھیک ہے کہ FATA کے پیچھے outstanding ہوں گے لیکن FATA سے جو recovery ہوئی ہے bill کے نام پر اس کا حساب ان کو پتا ہونا چاہیے۔ دوسرا جو اس کی royalty کا ہے، tribal area میں جو ڈیم ہے اس کو royalty direct FATA کو دینی چاہیے۔ حساب کتاب ان کو برابر کرنا چاہیے، پھر آ کر یہ بات کریں۔

جناب چیئرمین، حمیداللہ صاحب! انہوں نے کہا ہے کہ they are having a meeting with the Governor and the Chief Minister. جتوئی صاحب! اس پر جو point raise کیا ہے کہ recoveries ہو رہی ہیں in the form of different levies plus جو وارسک کا بو یہ mention کر رہے ہیں، ان چیزوں کو بھی دیکھ لیجیے گا۔

جناب لیاقت علی جتوئی، میں اس میں یہ عرض کردوں کہ فاٹا کے لئے جو بھی اقدامات ہم کر رہے ہیں وہ خوشحال پاکستان پروگرام کے تحت ہی ہوتا ہے، جو legislators ہمیں list دیتے ہیں، and I said I will have a meeting with the Governor and the Chief Minister because we want to resolve this issue اور ہم چاہتے ہیں کہ یہ ٹھیک ہوجائے اور فاٹا کے لوگوں کو بھی سہولت میسر ہو۔ جہاں تک اس سوال کا تعلق ہے اس میں

پہلے country ہے لیکن نیچے اگر پڑھ لیں تو اس میں province-wise break up کے بارے میں لکھا ہے۔

جناب چیئرمین، لیکن اس کو Cabinet Division take up کرے کہ آئندہ سارا break up دیں۔

سینیٹر حمید اللہ جان آفریدی، جناب! میں یہاں آپ سے ایک درخواست کروں گا، اگر آپ record دیکھیں، اس میں ہمارے ex-Members جو ابھی retire ہو کر چلے گئے ہیں، تین سال پہلے انہوں نے واپڈا کو پیسے submit کرائے تھے اپنے developmental funds میں سے اور وزیر صاحب record check کر سکتے ہیں کہ ابھی تک وہ چیزیں نہیں لگی ہیں۔

جناب چیئرمین، جتوئی صاحب آپ حمیداللہ صاحب سے meeting کرلیں۔ آپ یہ point ان سے مل کر sort out کرلیں، .he is available for you جی رضا صاحب مختصراً ژوب کے بارے میں آپ بات کرلیں۔

سینیٹر رضا محمد رضا، جناب چیئرمین! عرض یہ ہے کہ گزشتہ پانچ سالوں میں صرف 862 villages کو بجلی مہیا ہوئی ہے۔ 2000 سے زائد districts ہیں اور ان میں دو ڈسٹرکٹ ژوب اور قلع سیف اللہ۔ ان میں ایک ہزار سے زائد villages unelectrified ہیں۔ اس میں ژوب کے 731 villages ہیں اور قلع سیف اللہ کے 325 villages ہیں اور صرف ژوب کو تین ارب روپے سے زائد درکار ہیں، آئندہ بجلی مہیا کرنے کے لئے۔ میں وزیر صاحب سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ کیا آپ آنے والے پانچ سالوں میں ژوب اور قلع سیف اللہ کو تین ارب روپے دیں گے، ان ایک ہزار villages کو بجلی دینے کے لیے۔ پورے ملک میں جو 43000 villages بغیر بجلی کے ہیں وہ تمام پشتونوں، بلوچوں اور سندھیوں کے ہیں۔ آپ نے 15 ارب روپے میں سے 10 ارب روپے وہاں لگانے ہیں جہاں بجلی پہلے سے موجود ہے۔ ہمارے ژوب ضلعے میں 731 villages بغیر بجلی کے ہیں ان کے record کے مطابق اور تین ارب روپے صرف ژوب کے لئے چاہئیں۔ آپ مجھے بتائیں کہ وہ جو آپ کا اعلان ہے کہ 2008ء تک پورے ملک کو بجلی مہیا ہو جائے گی، میں آپ سے پانچ سال کا پوچھتا ہوں کہ آنے والے پانچ سالوں میں آپ ضلع ژوب کو تین ارب روپے دیں گے یا نہیں؟

جناب چیئرمین، یہ تو availability پر ہوگا، لیکن priority ضرور دیں اس کو، توجہ ضرور دیں۔

جناب لیاقت علی جتوئی، میں بتا رہا ہوں جناب۔ بلوچستان کو ہم نے ویسے بھی priority دی ہے۔ ابھی میں بتا رہا تھا کہ in 700 villages Kuwait fund Pakistan. کو loan دے رہے ہیں۔ یہ سوچنے کی بھی بات ہے۔ Appreciation بھی ہونی چاہیے کہ 700 villages, 3 Grid Stations, اس کے ساتھ industrial connections, commercial connections, even household 24000 اور اس کے ساتھ 200 tubewell connections. Government of Pakistan is giving utmost priority to Balochistan. Balochistan is a vast and scattered area. ہم اس میں alternative energy میں بھی کام کر وا رہے ہیں۔ ایسا نہیں ہے کہ اس میں کچھ نہیں ہو رہا ہے۔ اس کے تحت بھی ہو رہا ہے، اس کا بھی کام شروع ہو رہا ہے اور اس کے tenders وغیرہ ہو گئے ہیں۔ We are working out. Zhob is on priority. Panjgore, every city in Balochistan is on priority. صدر صاحب نے کہا ہے کہ ہم پیسے لیں گے اور انشاء اللہ we will go for electrification.

Mr. Chairman : We will go on question No. 50-A. Muhammad Ismail Buledi again.

50-A. ***Dr. Muhammad Ismail Buledi:** (Notice received on 26-01-2007 at 12.00 a.m.)

Will the Minister for Water and Power be pleased to state the number of villages electrified and those not electrified so far in Makran Division?

Mr. Liaquat Ali Jatoi:

No. of electrified villages.	230
No. of un-electrified villages.	612

سینیٹر ڈاکٹر محمد اسمٰعیل بلیدی۔ سپلیمنٹری۔

جناب چیئرمین، 50-A صفحہ نمبر ۱۰ پر۔

سینیٹر ڈاکٹر محمد اسمٰعیل بلیدی۔ میں وزیر صاحب سے پوچھنا چاہتا ہوں کہ جو ابھی انہوں نے فرمایا ہے میں اس کو most welcome کرتا ہوں، جو کوششیں انہوں نے کیں، جو کوئی اچھا کام کرتا ہے اس کی تعریف بھی کرنی چاہیے۔ دوسری بات یہ ہے کہ میرانی ڈیم جو مکران میں ہے میں نے وزیر صاحب سے آج بھی کہا تھا کہ وہاں پر لوگوں کی زمینیں پانی میں آرہی ہیں۔ ان کی ابھی تک پیسوں کی ادائیگی نہیں کی گئی۔ میں چیئرمین واپڈا سے کہتا ہوں کہ وہ میٹنگ کریں۔ آج بھی مجھے فون آیا تھا کہ لوگ وہاں روڈ بند کریں گے احتجاج کریں گے۔ یہ بھی وزیر صاحب ہاؤس کو بتائیں تاکہ لوگ سنیں کہ ہم نے ان کے لئے آواز اٹھائی تھی۔ دوسری بات یہ ہے کہ مکران کے دیہات میں سے 220 کو بجلی دی گئی ہے اور 612 ابھی تک باقی ہیں۔ جناب چیئرمین! مکران، تربت، پنجگور ایران بارڈر پر ہے۔ پاروم ایک کلومیٹر پر ایران کا ایک علاقہ ہے، وہاں پر بجلی نظر آتی ہے۔ وہاں پر احساس محرومی پیدا ہو رہا ہے۔ ایران والے ہمیں طعنہ بھی دیتے ہیں کہ ہمیں کہیں ہم بجلی دیں گے۔ ابھی ایران والے پیشکش کر رہے تھے۔ بارڈر کو پہلے سے develop کریں تاکہ ہمارا ایک بھائی اس طرف بارڈر پر رہتا ہے، دوسرا بھائی اس طرف رہتا ہے، وہ ہمیں کہتا ہے کہ آپ کی کوئی حکومت ہے۔ وزیر صاحب بارڈر والے علاقوں کو، مکران کے لئے خصوصی package جو وزیراعظم اور صدر خصوصی package دیتا ہے وہ recommend کریں تاکہ وہ اس علاقے کو بھی بجلی دے دیں۔

جناب لیاقت علی جتوئی۔ جناب والا! میں نے پہلے بھی عرض کی تھی کہ ہم نے ایران سے پہلے ہی 20 mega watt کا agreement کیا ہوا ہے جس سے پنجگور اور دوسرے علاقے میں بجلی آرہی ہے۔ اب 100 میگاواٹ کا ایک اور agreement ہم نے ایران گورنمنٹ سے کر لیا ہے جس سے ہم گوادر اور پنجگور جو بھی علاقے ہیں اس میں بجلی فراہم کریں گے۔ اس کے ساتھ alternate energy board کا بھی میں نے ذکر کیا ہے کہ ہم اس سے بھی اس کی electrification کریں گے۔ انشاء اللہ میں نے کہا ہے کہ

Balochistan is on priority list of the Government of Pakistan, President of Pakistan Gen. Parvez and Prime Minister of Pakistan has really given most priority to this province because of backwardness

- پچھلی حکومتوں میں یہ کچھ نہیں ہوا جو اس حکومت نے کیا ہے' جو یہ حکومت بلوچستان کے لئے کر رہی ہے۔ اس کے ساتھ میں یہ بھی بتاتا چلوں کہ جو میرانی ڈیم کا معاملہ ہے let me be very clear to keep the record straight وہ پیسے ہم نے بلوچستان حکومت کو دیے ہوئے ہیں ۔ Government of Balochistan is looking of the compensation but جیسے بلیدی صاحب نے کہا ہے میں اپنے چیئرمین یا ممبر پانی و بجلی کو بھیجوں گا تاکہ coordination ہو جائے اور ان کی جو compensation کے پیسے ہیں وہ ضرور ملیں گے۔

There is no doubt about it.

جناب چیئرمین، جی بنگزئی صاحب۔

سینیٹر لیاقت علی بنگزئی ۔ جناب چیئرمین! بڑی خوشی کی بات ہے کہ بلوچستان کے 700 دیہات کو کویت فنڈ سے بجلی فراہم کی جا رہی ہے۔ میرا سوال نہیں ہے میری ایک suggestion ہے چونکہ یہ مرکز کے حوالے سے بجلی پہنچائی جا رہی ہے تو مرکز میں ہمارے کوئی چھتیس نمائندے ہیں۔ چودہ ایم این ایز ہیں' بائیس سینیٹر ہیں۔ میری تجویز یہ ہوگی کہ اگر ہمارے وزیر موصوف یہ سات سو دیہات کے لئے ایک نوٹس جاری کر دیں تاکہ برابری کی بنیاد پر سینیٹرز اور ایم این ایز حضرات سے نشاندہی طلب کرلیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ بڑی اچھی بات ہو گی۔

جناب چیئرمین، جتوئی صاحب۔

جناب لیاقت علی جتوئی ۔ I want to share with the House کہ یہ جو agreement وغیرہ ہوا تھا basically it was on the recommendation of the Balochistan Government but یہ بات صحیح ہے کہ وہاں پر صرف ایم پی اے کی recommendations نہیں ۔ میں تو یہ کہوں گا کہ I am going to hold a meeting

shortly اور میں کہوں گا کہ سینیٹر اور ایم این اے حضرات کی proposals کو بھی approve
کیا جائے۔ یہ بھی decision ہو گا۔

Mr. Chairman: Question No. 51. Mr. Nisar Ahmad Memon.

[Q. No. 51 deferred].

Senator Nisar Ahmed Memon: Mr. Chairman! I think since we are talking about Balochistan, it appears that even in the representation of the Board of Directors of Sui Northern Gas there is not a single member taken from Balochistan, at least in this, as visible. My question from the Minister is that there is a policy that some people from the same territory will be kept particularly because the gas comes from Balochistan and here we find Punjab has got 11, Sindh has got 2, and NWFP has 1. So, the question is, what kind of rules are being applied in order to formulate a representation of all the four provinces in the Board and alongwith this would he like to explain whether the employees, that are hired in the Sui Northern Gas are also in the similar ratio as reflected here.

Mr. Chairman: I think, Sui Northern has some private share holdings also.

سینیٹر میر محمد نصیر مینگل: میں اس سلسلے میں یہ وضاحت کرنا چاہتا ہوں کہ
موجودہ گورنمنٹ نے خصوصی طور پر اس کا احساس کیا ہے اور میں میمن صاحب کا مشکور ہوں، میرا
تعلق بھی بلوچستان سے ہے، ان کو بھی چھوٹے صوبوں کا احساس ہے، میں ان کو appreciate
کرتا ہوں۔ اس کو ہماری حکومت نے بھی محسوس کیا ہے اور سلیم سیف اللہ صاحب اس پر کام
کر رہے ہیں اور Prime Minister level تک یہ ہوا ہے کہ بلوچستان کی مناسب نمائندگی ہونی
چاہیے اور جلد ہی تمام Boards میں وہاں کے لوگ ہوں گے انشاء اللہ۔ ساتھ ہی employment

وغیرہ کے سلسلے میں' اس میں ابھی کافی تعداد ہے' ہم مزید کوشش کر رہے ہیں کہ اب ہمارا جو 6% کوٹہ ہو گیا ہے' اس کو ان corporations پر بھی لاگو کیا جائے اور ان کو پابند کیا جائے کہ وہ بلوچستان کے لوگ رکھیں۔

سینیٹر نثار احمد میمن۔ بہت اچھا جواب دیا ہے مگر یہ واضح نہیں کیا کہ مناسب نمائندگی کا مقصد کیا ہے in terms of quantity کیا ہوتا ہے؟ دوسرا یہ کہ 6% کوٹا جو بلوچستان یا دوسرے صوبوں کا ہے وہ کب تک ہو جائے گا؟

سینیٹر میر محمد نصیر مینگل، حال ہی میں یہ فیصلہ ہوا ہے اور سلیم سیف اللہ صاحب کی کوششوں سے تین چار دن پہلے ہی اس کا notification ہوا ہے' اس پر انشاء اللہ کارروائی ہو گی۔

جناب چیئرمین، اس سلسلے میں ایک چیز ذہن میں رکھیں کہ private share holding بھی کافی ہے۔ یہ جو دو تین نام Dawood Hercules کے آ رہے ہیں' ان کی کافی private share holding ہے۔ لہذا! اس میں گورنمنٹ کی opportunities, options بھی limited ہیں۔ I think یہ بھی ایک factor ہو سکتا ہے۔ رخسانہ زبیری صاحبہ۔

Senator (Engr.) Rukhsana Zuberi: I would second what Mr. Nisar Memon said

کہ ہر جگہ سندھ کی representation بھی کم ہے اور بڑے افسوس کی بات ہے کہ ہمیں یہ issue اٹھانا پڑ رہا ہے۔ میں نے کبھی بھی provincial issue نہیں اٹھایا تھا لیکن we are really feeling that we are being side tracked. جناب! دوسری بات یہ کہ No. 11 پر جو board member ہیں' میں آپ کی توجہ اس طرف دلانا چاہوں گی Invest Capital & Securities (Pvt) Limited. Sir, public sector companies میں ہمارے ہاں اور اس گورنمنٹ کے دوران خاص طور پر یہ ایک normal بات ہو گئی ہے کہ جو Stock Exchange Brokers ہیں

they are members of the Board and this comes under conflict of interest and sir, Jahangir Siddiqui and Arif Habib, who will be finally four, five owners of Pakistan. Total assets of Pakistan will belong to them. Thanks to the present government. Thanks to the banker Prime Minister and they are everywhere on the board. Sir, will the Minister like to throw some light on it?

جناب چیئرمین، مینگل صاحب۔

سینیٹر میر محمد نصیر مینگل، جو share holders ہوتے ہیں، زیادہ تر ان ہی میں سے directors لیے جاتے ہیں۔ جن کا share نہ ہو یا وہ ---

جناب چیئرمین، جن کا یہ کہہ رہی ہیں، کیا یہ بھی share holder ہیں؟

سینیٹر میر محمد نصیر مینگل، میں وہی بتا رہا ہوں کہ اس میں share holders ہو یا کوئی ان کی نمائندگی کر رہا ہو۔ وہ کسی کو بھی director منتخب کر سکتے ہیں۔

جناب چیئرمین، یہ گورنمنٹ کے نہیں ہیں؟

سینیٹر میر محمد نصیر مینگل، نہیں یہ گورنمنٹ کے نہیں ہیں۔

سینیٹر (انجینیئر) رخسانہ زبیری، جناب یہ stock exchange کے brokers ہیں، how they can be included in the Board of Public Sector Companies? This comes under conflict of interest. They are dealing in shares. Sir, this is how finance has been manipulated.

جناب چیئرمین، I think جو point of conflict of interest ہے، اس کو بھی آپ دیکھ لیں، SECP وغیرہ سے اس کو take up کر کے دیکھ لیں کہ یہ ایک point feel کیا تھا۔ جی ہمایوں اختر خان صاحب Last supplementary on this Mr. Humayon Akhtar Khan. No, third question and last Mr. Humayon Akhtar Khan.

(Interruption)

جناب چیئرمین، کیوں، کیا ہو گیا ہے؟ دو ہو گئے ہیں۔ میمن صاحب کا تھا، پھر رخسانہ زبیری صاحبہ کا اور تیسرا یہ ہے۔ اچھا پھر یہاں سے بھی دو سوال لے لیں گے۔ If the House wants it so, I have no problem.

جناب ہمایوں اختر خان (وزیر تجارت)۔ جناب چیئرمین! کچھ تو آپ نے clear کر دیا ہے کہ اس میں private share holding ہے اور میرا یہ سوال ہے کہ داؤد فیملی کے تین ممبر ہیں but here my question is کہ ان میں سے کون سے appointees government کے ہیں اور گورنمنٹ اپنی nominations کے لیے کیا criterion استعمال کرتی ہے؟ Could the honourable Minister tell me that please?

سینیٹر میر محمد نصیر مینگل، اس میں ایک نمائندہ Finance اور ایک concerned ministry کا ہوتا ہے، یہ گورنمنٹ کی طرف سے ہوتے ہیں۔ باقی کچھ directors ratio کے حساب سے کیونکہ گورنمنٹ کے shares ہوتے ہیں تو اس میں اتنے آدمی رکھ لیتے ہیں۔

جناب چیئرمین، وہ criterion پوچھ رہے ہیں۔ آپ ایسا کریں کہ اگر نہیں ہے، check کر لیں کیونکہ اس میں کافی جو ہے---

سینیٹر میر محمد نصیر مینگل، اس میں باقاعدہ ...criterion

سینیٹر میاں رضا ربانی، ان میں سے گورنمنٹ کے کون سے appointees ہیں؟

جناب چیئرمین، یہ نیچے لکھا ہے criterion for appointment, the member of the companies has...

Senator Mian Raza Rabbani : Sir, that is vague, I mean the government must be having some...

Mr. Chairman: The people that they nominate from outside, the ex-officio, what is the criterion for them?

Senator Mian Raza Rabbani: Yes and can he point out which are those ex-officios.

جناب چیئرمین، Ex-officio اس میں کون ہیں آپ کو پتا ہے؟

سینیٹر میر محمد نصیر مینگل، جی میں چیک کرکے بتاؤں گا۔

Mr. Chairman: Please check it and we will defer this.

سینیٹر میاں رضا ربانی، آپ یہ دیکھیں

Mr. Altaf Saleem's educational qualifications are not available.

سینیٹر میر محمد نصیر مینگل، ہاں available ہوں گی تو اس وقت بتا دیں گے---

Senator Mian Raza Rabbani: Educational qualification of Mr. Altaf Saleem are not available.

Senator Mir Muhammad Naseer Mengal: No. Now, it is available.

جناب چیئرمین، کیا ہے، کیا ہے؟

سینیٹر میر محمد نصیر مینگل، جس کا وہ پوچھ رہے ہیں میں اس کا بتا دیتا ہوں۔

جناب چیئرمین، پہلے ہی بتا دینا چاہیے تھا۔

Senator Mian Raza Rabbani : Sir, he is involved in the biggest bank's scandal going.

وہ کہہ رہے ہیں his educational qualifications are not available.

Senator Mir Muhammad Naseer Mengal : Available, sir.

Senator Mian Raza Rabbani: He is also heading ERRA.

کیا جاہلوں کو appoint کر رہے ہیں؟ ان کے پاس اس کی educational qualification نہیں ہے یا یہاں پہ bank fraud لکھ دیتے ہیں اس کے آگے چونکہ اس کی qualification نہیں ہے۔

(مداخلت)

Senator Mian Raza Rabbani: What Graduate? Why they have said they are not available. I pointed out how is it not available. It should be available.

بنک فراڈ کے اندر وہ آدمی ملوث ہے۔

Mr. Chairman: He is involved in the bank fraud?

Senator Mian Raza Rabbani: Of course.

Senator Muhammad Enver Baig: Sir, Mr. Altaf Saleem was the major share holder in present Standard Investment Bank

جس پر Security and Exchange Commission نے charge sheet دی ہے - جو
آپ کو، پورے ہاؤس اور پورے ملک کو علم ہے اور یہ بات پہلے بھی میں نے اٹھائی تھی کہ اس
پر ایک بہت serious charge Security and Exchange Commission نے ڈالا ہے
which is maintaining parallel Books of Account جناب! یہ چیئرمین تھا- اس کے
علاوہ Sir, you know. You have been a banker. بنک کے اوپر اگر parallel Books
of Account کے incharge تھے the regulator. Sir, that is the most serious
banking offence میں ہو سکتا ہے-

جناب چیئرمین، ٹھیک ہے- بیگ صاحب یہ سارے arguments سن لئے ہیں-
Check کر کے come back to the House.

Senator Muhammad Enver Baig: Sir, is the government trying to patronise these corrupt people? Why the government is not taking action against him? While he is the Chairman of Sui Northern, why is he not removed from this position, from the position of ERRA?

جناب! آپ لوگوں نے یہ کیا مذاق بنایا ہوا ہے- Depositors کے 10 billion rupees
غائب ہو گئے bungle کیا انہوں نے، اور یہ Board of Directors اور Chairman Sui

Gas میں بیٹھے ہوئے ہیں----

(*Interruption*)

سینیٹر محمد انور بیگ، نہیں جناب ! یہ جواب دیں۔ جواب دیں۔ Sir, he is the Minister. He should answer the questions on the floor of the House.

سینیٹر میاں رضا ربانی ،جناب ! اگر ان کو یہ چیزیں پتا نہیں ہیں کہ ان کے محکمے میں کیا ہو رہا ہے تو پھر وہاں پر بیٹھے ہوئے کیوں ہیں؟

(مداخلت)

سینیٹرمیاں رضا ربانی، جناب! اتنے بڑے بنک میں fraud میں وہ آدمی ملوث ہے اس کے بارے میں ان کو نہیں پتا ہے۔

(*Interruption*)

Mr. Chairman: Let him check and come back.

Senator Muhammad Enver Baig: Sir, 10 Billion rupees

کی embazzlement ہے اس بنک کے اندر ۔ لوگ تڑپ رہے ہیں ۔ اخبارات میں editorials آ رہے ہیں depositors کے کہ خدا کے واسطے فیصلہ کرو۔

The man is having a bonafide time with the Prime Minister, with the President. He is going on foreign trips. Sir,

کیا یہ کوئی طریقہ ہے۔ یا تو یہ کہیں کہ corrupt لوگوں کو patronise کر رہے ہیں یہ لوگ۔

(*Interruption*)

جناب چیئرمین، وزیر صاحب یہ check کریں۔ کلثوم صاحبہ آپ کا سوال ہے۔

Senator Mian Raza Rabbani: Sir, why is he heading ERRA? Why does not the Government reply to this?

جو آدمی parallel Books of Account رکھتا رہا ہے وہ ساری foreign funding for ERRA کو آج کنٹرول کر رہا ہے ۔ وہ سارے کے سارے لوگ ہیں ان کو ابھی تک کوئی

relief نہیں ملا ہے۔

(*Interruption*)

جناب چیئرمین، جی کلثوم پروین صاحبہ۔

(*Interruption*)

سینیٹر کلثوم پروین، جناب چیئرمین ! میں چیئرمین کی بات نہیں کرتی۔ باقی جتنے لوگ بھی appoint کئے گئے ہیں ان میں بلوچستان کا one point بھی نہیں بنتا۔ جو shortfall ہے، منسٹر صاحب سے میں یہ پوچھوں گی کیا ابھی اس میں جو appointments ہو رہی ہیں اس کو پورا کیا جائے گا؟ یہ تو پہلے والے کوٹے کو بھی apply نہیں کر رہا جو کہ 3.5 تھا، 6 کی تو ابھی بات ہو رہی ہے۔ اس میں بلوچستان کا ایک per cent quota بھی نہیں ہے۔ کیا وہ کوٹہ بھی اس میں mention ہو گا؟

جناب چیئرمین، جی مینگل صاحب۔

سینیٹر میر محمد نصیر مینگل، جناب ! میں نے پچھلی دفعہ figures دیے تھے اور ہمارے حساب سے اس کوٹے کے مطابق جو پچھلا کوٹہ ہے اس میں وہ اترتے ہیں۔ ابھی جو نیا کوٹہ ہے یہ آئندہ کے لئے لاگو ہو گا۔ میں نے جیسے بتایا کہ سلیم سیف اللہ صاحب بیٹھے ہوئے ہیں، ہماری کمیٹی ہے اور ہم کوشش کریں گے کہ کمپنیوں کو پابند کریں کہ وہ اس کو fulfil کریں۔

جناب چیئرمین، جی پری گل آغا صاحبہ۔

سینیٹر آغا پری گل، شکریہ، جناب چیئرمین! میرا بھی بالکل وہی سوال ہے جو کہ کلثوم نے کہا۔ دیکھیں یہ بہت زیادتی ہے کہ پورے پاکستان میں بلوچستان سے gas supply ہوتی ہے۔

جناب چیئرمین، وہ تو ہو گیا، وہ انشاء اللہ check کرکے منسٹر صاحب بتائیں گے۔

سینیٹر آغا پری گل، Gas company میں بلوچستان کے صرف دو بندے ہیں مگر لگتا ہے کہ ایک تو بلوچستان کا ہے ہی نہیں اور ایک شاید ہو گا۔ آپ دیکھیں کتنی زیادتی ہے اور

ہم اتنے بھی نالائق نہیں ہیں کہ اپنے ہی علاقے سے نکلنے والی gas company میں ہم لوگ job پر نہیں آسکتے۔ یہ ذرا آپ دیکھیں اور انصاف کریں۔

جناب چیئرمین، مینگل صاحب یہ آپ دیکھ لیجیے گا۔ جی کوثر فردوس صاحبہ آپ ذرا جلدی سے بتا دیں کہ آپ کا کیا point ہے۔

سینیٹر ڈاکٹر کوثر فردوس، بہت شکریہ جناب۔ میں یہ کہنا چاہ رہی تھی کہ یہی والا chart جو کہ name of directors ہیں، نمبر 1 پر تو انہوں نے کہا کہ educational qualification, not available ، نمبر 7 پر qualification نہیں لکھی ہوئی even domicile بھی نہیں پتا۔ آگے نمبر 9 پر education نہیں ہے۔

جناب چیئرمین، ٹھیک ہے، point آپ کا valid ہے۔ مینگل صاحب یہ کمپنی کے ریکارڈ کی باتیں ہیں اور جس نے بھی آپ کو یہ جواب بھیجا ہے، آپ ذرا مہربانی کر کے ان کا سختی سے notice لیں کہ یہ جو چیزیں ہیں یہ تو کمپنی کے ریکارڈ پر ہونی چاہییں، اس میں ایک already position holding ہے جو PIDC کا MD ہے اور یہ گورنمنٹ کا ہی ایک ادارہ ہے، کیسے ہو سکتا ہے کہ اس کا ریکارڈ اور domicile دونوں ہوں اور اس کی ڈگری نہ ہو۔

سینیٹر میر محمد نصیر مینگل، جناب چیئرمین! یہ جواب میں نہیں ہے لیکن انہوں نے مجھے briefing دی ہے اور ہمارے پاس سب کی qualifications آ گئی ہیں۔

جناب چیئرمین، کیا ان کا کیا ہے؟ پھر باری صاحب کا بھی بتا دیں کہ کیا ہے؟

سینیٹر میر محمد نصیر مینگل، کونسا نمبر ہے؟ کس کا پوچھ رہے ہیں؟

جناب چیئرمین، عبدالباری خان نمبر 7 ۔

سینیٹر ڈاکٹر کوثر فردوس، جناب! نمبر 7 دیکھیے۔

سینیٹر میر محمد نصیر مینگل، یہ M.A Political Science ہیں اور ان کا سندھ کا domicile ہے۔

سینیٹر ڈاکٹر کوثر فردوس، اور نمبر 9 بھی نہیں ہے۔

سینیٹر میر محمد نصیر مینگل، نمبر 9 پر ' یہ MBA ہے اور ان کا domicile پنجاب کا ہے۔

سینیٹر ڈاکٹر کوثر فردوس، نمبر 5 and 6 کا domicile نہیں ہے ' یہ not applicable ہے یا not available ہے؟

جناب چیئرمین، نہیں I think وہ share holders کے ہیں because they have a substantial share holding. اس وجہ سے its not on domicile bases یہ کمپنی کی share holding کی وجہ سے ہے but not applicable کا جو ہے یہ ضرور آپ کے I.D Card پر ہوتا ہے' کمپنی کا پورا ریکارڈ ہونا چاہیے۔ اس کو مینگل صاحب آپ ذرا سختی سے کہیں information flow should be proper جو بھی information پارلیمنٹ کو بھیجیں تو they should look at it properly اور اس کو اچھی طرح سے scrutinize کر کے بھیجیں۔

سینیٹر میر محمد نصیر مینگل، جناب! ان کو تاکید کی ہے اور ان سے لے لیا ہے' پانچویں پر domicile سندھ ہے اور چھٹے کا بھی سندھ ہے اور آئندہ کے لئے ہم نے ان کو سختی سے کہا ہے کہ information وقت پر آنی چاہیے۔

Mr. Chairman: O.K. We will go on to the next question. This is last question, now will be No. 52. Mr. Nisar Ahmad Memon.

[Q. No. 52 (deferred)]

Mr. Chairman: Any supplementary? Yes Mr. Nisar Ahmad Memon.

Senator Nisar Ahmad Memon: Thank you Mr. Chairman, I just have an observation that again in this, there are six from Punjab, five from Sindh, Frontier has got only one seat and Balochistan has been represented by two. Again I think, my question is that would the Minister be kindly able to share with us, that which one's are the private members

and which one's of the Government nominees?

جناب چیئرمین، جی مینگل صاحب۔ I think اس میں سارے government

nominees ہیں I don't know کہ private share holding کا یا کون سا ہے، may be

Sajid Zahid legal ہے؟

سینیٹر میاں رضا ربانی، جناب! منسٹر صاحب کو معلوم نہیں ہے۔

جناب چیئرمین، میرا خیال ہے اس کو defer کر دیتے ہیں، آپ information لے لیں۔

سینیٹر میر محمد نصیر مینگل، میں اس طریقے سے اب کیا بتا دوں۔

جناب چیئرمین، بتا دیں، خیر ہے لیکن وہ تو-----

سینیٹر میر محمد نصیر مینگل، جب یہ کہتے ہیں کہ پتا نہیں ہے تو جب مجھے اتنا معلوم ہے کہ کون ہیں۔

سینیٹر میاں رضا ربانی، جو سوال انہوں نے پوچھا ہے وہ بتائیں۔ چلیں پہلے کا تو میں ان کو بتا دیتا ہوں کہ وہ گورنمنٹ کے ہیں، اب دوسروں کا وہ بتائیں۔

سینیٹر میر محمد نصیر مینگل، جیسے میں نے پہلے کہا کہ بسم اللہ ادھر سے کرتے ہیں، اس میں منور بشیر صاحب Government کے ہیں اور جناب سعید اللہ شاہ ہمارے gas کے Director ہیں اور جناب رشید لون صاحب جو ہمارے Sui Northern کے MD ہیں، وہ Government کی طرف سے ہیں۔

Mr. Chairman: I think, 8, 9 and 10

شاید Government کے نہیں ہیں۔

سینیٹر میر محمد نصیر مینگل، جی ہاں باقی Government کے ہیں۔

جناب چیئرمین، 11 بھی Government کے نہیں ہیں، 12 بھی نہیں، 13 اور 14 بھی نہیں ہیں۔

Senator Nisar Ahmad Memon: Mr. Chairman, I thought, my question is still not answered because if the Minister were to say that all the 14 of them which were all Government except the ones which are... then I think, it will be easier. Can he state?

جناب چیئرمین، I think, No.7 تک تو definitely Government کے ہیں beyond that Minister صاحب بتا سکتے ہیں، their designations are given.

سینیٹر میر محمد نصیر مینگل، ثاقب شیرازی صاحب باہر کے ہیں، زاہد جاوید باہر کے ہیں۔

سینیٹر نثار احمد میمن، نمبر بتائیں۔

سینیٹر میر محمد نصیر مینگل، 10, 11, 12, 13 اور 14.

سینیٹر نثار احمد میمن، جی۔

سینیٹر میر محمد نصیر مینگل، Serial No. 10, 11, 12, 13 اور serial No.14 ہیں۔

سینیٹر نثار احمد میمن، یہ non-Government ہیں۔

جناب چیئرمین، I think, مینگل صاحب یوں کر لیں، پچھلے سوال میں criterion پر بھی زیادہ زور ہے تو آپ criterion دیکھ لیں and you can come back to the House and we will keep it pending for that.

Senator Nisar Ahmad Memon: Sir, the question is deferred.

سینیٹر میر محمد نصیر مینگل، جناب! میں آپ کو ابھی criterion بتاتا ہوں۔

جناب چیئرمین، میرے خیال میں floor ان کے پاس ہے، ذرا ان کو سن لیں، مینگل صاحب کے پاس floor ہے ان کو ذرا سن لیں۔ آپ اس کو ایسے کریں کہ پوری briefing لے لیں کیونکہ یہ specific ہے، اس پر House میں کافی interest ہے کہ کیا criterion ہے تو

اس کو آپ بعد میں بتا دیں۔ Next time کریں گے' اس کو defer کر دیتے ہیں۔ جی۔ وہ defer ہوگیا ہے جب پھر سوال آئے گا' اس وقت کر لیجیے گا۔ دونوں defer ہو گئے' criterion بھی ہو گیا ہے۔

Senator Nisar Ahmad Memon: Mr. Chairman, since this is deferred, we must have the last question now.

جناب چیئرمین، OK ٹھیک ہے۔ رضا صاحب! جب criterion کا discuss ہو گا تب آپ بتا دیں۔ Minister صاحب آپ کو سن رہے ہیں' وہ اسی میں سارا cover کر دیں گے جب واپس آئیں گے' House کو بتائیں گے تو اسی میں cover کر لیں گے۔

سینیٹر میر محمد نصیر مینگل، وہ final stage پر ہے تو انشاء اللہ اس پر عمل ہو جائے گا۔

جناب چیئرمین، نہیں' نہیں I think, he has answered all the questions. یہ criterion کا ہے۔

سینیٹر محمد انور بیگ، جناب! کچھ سمجھ ہی نہیں پا رہے۔ جناب! ان کو Women Division دے دیں۔ جناب! یہ incompetent Minister ہیں۔

(مداخلت)

Mr. Chairman: He has answered, he has answered well. We will go on to No. 53, Mr. Nisar Memon.

53. *Senator Nisar Ahmad Memon: Will the Minister for Petroleum and Natural Resources be pleased to state the names, educational qualifications, place of domicile and tenure of members of Board of Directors of Pakistan State Oil indicating also the criteria for their selection/appointment?

Mr. Amanullah Khan Jadoon (Federal Minister for Petroleum and Natural Resources): The names, educational qualifications, place of domicile and tenure of members of Board of Directors of Pakistan State Oil Company Limited indicating also the criteria adopted for their selection/ appointment is as under:

S.No.	Name of Directors	Education Qualification	Domicile	Tenure of Members
1.	Mr. Pervaiz Kausar, Chairman	Civil Engineer	Sahiwal	Three (03) years
2.	Mr. Shaukat Hayat Durrani, Addl. Secretary, M/o P&NR.	M.Sc. LL.B. PGD	Punjab	-do-
3.	Mr. Mahmood Akhtar, Joint Secretary (Budget), Finance Division.	M.Sc.	N.A	-do-
4.	Mr. Jalees Ahmed Siddiqi, Managing Director, PSO	BE	Karachi	-do-
5.	Mr. Tariq Kirmani, Chairman, PAC	MBA	Karachi	-do-
6.	Mr. Tariq Iqbal Khan, NIT, ICP.	FCA	Punjab	-do-
7.	Mr. Istaqbal Mehdi, Managing Director, Pak Kuwait Investment Company.	Not available	-	-do-
8.	Mr. Kamran Mirza, Former MD, Abbott Lab, Karachi	FCA	Karachi	-do-
9	Mr. Muhammad Yasin Malik, Chairman, Hilton Pharma (Pvt) Limited.	M.A.	Karachi	-do-
10.	Mr. Arshad Said, Former Executive (Shell).	Graduate	-	-do-

CRITERIA FOR APPOINTMENT/SELECTION

Appointment of Directors is the prerogative of the Government of Pakistan.

Mr. Chairman: Any supplementary?

Senator Nisar Ahmad Memon: Mr. Chairman, question No. 53. I think, there is an amazing thing that the quality of response is extremely poor, I am using this word with all the responsibility that when a domicile is given, I did not realize that there are domiciles of Punjabs or a domicile of Sahiwal. We are talking on the provinces and here you see, Karachi being the domicile, so, what does this indicate?

Mr. Chairman: Domicile is of a specific place, provincial

issued by the District Administration there. پوچھا ہے تو

Senator Nisar Ahmad Memon: Mr. Chairman, either all along we talk about the provinces because my question also relates to the provinces and I think, there is something to be done in terms of responding to the question.

Mr. Chairman: I think, the Minister has noted that and he has already taken that up, so, we will do that.

Senator Nisar Ahmad Memon: Again I think, we seem to have absolutely no representation of the Frontier Province nor of the Balochistan Province. I think, there is greater need for the Government particularly in the Ministry of Petroleum to focus on the various boards, come out with the statement, with the policy and follow that and implement it. My question now is, is there any way the Minister is considering to re-look at this and give a proper representation to various provinces?

سینیٹر میر محمد نصیر مینگل، Headed by سلیم سیف اللہ، سلیم سیف اللہ کی کمیٹی ہے، اس میں جائزہ لے رہے ہیں اور representation دینے کے لئے کام ہو رہا ہے۔

Mr. Chairman: He is saying that wherever possible, they will certainly rationalize that. So, that brings us to the end of the Question Hour.

Senator Mian Raza Rabbani: Honourable Minister be pleased to inform us, I think, the honourable Senator has raised a very valid point. We in Sindh are very sensitive to this issue. Is the Ministry of Petroleum playing up the concept of taking Karachi away from Sindh because everywhere they have been talking about the provinces and when they come to our province and they come to Karachi, they have shown Karachi to be separate. We take very strong exception to this. Karachi is the capital of Sindh but as far as domicile is concerned, a person from Karachi is a domicile of the province of Sindh and for a government functionary and a government document to show domicile to be different from Sindh and to specify Karachi gives rise to very nefarious designs. Is the Ministry of Petroleum becoming a part of that?

Mr. Chairman: No, No, I don't think that is intentional because....

(Interruption)

Senator Mian Raza Rabbani: Sir, if they are not intentional then what are they doing?

جناب چیئرمین، ایک uniformity ہونی چاہیے ان کا یہ point ہے۔ باقی جگہیں ہیں تو آپ اگر جگہ کا لکھ بھی دیں اور ساتھ province بھی لکھ دیں تا کہ ----

سینیٹر میاں رضا ربانی، جناب! نہیں آپ مجھے بتائیں جو پنجاب کے ہیں وہاں پر لاہور کیوں نہیں لکھا ہوا۔

جناب چیئرمین، نہیں، ساہیوال لکھا ہوا ہے اس پر۔

سینیٹر میاں رضا ربانی، یہ تو ایک اس میں ہے۔ جو باقی لاہور کے ہیں وہاں پر لاہور کیوں نہیں لکھا، جو پنڈی کے ہیں وہاں پر پنڈی کیوں نہیں لکھا؛ پنجاب کیوں لکھا ہے؟ اس کے پیچھے ایک background ہے کراچی اور سندھ کا۔ آپ کو اس background کا بڑی اچھی طرح علم ہے اور یہاں پر اگر Government documents ایسے reflect کریں گے تو یہ بڑی serious بات ہے۔

جناب چیئرمین، نہیں، نہیں میں نہیں سمجھتا کہ ایسی کوئی بات ہوئی ہے۔ آپ نے House کے sentiments دیکھ لئے ہیں۔ تھوڑی بہت توجہ ہونی چاہیے کہ ایک uniformity and pattern جو آپ follow کرتے ہیں اسی کو رکھیں اور کوئی sensitive بات ہو تو اس کی طرف ہمیں زیادہ توجہ دینی چاہیے۔

(مداخلت)

سینیٹر میر محمد نصیر مینگل ، میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ ہمیشہ یہ ڈومیسائل ایسا ہی ہوتا ہے۔ ہمارے بلوچستان میں کم از کم میرا اپنا ہے جو ہے اس پر district Khuzdar لکھا ہوا ہے پھر وہ بلوچستان کا بن جاتا ہے۔ اگر کہیں غلطی ہو گئی ہے ---

سینیٹر میاں رضا ربانی، بلوچستان کا کہاں لکھا ہے کوئٹہ ؛ صرف کراچی کا غلط کیا ہوا ہے۔

(مداخلت)

Mr. Chairman: Let us have order in the House.

جناب چیئرمین، دیکھیں ایک uniformity ہونی چاہیے۔ بادینی صاحب آپ نے کچھ کہنا ہے؟

(مداخلت)

Senator Mian Raza Rabbani: They are a part of this conspiracy to break up the....

Mr. Chairman: No, No, I don't think there is any conspiracy and there should be uniformity. Uniformity

آئندہ کردیں گے۔

سینیٹر میر ولی محمد بادینی، جناب! میرا question اب آ گیا ہے۔ آپ مہربانی کر کے 64 لے لیں۔ یہ تین دفعہ پہلے defer ہو چکا ہے۔

جناب چیئرمین، بادینی صاحب اگر کہتے ہیں تو لے لیتے ہیں کوئی بات نہیں لیکن Minister Sahib ہی نہیں ہیں پھر جواب کون دے گا ۔ کیا فائدہ ہوگا سوال لینے کا۔ میں تو تیار ہوں لیکن وزیر صاحب ہی نہیں ہیں۔ ویسے بھی Questions Hour ختم ہو گیا ہے۔ میرا خیال ہے وزیر صاحب National Assembly میں چلے گئے ہیں۔

I think the remaining answers at table are taken as read and I take up the leave application.

سینیٹر صاحبزادہ خالد جان، ہمارا ایک question لے لیں جی۔ وزیر صاحب نے یہ معذرت بھیجی ہے کہ مالا کنڈ ڈویژن کے تمام سوالات ----

جناب چیئرمین، کونسے سوالات ہیں میں دیکھوں ذرا۔ کدھر ہے آپ کا سوال؟

سینیٹر صاحبزادہ خالد جان، 55 ہے جی، 56, 57 -

جناب چیئرمین، نہیں، اگر میں لے بھی لوں next ٹھیک ہے لیکن وزیر اعجاز صاحب نہیں ہیں -

سینیٹر صاحبزادہ خالد جان، کم از کم یہ 56 لے لیجیے۔

جناب چیئرمین، آپ ایسے کریں میں اعجازالحق صاحب سے آپ کو time لے دیتا ہوں، آپ بیٹھ کے ان کے روبرو بات کر لیں۔ راجہ صاحب! اعجاز صاحب سے time لے دینا۔

Remaining answers taken as read. We take up the leave applications.

(مداخلت)

جناب چیئرمین، جو بھی بات ہے میرے دفتر میں آ کے کر لیجیے گا۔ میں آپ کے ساتھ بیٹھ جاؤں گا' پورے ہاؤس کو represent کر رہا ہوں۔بادینی صاحب اب ایک سوال refer نہیں ہو سکتا۔میں آپ کو Minister Sahib سے time لے دوں گا۔ میرے دفتر میں مل لیجیئے مجھے۔

سینیٹر کلثوم پروین، جناب چیئرمین! ایک چھوٹی سی چیز ہے۔

(مداخلت)

جناب چیئرمین، آپ لکھ کر مجھے دے دیں .we will take it up

سینیٹر کلثوم پروین ، جناب ! تھوڑی سی بات یہ ہے کہ 320 ملین ہمیں کویت نے بلوچستان کے لیے فنڈ دیا۔ وہ کہہ رہے ہیں کہ باقی پیسہ Government of Balochistan لگائے جب کہ ہمارے پاس پیسے نہیں ہیں۔ ہماری Federal Government سے یہی request ہے کہ ہمیں پیسہ دیا جائے۔ کویت والوں نے پیسہ دے دیا ہے' مگر گورنمنٹ آف بلوچستان کے پاس پیسہ نہیں ہے اور نہ ہو گا تو پھر کیا طریقہ کار ہو گا۔

(مداخلت)

سینیٹر میر ولی محمد بادینی ، جناب مہربانی کر کے اسے defer کریں ۔ مہربانی ہو گی آپ کی۔

54. ***Mir Wali Muhammad Badini:** (Notice received on 26-01-2007 at 12:07 p.m.)

Will the Minister for Water and Power be pleased to state:

(a) whether there is any proposal under consideration of the Government to supply electricity in the areas of District Naushki and Dalbandin, Balochistan, if so, when; and

(b) whether it is a fact that a Saudi Prince announced that half of the expenditure to be incurred on electrification of the said areas will be borne by Saudi Government; if so, the amount received so far?

Mr. Liaquat Ali Jatoi: (a) Noushki is properly electrified and connected with 132 KV network, since 1984. However, 132KV Grid Station at Dalbandin is planned for 2007-08 at a cost of Rs.770.00, million. The work will be taken in hand subject to availability of funds.

(b) It is a fact that Rs.320 million have been placed by, the Saudi King with their embassy in Pakistan. The balance of the funds (Rs.450 million) have to be provided by Government of Balochistan. Matter is being taken up with Government; of Balochistan.

DCO Chaghi has confirmed on 30-11-2006 that Rs. 320.00 million have been donated by King of Saudi Arabia and money is lying with Saudi Embassy and will be released only if the counter part funding amounting to Rs.450 million is provided by Government of Balochistan.

55. ***Sahibzada Khalid Jan:**(Notice received on 26-01-2007 at 12:08 p.m.)

Will the Minister for Religious Affairs, Zakat & Ushr be pleased to state the steps being taken by the Government to improve the existing Zakat distribution system in the country?

Mr. Muhammad Ijaz-ul-Haq: In pursuance of a Cabinet decision, the Prime Minister was pleased to constitute a Committee under the Chairmanship of Minister for Religious Affairs, Zakat & Ushr for revamping of Zakat & Bait-ul-Mal systems. The recommendations of the Committee were discussed in the Cabinet meeting held on 17-1-2007. The Cabinet, inter alia, decided that all Cabinet members may re-think the whole system of Zakat in the light of discussion and suggest tactical and conceptual changes in Zakat distribution system in the next meeting.

56. ***Sahibzada Khalid Jan :** (Notice received on 26-01-2007 at 12:08 p.m.)

Will the Minister for Water and Power be pleased to state:

(a) the names of the areas in Malakand Division electrified under Tameer-eWatan programme I and II since 2003-04; and

(b) the names of villages/areas in that Division to which electricity will be supplied during the current calendar year?

Mr. Liaquat Ali Jatoi: (a) Year-wise abstract of works / villages along with estimated cost, completed at Malakand Division under Tameer-e-Watan Programme since 2003-04 is a under:—

year	No. of works	Estimated cost
2003-04	69 Nos.	Rs.26.469 million
2004-05	250 "	Rs. 97.704 "
2005-06	363 "	Rs. 176.681 "
2006-07	102 "	Rs. 91.664 "
Total:	**784 Nos.**	**Rs.392.518 million**

List showing name of areas and estimated cost is enclosed as Annex-A.

(b) 137 No. works amounting to Rs.101.261 million, are to be completed during the current calendar year in the said area. list showing their names, estimated cost and District is attached as Annex-B

(Annexures have been placed on the Table of the House as well as library).

57. ***Sahibzada Khalid Jan:** (Notice received on 26-01-2007 at 12:08 p.m.)

Will the Minister for Water and Power be pleased to state whether it is a fact that electricity will be supplied to some villages in Pakistan through foreign aid, if so, the names of the districts included that programme?

Mr. Liaquat Ali Jatoi: At present, no village electrification is being executed under any foreign aid, except to electrify 700 villages in Baluchistan under Kuwait fund Loan.

58. ***Mr. Shuja-ul-Mulk:** (Notice received on 26-01-2007 at 12:09 p.m.)

Will the Minister for Petroleum and Natural Resources be pleased to state whether there is any proposal under consideration of the Government to supply natural gas to villages Muslimabad and Baghpurdheri, District Haripur, if so, its details?

Mr. Amanullah Khan Jadoon: As per information provided by SNGPL, there are two localities with the name of Muslimabad in district Haripur, one is Muslimabad Syedan and other is Muslimabad (Mohallah Tanki) G.T. Road. First locality has been on gas since 2003-04 while the gas to the other locality, has been recently commissioned and the proposal letters to the applicants will be issued on turn/merit basis.

As far as supply of gas to Baghpurdheri district Haripur is concerned, at present there is no proposal to supply gas to this locality.

59. ***Mr. Ilyas Ahmed Bilour:** (Notice received on 26-01-2007 at 12:20 p.m.)

Will the Minister for Water and Power be pleased to state the steps taken by the Government to ensure regular supply of electricity to the Industrial Estate Gadoon and other Industrial Estates in NWFP?

Mr. Liaquat Ali Jatoi: There is stable electric supply to all industrial estates in NWFP and Gadoon Amazai Industrial Estate.

Routine maintenance of 11 KV lines is carried out by PESCO/WAPDA in consultation with the Industrialists for prearranged shut downs.

60. ***Col (R) Syed Tahir Hussain Mashhadi:** (Notice received on 27-01-2007 at 11:35 a.m.)

Will the Minister for Culture be pleased to state:

(a) the names and locations of archaeological sites and museums in the country under the administrative control of Department of Archaeology: and

(b) the income earned from the said sites and museums during the last three years?.

Dr. Syiad Ghazi Gulab Jamal: (a) There are 189 Archaeological Sites and 12 Museums under the administrative control of Federal Department of Archaeology and Museums. Their names and locations are at Annex-A&B respectively.

(b) The income earned from the sites and museums during the last three years is as under:—

2003-04	Rs.20.719 million
2004-05	Rs.12.806 million
2005-06	Rs.08.553 million

(Annexures have been placed on the Table of the House as well as Library)

61. ***Col. (R) Syed Tahir Hussain Mashhadi:** (Notice received on 27-01-2007 at 11:35 a.m.)

Will the Minister for Culture be pleased to state the number of persons working in the Lok Virsa and Pakistan National Council of the Arts with province-wise breakup?

Dr. Syiad Ghazi Gulab Jamal:

LOK-VIRSA:

There are 63 regular employees in Lok-Virsa with the following province-wise * break-up:—

1. Punjab	=41
2. N. W .F.P	=11
3. A.J.K	=09
4. Islamabad	=02
Total:	=63

PAKISTAN NATIONAL COUNCIL OF THE ARTS (PNCA):

There are 165 regular employees in PNCA with following province-wise ** breakup:—

1. Punjab	=113
2. Sindh	=010
3. N. W .F. P .	=034
4. Balochistan	=002
5. A.J.K	=006
Total:	=165

*Details at Annex-I

**Details at Annex-II

Annex-I

TOTAL NUMBER OF EMPLOYEES WORKING IN NATIONAL INSTITUTE OF FOLK AND TRADITIONAL HERITAGE (LOK VIRSA) WITH PROVINCIAL BREAK-UP

Name of post	No. of post filled	BPS	Domicile
Executive Director	1	MP-II	Punjab
Directors	3	19	Punjab
Deputy Directors	5	18	Punjab
Programme Executive	6	17	NWFP-2 Punjab-4
Administrative Officer	1	17	Punjab
Accounts Officer	1	17	Punjab
Librarian	1	17	AJK
Accountant	1	16	Punjab
Superintendent	1	16	Punjab
Programme Organiser	1	16	Punjab
Computer Assistant	1	16	Punjab
Tech Assistant	2	16	Punjab
Stenographer	2	15	Punjab-2
Stenotypist	3	12	Punjab-1 NWFP-2
Assistant	3	11	Punjab-2 NWFP
Electrician	1	11	NWFP
Storekeeper	1	11	NWFP
Carpenter	1	11	Punjab
UDC	1	7	Punjab
Studio Incharge	1	7	AJK
Cataloguer	1	7	Punjab
Driver Cum Machanic	1	7	Punjab
LDC	3	5	IBD-1 NWFP-1 AJK-1
Drivers	3	3	NWFP-1 AJK-1 Puajab-1
Despatch Rider	1	4	AJK
Daftri	1	4	AJK
Duplicating Machine	1	4	AJK
Attendant	9	3	Punjab-6 NWFP-1 AJK-1 Ibd-1
Chowkidar	2	2	NWFP-01 AJK-01
Mali	2	2	Punjab-2
Sweeper	2	1	Punjab-2

Annex-II

PAKISTAN NATIONAL COUNCIL OF THE ARTS

NUMBER OF EMPLOYEES PNCA, PROVINCE WISE BREAKUP

S.No	BPS	Number of Posts	Domicile				
			Punjab	Sindh	NWFP	Balochistan	AJK
1.	MP-1	1	1	-	-	-	-
2.	20	1	1	-	-	-	-
3.	19	4	4		-	-	-
4.	18	11	10	-	1	-	-
5.	17	11	8	-	1	2	-
6.	16	19	17	1	-	-	1
7.	15	1	1	-	-	-	-
8.	14	1		1	-	-	-
9.	13	4	4	-	-	-	-
10.	11	11	7	1	2	-	1
11.	8	1	-	-	1	-	-
12.	7	17	9	2	6	-	-
13.	5	30	16	1	11	-	2
14.	4	3	2	-	1	-	-
15.	3	1		-	1	-	-
16.	2	22	14	2	6	-	-
17.	1	27	19	2	4	-	2
Total		**165**	**113**	**10**	**34**	**2**	**6**

62. ***Col (R) Syed Tahir Hussain Mashhadi:** (Notice received on 27-01-2007 at 11:35 a.m.)

Will the Minister for Religious Affairs, Zakat and Ushr be pleased to statethe number of persons whom financial assistance was provided from Zakat Fund during last three years indicating also the amount paid to them with, year-wise and province-wise break up?

Mr. Muhammad Ijaz-ul-Haq: A statement showing Province-wise disbursement of Zakat and number of beneficiaries for the last three years is annexed.

Annex

STATEMENT SHOWING PROVINCE-WISE ZAKAT DISBURSEMENT AND NUMBER OF BENEFICIARIES FOR THE YEARS 2003-04 TO 2005-06

S.No.	Province/Area	2003-04		2004-05		2005-06	
		Amount Disbursed	No. of Beneficiaries	Amount Disbursed	No. of Beneficiaries	Amount Disbursed	No. of Beneficiaries
1	Punjab	3676.198	1284895	3774.94	1142731	2585.092	1236455
2	Sindh	963.09	302169	1195.864	470704	653.879	365846
3	NWFP	994.993	326149	995.591	365415	613.099	338001
4	Balochistan	310.192	136228	216.061	94770	182.842	114137
5	Islamabad Capital Territory (ICT)	40.424	17460	40.139	12201	24.172	14300
6	Northern Areas	41.798	22721	51.045	34701	42.683	42407
	Total	**6026.695**	**2089622**	**6273.64**	**2120522**	**4101.767**	**2111146**

63. ***Mrs. Razina Alam Khan:**(Notice received on 27-01-2007 at 11:40 a.m.)

Will the Minister for Religious Affairs, Zakat and Ushr be pleased to state the number of persons sent for Häil under the special quota of the Prime Minister during the Hajj 2006 and the expenditures incurred on them?

Mr. Muhammad Ijaz-ul-Haq: There was no special quota of the Prime Minister for Hajj, December 2006. Therefore, no expenditure was incurred.

64. ***Mrs. Razina Alam Khan:** (Notice received on 27-01-2007 at 11:40 a.m.)

Will the Minister Incharge of the Prime Minister's Secretariat be pleased to state whether there is any proposal under consideration of the Government to establish a Vocational Training Institute for Women in Sector I-9/4, Islamabad, if so, when?

Reply not received.

64-A. ***Dr. Kauser Firdaus:** (Notice received on 02-02-2007 at 12:00 a.m.)

Will the Minister for Petroleum and Natural Resources be pleased to state whether there is any proposal under consideration of the Government to supply natural gas to mohallah Ghausia of Kallar Syedan, district Rawalpindi, if so, when?

Mr. Amanullah Khan Jadoon: Yes, SNGPL has partially laid its distribution network in mohallah Ghausia of Kellar Syedan, District Rawalpindi.

The survey for supply of gas to remaining portion of above mohallah has been carried out and the Company has planned to lay the distribution network in the said mohallah during 4th quarter of fiscal year 2008-09.

65. ***Mr. Shahid Hassan Bugti:** (Notice received on 02-02-2007 at 12:05 p.m.)

Will the Minister for Housing and Works be pleased to state the number of vacant posts of Joint Estate Officers and Superintendents in Estate Office, Islamabad, and the time by which the same will be filled in?

Syed Safwanullah: Two posts of Joint Estate Officers (General) (BPS-17) and there posts of Superintendent (General) (BPS-16) are lying vacant in Estate Office, Islamabad. The post of JEO, cannot be filled by promotion as one JEO, surplus in

Estate Office, Lahore, is to be transferred. Second post of Joint Estate Officer has been kept un-filled for re-instatement of Mr. Muhammad Yanoor Khattak, Ex- Joint Estate Officer, as ordered by FST Islamabad whose case is\under process.

2. As regards vacant posts of Superintendents, it is stated that the staff in Estate Office management is being reduced as per commitment of this Ministry with the Prime Minister/ Finance Division (Annex-I), as a result of decentralization of hiring of Office and Residential Accommodation from Estate Office. As a first phase, 20 Nos. of vacant posts from Estate Office, Karachi have already been abolished w.e.f. 01-7-06 (Annex-II). Moreover, MS Wing of Establishment Division is conducting a study for the reduction of posts from other Estate Offices. As such, these vacant posts of Superintendents cannot be filled until the study for rationalization of strength is completed.

Annex-I

PRIME MINISTER'S SECRETARIAT (PUBLIC)
ISLAMABAD

Subject:- DECENTRALIZATION OF HIRED RESIDENTIAL ACCOMMODATION.

8. The Prime Minister has been pleased to approve, in principle, the proposal that Ministries/Divisions and Attached Departments be authorized to directly arrange hired residential accommodation for their respective officials. It has also been desired that the system be implemented only after the M/O Housing and Works finalize the modalities in consultation with the M/O Finance which should be completed in two months.

(Nyla Qureshi)
Deputy Secretary (FA-II)

Secretary, Ministry of Housing and Works, Islamabad.
P.M's Sectt. u.o.No.1-1/DS(FA-II)/2004/HW-58-S dated 12.6.2004.

FINANCE DIVISION

Subject:- **DECENTRALIZATION OF HIRED RESIDENTIAL ACCOMMODATION**

6. The proposal contained in the summary had substantial and far reaching implications. Due to that a committee was constituted to deliberate on all the pros and cons of the proposal and make recommendations. The Committee on completion of its work submitted a report (Annex-III) which was considered in the Finance Division and recommendations finalized.

7. Keeping in view the recommendations of the committee, Finance Division endsorses the proposal contained in para 3 of the summary with the following observations:-

(i) Ministry of Housing & Works would reduce the staff in the Estate Offices at Islamabad, Karachi, Lahore, Quetta and Peshawar.

(ii) Ministries/Divisions/Departments concerned, will make arrangements for hiring of residential accommodation for their employees within the existing approved budget.

(iii) The procedure prepared by Ministry of Housing & Works (Annex-II) would be followed by all the Ministries/Divisions/Departments in letter and spirit.

(Nawid Ahsan)
Finance Secretary

PRINCIPAL SECRETARY TO THE PRIME MINISTER

Annex-II

GOVERNMENT OF PAKISTAN
MINISTRY OF HOUSING AND WORKS
****

No.F.2(2)/2006-EIV. Islamabad, the 13th April, 2006.

The Accountant General
Pakistan Revenues, Sub-Office,
KARACHI.

Subject:- ABOLISHING OF POSTS IN ESTATE OFFICE KARACHI AS A RESULT OF DECENTRALIZATION OF THE HIRING OF PRIVATE HOUSES.

Dear Sir,

In pursuance of Serial No.3 of Annex-II of financial delegation of powers as contained in new System of Financial Control and budgeting-2000, issued by Finance Division vide their O.M.No.3 (4) Exp-iii/2000 dated 30-06-2000, I am directed to convey the sanction of the President to abolish the following 20 (twenty) vacant posts from Estate Office, Karachi w.e.f. 1st July, 2006 as a result of decentralization of hiring of private houses:-

S.No.	Designation/BPS.	Vacant Posts.
1.	Accountant(Incharge)- (BPS-11 plus Rs.65/-PM	01
2.	Accountant (BPS-11)	05
3.	Assistant (BPS-11)	05
4.	UDC. (BPS-7)	03
5.	Sub-Inspector (BPS-7)	01
6.	Lower Division Clerk (BPS-5)	01
7.	Accounts Clerk (BPS-5)	04
	Total: -	20

//

(Saifullah Khan)
Section Officer (EIV)

Copy to:-

1. The Estate Officer, Estate-Office, Islamabad w/r to their letter No.51/141/Admn dated 28-12-2005.
2. The AGPR, G-8/4, Islamabad.
3. The JEO (Incharge), Estate Office, Karachi w/r to his letter No.9(1)/2005-Admn 07-02-2006.
4. File No.16(3)/2002-EIV of temporary posts.
5. File No.2(3)/05-EIV.
6. File No.2(5)/04-EIV.

Section Officer (E-IV)

68. ***Dr. Javaid Laghari:** (Notice received on 02-02-2007)

Will the Minister for Water and Power be pleased to state:

(a) whether it is a fact that the Private Power and Infrastructure Board (PPIB) has recently advertised an invitation for pre-qualification of investors for 1000-1200 MW integrated imported coal based power project near Karachi, If so, the time by which that project will be completed;

(b) whether it is also a fact that there are large deposits of indigenous coal at Thar, Lakhra, Jhimpir, Sonda, Jherruck and Badin in Sindh, if so, the reasons for basing this large power project on imported coal; and

(c) the proposed tamper kwh for imported coal-fired power plant and those approved for the plants based on domestic coal?

Mr. Liaquat Ali Jatoi: (a) Yes, PPIB advertised an invitation for pre-qualification of investors for 1000-1200 MW. Integrated Imported Coal based Power Project near Karachi in August 2006. As per current estimates the project will be commissioned by the year 2012.

(b) Yes, the country has deposits of indigenous coal at Thar, Lakhra, Jhimpir, Sonda, Jherruck and Badin in Sindh, the largest being at Thar. However, there is a need for power plants based on both domestic and imported coal. In view of power supply/demand projections of the country. The power requirement in future is huge and will require all possible avenues to be explored for future power generation.

(c) The indicative tariff for the proposed imported coal based power plant will be available after completion of feasibility study while the firm . tariff will be determined by NEPRA later. As regards, indigenous coal based projects, these are in initial stages and the sponsors of these projects will approach NEPRA after completion/approval of Feasibility Studies by Panel of Experts (POE) appointed PPIB for monitoring the conduct of the feasibility Studies.

69. ***Mrs. Tahira Latif:** (Notice received on 06-02-2007 at 12:00 a.m.)

Will the Minister for Housing and Works be pleased to state:

(a) the prevalent procedure for allotment of plots to Government employees by the Housing Foundation;

(b) whether the said plots are allotted strictly on seniority basis, if not, its reasons; and

(c) the number of plots allotted to Government employees by the Housing Foundation upto 31-12-2006 with category-wise break up?

Syed Safwanullah: (a) Basic criteria for allotment of plots to Federal Government employees under the FGE housing schemes is on age-wise seniority and provisional offer letters are issued to senior most applicants subject to fulfillment of other laid down terms & conditions of the scheme. Plot numbers are allocated through computerized balloting and final allotment letters are issued after verification of service particulars of the allottees from their respective departments and on receipt of full payment.

(b) The criterion of age-wise seniority is strictly adhered to.

(c) List attached.

List

CATEGORY-WISE NO. OF ALLOTMENTS MADE BY F.G.E HOUSING FOUNDATION IN DIFFERENT PHASES

ISLAMABAD PHASE-I & EXTENSION

CATEGORY	NO OF ALLOTMENTS MADE
I	628
II	817
III	463
IV	191
V	806
VI	349
TOTAL	3254

ISLAMABAD PHASE-II

CATEGORY	NO OF ALLOTMENTS MADE
I	205
II	664
III	818
IV	273
V	284
VI	699
TOTAL	2943

ISLAMABAD SPECIAL ALLOCATIONS

CATEGORY	NO OF ALLOTMENTS MADE
I	60
II	175

III	61
IV	1
V	61
VI	110
TOTAL	468

ISLAMABAD PHASE-III

CATEGORY	NO OF ALLOTMENTS MADE
I	401
II	1000
III	1545
IV	1547
V	2093
TOTAL	6586

ISLAMABAD PHASE-IV

CATEGORY	NO OF ALLOTMENTS MADE
I	552
II	829
III	807
IV	658
V	702
TOTAL	3548

PESHAWAR SCHEME

CATEGORY	NO OF ALLOTMENTS MADE
I	125

II	500
III	500
TOTAL	1125

KARACHI SCHEME (PHASE-I)

CATEGORY	NO OF ALLOTMENTS MADE
I	20
II	63
III	28
IV	44
V	32
VI	32
TOTAL	219

KARACHI SCHEME (PHASE-II)

CATEGORY	NO OF ALLOTMENTS MADE
I-a	15
I-b	15
II	80
III	48
IV-a	64
IV-b	10
V-a	18
V-b	50
TOTAL	300

70. ***Ch. Muhammad Anwar Bhinder:** (Notice received on 06-02-2007 at 12:00 a.m.)

Will the Minister for Petroleum & Natural Resources be pleased to state the increases made in the price of 11.8 kg. cylinder of Liquefied Petroleum Gas (LPG) during 2006 indicating also the reasons for those increases?

Reply not received.

"UNSTARRED QUESTIONS AND THEIR REPLIES"

for Wednesday, the 21st February, 2007

6. **Mr. Muhammad Talha Mahmood:** (Notice received on 26-01-2007 at 12.00 a.m.)

Will the Minister for Petroleum and Natural Resources be pleased to state:

(a) the number of cases of corruption and misappropriation surfaced in PSO during the last five years; and

(b) the names of officers / officials found involved in those cases and the action taken against them?

Mr. Amanullah Khan Jadoon: The information is being collected and will be placed on table of the House on next rota day.

7. **Mr. Muhammad Talha Mahmood:** (Notice received on 26-01-2007 at 12:00: a.m)

Will the Minister for Petroleum and Natural Resources be pleased to state:

(a) the number of vehicles owned by Sui Northern Gas Pipelines;

(b) the names and designation of officers who are using those vehicles; and

(c) the amount spent on fuel and maintenance of those vehicles during the last five years?

Mr. Amanullah Khan Jadoon: The information is being collected and will be placed on table of the House on next rota day.

8. **Mr. Muhammad Talha Mahmood:** (Notice received on 26-01-2007 at 12:00: a.m.)

Will the Minister for Petroleum and Natural Resources be pleased to state:

(a) the number of cases of corruption and misappropriation surfaced in Sui Northern Gas Pipelines during the last five years; and

(b) *the names of officers / officials found involved in those cases and the action taken against them?*

Mr. Amanullah Khan Jadoon: The information is being collected and will be placed on table of the House on next rota day.

9. **Mr. Nisar Ahmad Memon:** (Notice received on 26-01-2007 at 12.06 p.m.)

Will the Minister for Petroleum & Natural Resources be pleased to state the number, names and location of gas fields in the country presently leased out indicating also the lease amount, date of commencement and expiry of lease, production during 2005-06 and production planned for 2006-07, 2007-08 and 2008-09 in each case?

Mr. Amanullah Khan Jadoon: Government has granted 122 leases for production of oil & gas in the country, out of which currently oil is produced from 98 fields. The names, location, date of grant and expiry date of leases are given at Annexure-I.

The companies pay yearly lease rent on following rate.

Leases granted under	Rate
1949 Rules	Rs. 2000 per sq. mile
1986 Rules	Rs. 6250 per sq. km.
2001 Rules	Rs. 7500 per sq. km.

Annual oil/condensate production details are as under:

Year	Barrels per day (average)
2005-06 (actual)	65,577
2006-07 (estimated)	70,000
2007-08 (projected)	72,000
2008-09 (projected)	75,000

Annexure-I

Mining/D&P Leases

S.No.	Operator	Lease	Area (Sq.Kms)	District	Lease granted under Rule	Grant Date	Expiry date
1	BHP	Zamzama	535.79	Dadu	1986	02/04/2002	01/04/2022
2	BP	Jalal	34.25	Hyderabad	1986	31/08/1995	30/08/2015
3		M. Ismail & M. Ismail Deep	8.00	Hyderabad, Badin	1986	15/01/1995	14/01/2015
4		Tando Ghulam Ali	98.00	Badin	1949	15/03/1990	14/03/2020
5		Mazari	48.40	Badin	1949	14/05/1986	13/05/2016
6		Dabhi	122.81	Badin	1949	27/06/1985	26/06/2015
7		Liari	99.15	Badin	1949	19/01/1989	18/01/2019
8		Sonro	42.00	Badin	1949	29/05/1986	28/05/2016
9		South Mazari	64.00	Badin	1949	14/05/1986	13/05/2016
10		Matli	107.76	Badin, Hyderabad	1949	18/07/1989	17/07/2019
11		Bukhari	106.70	Hyderabad	1949	17/08/1989	16/08/2019
12		Rind	18.00	Badin & Hyderabad	1986	07/07/1992	06/07/2012
13		Laghari	125.50	Badin & Hyderabad	1949	10/03/1984	09/03/2014
14		Koli	94.70	Badin	1949	12/03/1990	11/03/2020
15		Duphri	93.58	Badin	1949	18/12/1989	17/12/2019
16		Turk	127.50	Badin	1949	31/08/1988	30/08/2018
17		Zaur	15.71	Hyderabad	1986	20/11/1994	19/11/2014
18		Khaskeli	123.30	Badin	1949	14/02/1982	13/02/2012

19	Khorewah	75.60	Badin	1949	18/12/198	17/12/2019
20	Makhdumpur	102.60	Badin	1949	17/08/19	16/08/2019
21	Bhatti	101.90	Badin	1949	10/03/19	17/12/2020
22	Nari	85.85	Badin	1949	16/07/1986	15/07/2016
23	North Akri	95.80	Badin	1949	18/12/1989	17/12/2019
24	Tajedi	86.20	Badin	1949	24/11/1985	23/11/2015
25	Ghungro	102.10	Badin	1949	17/08/1989	16/08/2019
26	Pir	43.84	Badin	1986	07/07/1992	06/07/2012
27	Golarchi	109.37	Badin	1949	22/03/1988	21/03/2018
28	Kato	20.40	Hyderabad	1986	07/07/1992	06/07/2012
29	Jabo	16.13	Badin	1986	07/07/1992	21/06/2018
30	Paniro	10.00	Badin	1986	07/07/1992	06/07/2012
31	Jagir	1.36	Badin	1986	02/01/1998	01/01/2018
32	Junathi South	5.00	Badin	1986	11/08/2001	10/08/2006
33	Keyhole G-1	4.20	Badin	1986	30/11/1998	29/11/2011
34	Buzdar South & South Deep	25.13	Hyderabad	1986	31/12/1999	30/12/2019
35	Raj	21.70	Hyderabad	1986	21/01/1998	20/01/2007
36	Jhaberi South	4.13	Badin	1986	27/03/2003	26/03/2007
37	Muban	1.91	Hyderabad	1986	21/01/1999	20/01/2009
38	Shah Dino	1.46	Badin	1986	21-11-2003	20-11-2009

S.No.	Operator	Lease	Area (Sq.Kms)	District	Lease granted under Rule	Grant Date	Expiry date
39		Ali Zaur	6.23	Badin	1986	7/4/2005	6/4/2015
40		Sakhi deep	4.71	Badin	1986	1/6/1998	30/05/2008
41		Fateh Shah	26.40	Thatta	1986	26-07-2005	25-07-2021
42		Fateh Shah North	23.81	Thatta	1986	8/6/2005	7/6/2012
43	Dewan	Rodho	34.63	D.G.Khan	2001	23-01-2006	22-01-2026
44	Eni	Kadanwari	457.82	Sukkur & Khairpur	1986	02/12/1992	01/12/2012
45		Badhra	230.26	Dadu	1986	08/01/2004	07/01/2027
46		Bhit	250.08	Dadu	1986	21/09/2000	20/09/2020
47	MGCL	Mari	969.27	Ghotki	1986	11/11/1994	10/11/2014
48		Zarghun South	124.22	Kalat	1986	22-01-2004	21-01-2022
49	MOL	Manzalai	382.89	Karak	1986	11/01/2007	10/01/2032
50	OGDCL	Pasahki and Pasakhi North	27.95	Hyderabad	1986	27/01/1990	26/01/2010
51		Lashari Centre and South	23.10	Hyderabad	1986	25/08/1989	24/08/2009
52		Missa Keswal	23.43	Rawalpindi	1986	11/04/1994	10/04/2014
53		Dhodak	41.92	D. G. Khan	1986	01/02/1995	31/01/2015
54		Dhakni	267.83	Attock & Kohat	1949	23/04/1984	22/04/2009
55		Toot	122.67	Attock	1949	02/11/1968	01/11/2003

56	Chak Naurang	72.70	Chakwal	1949	14/11/1988	13/11/2008
57	Fimkassar	27.98	Chakwal	1986	19/12/1992	18/12/2012
58	Nandpur	45.05	Khanewal	1986	12/03/1996	11/03/2016
59	Panjpir	45.18	Khanewal & Jhang	1986	12/03/1996	11/03/2016
60	Pirkoh Additional	13.60	Dera Bugti Agency	1986	14/07/1988	13/07/2008
61	Pirkoh	141.69	Dera Bugti Agency	1986	08/08/1997	07/08/2007
62	Loti	204.20	Dera Bugti Agency	1949	14/11/1986	13/11/2011
63	Qadirpur	389.16	Jacobabad & Ghotki	1986	18/08/1992	17/08/2012
64	Bobi & Dhamraki	127.81	Sanghar	1986	23/01/1990	22/01/2010
65	Sari Singh	26.04	Dadu	1949	30/07/1968	29/07/2008
66	Hundi	15.04	Dadu	1986	21-09-2002	20-09-2013
67	Kunar	34.21	Hyderabad	1949	23/01/1990	22/01/2010
68	Tando Alam	38.60	Hyderabad	1949	30/07/1985	29/07/2010
69	Sono	25.80	Hyderabad	1986	23/07/1989	22/07/2009
70	Daru	10.26	Hyderabad	1986	07/04/1990	06/04/2010
71	Bhal Syedan	16.41	Attock	1986	11/04/1994	29/06/2007
72	Sadkal	26.77	Attock	1986	24/01/1994	23/01/2014
73	Thora & Thora East	13.63	Hyderabad	1949	23/01/1990	22/01/2010
74	Nur	30.64	Thatta & Badin	1986	27/02/1995	26/02/2006

S.No.	Operator	Lease	Area (Sq.Kms)	District	Lease granted under Rule	Grant Date	Expiry date
75		Bagla	29.70	Thatta & Badin	1986	27/02/1995	26/02/2006
76		Uch	121.00	Dera Bugti Agency.	1986	01/07/1996	30/06/2021
77		Rajian	39.09	Chakwal & Jehlum	1986	28/02/1996	27/02/2011
78		Chak-5 Dim	15.92	Sanghar	1986	18/03/1996	31/12/2004
79		Kal	41.96	Chakwal	1986	13/08/1996	31/12/2009
80		Misan	2.50	Hyderabad	1986	12/07/1999	11/07/2014
81		Palli	16.43	Hyderabad	1986	17/11/2001	16/11/2007
82		Tando Allah Yar	3.35	Hyderabad	1986	24/01/2005	23/01/2021
83		Dars	6.02	Hyderabad	1986	24/01/2005	23/01/2009
84		Dars West	5.199	Hyderabad	1986	24/01/2008	23/01/2024
85		Buzdar	6.58	Hyderabad	1986	31/12/1999	30/12/2009
86		Jakhro	35.05	Sanghar	1986	13/02/2002	12/02/2009
87		Chanda	32.32	Kohat, Mianwali	1986	01/06/2002	31/05/2022
88		Norai Jagir	2.43	Hyderabad	1986	16-08-2005	15-08-2008
89	OMV	Miano	814.02	Sukkur	1986	01/08/1996	31/07/2014
90		Sawan	235.50	Khairpur	1986	01/11/2001	31/10/2026
91	OPII	Dhurnal	64.10	Attock	1949	01/04/1985	31/03/2010

92		Bhangali	45.30	Rawalpindi	1986	28/06/1990	27/06/2010
93		Umar	8.82	Hyderabad	1986	14-10-2004	13-10-2016
94		Usman	10.67	Matiari	1986	17-11-2008	16-11-2012
95		Siraj South	12.32	Sanghar	1986	13-12-2006	12/12/2016
96		Ratana	216.98	Attock	1986	17/04/1994	16/04/2014
97	POL	Dhulian	123.07	Attock	1986	08/08/1993	07/08/2006
98		Meyal & Uchri	131.30	Attock	1986	23/12/1997	22/12/2015
99		Balkassar	149,70	Chakwal, Jhelum	1949	13/07/1976	12/07/2013
100		Pindori	86.58	Rawalpindi	1986	12/04/1995	11/04/2015
101		Joya Mair	6.31	Chakwal	1986	08/08/1993	07/08/2013
102		Pariwali	121.95	Attock	1986	01/07/1997	30/06/2017
103		Minwal	18.85	Chakwal	1986	01/04/1998	31/03/2018
104		Khaur	59.73	Attock	1986	12/07/2002	11/07/2007
105		Turkwal	21.34	Chakwal & Rawalpindi	1986	26/08/1999	25/08/2015
106	PEL	Badar ML	123.04	Jacobabad	1949	13/03/2002	12/03/2014
107		Khanpur	41.78	Shikarpur	1986	03/04/2003	02/04/2015
108		Hasan	37.50	Shikarpur	1986	03/04/2003	02/04/2017
109		Kandra	286.08	Sukkur, Khairpur	1986	05-01-2006	04-01-2031
110		Sadiq	40.72	Shikarpur	1986	03/04/2003	02/04/2013
111	PPL	Adhi	199.68	Rawalpindi	1949	13/11/1984	12/11/2009
112		Sui	455.80	Dera Bugti Agency	1949	01/06/1955	31/05/2015

S.No.	Operator	Lease	Area (Sq.Kms)	District	Lease granted under Rule	Grant Date	Expiry date
113		Sui Additional (D&PL)	45.63	Dera Bugti Agency	1986	16/04/1975	15/04/2005
114		Sui Additional (D&PL)	70.43	Dera Bugti Agency	1986	13/10/1997	12/10/2007
115		Kandhkot	258.37	Jacobabad	1949	15/01/1962	14/01/2022
116		Kandhkot Additional	26.00	Jacobabad	1986	24/01/2001	23/01/2011
117		Mazarani	42.92	Larkana	1986	01/09/1994	31/08/2009
118	Petronas	Rehmat	213.14	Sukkur	1986	22-03-2004	21-03-2017
119	Tullow	Chachar	33.94	Jacobabad	1986	01/10/1997	30/09/2011
120		Suri	23.82	Ghotki	1986	30/06/2000	29/06/2015
121		Sara West	168.41	Ghotki	1986	08/06/2001	07/06/2021
122		Sara	82.72	Ghotki & R.Y.Khan	1986	08/07/1996	07/07/2021
	Total area:		11,736.09				

10. **Mr. Nisar Ahmad Memon: (Notice received on 26-01-2007 at 12.06 p.m.)**

Will the Minister for Petroleum and Natural Resources be pleased to state the gas and oil reserves in the country with province wise break-up?

Mr. Amanullah Khan Jadoon: The province wise oil and gas reserves as on 30-06-2006 are as under:

Product	Province	Balance recoverable reserves
Gas (Billion Cubic Feet)	Balochistan:	9,094.95
	N.W.F.P.	2,656.53
	Punjab	1,731.36
	Sindh	19,101.54
	Total:	32,584.40
Oil (Million US Barrels)	Balochistan:	1.35
	N.W.F.P.	68.47
	Punjab	127.28
	Sindh	127.36
	Total:	324.47

12. **Mrs. Razina Alam Khan: (Notice received on 27-01-2007 at 11.40 a.m.)**

Will the Minister for Water and Power be pleased to state the names, designation, place of domicile and length of service of the persons working in WAPDA in Islamabad Region?

Mr. Liaquat Ali Jatoi: List of offices of following formations (located in Islamabad Region), showing names, designations, domiciles and length of service are annexed as shown against each:—

NTDC	Annex-A (10 pages)
WAPDA Staff College.	Annex-B (2 copies)
IESCO	Annex-C (58 pages)
Water Wing, Islamabad.	Annex-D (3 pages)
Rawat High Voltage Lab.	Annex-E (2 pages)

(Annexures have been placed on the Table of the House as well as Library).

Leave Of Absence

جناب چیئرمین ، چلیں - Leave Applications سید دلاور عباس ملک سے باہر ہونے کی بنا پر مورخہ بیس فروری کو اجلاس میں شرکت نہیں کر سکے تھے ، اس لیے انہوں نے اس تاریخ کے لیے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے ۔ کیا درخواست منظور ہے؟

(رخصت منظور کی گئی)

جناب چیئرمین، جناب الیاس احمد بلور نے ملک سے باہر ہونے کی بنا پر حالیہ مکمل اجلاس کے لیے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا درخواست منظور ہے؟

(رخصت منظور کی گئی)

جناب چیئرمین ، جناب شاہد حسن بگٹی نے ذاتی مصروفیات کی بنا پر آج مورخہ اکیس فروری کے لیے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے ۔ کیا درخواست منظور ہے ؟

(رخصت منظور کی گئی)

Mr. Chairman: We will now take up Item No. 3.

Senator Mian Raza Rabbani: Sir, just a minute.

Mr. Chairman: Yes.

سینیٹر میاں رضا ربانی ، جناب چیئرمین صاحب سولہ تاریخ کو غالباً اجلاس شروع ہوا تھا اور اس دن سے آج تک ہماری یہی کوشش تھی کہ حکومت اپنی آئینی ذمہ داری پوری کرے کیونکہ یہ کسی بھی شہری کا حق ہے کہ وہ FIR درج کروائے لیکن یہاں پر ریاستی جبر اس حد تک پہنچ گیا ہے کہ FIR بھی اب درج نہیں کی جا رہیں ۔ ہم نے پوری کوشش کی کہ حکومت ، وہ sensible elements جس میں Leader of the House جس میں سینیٹر مشاہد حسین اور Minister of State of Parliamentary Affairs شامل تھے اور آپ نے بھی کوشش کی ، لیکن ایسے لگتا ہے کہ یہاں پر State within the State بھی ہے اور saner elements of the Government کو کوئی سننے کے لیے تیار نہیں ہے ۔ لہٰذا اب ایسی صورت حال میں ، میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ مناسب نہیں ہے کہ روز یہاں پر کھڑے ہو کر ایک

آئینی حق کی بھیک حکومت سے مانگوں۔ اگر حکومت یہ سمجھتی ہے کہ وہ اس طرح اپوزیشن کو bulldoze کر سکتی ہے تو پاکستان پیپلز پارٹی کی تاریخ اس سے قدرے مختلف ہے۔ آمروں کے ہاتھ ہم نہ پہلے bulldoze ہوئے ہیں، نہ ہم اب ہوں گے۔ لہذا اب میرے پاس کوئی اور alternative نہیں ہے، سوائے اس کے کہ اب جو موجودہ سیشن باقی ہے، اس کا مکمل طور پر پاکستان پیپلز پارٹی کے سینیٹ کے اراکین boycott کا اعلان کرتے ہیں۔

جناب چیئرمین ، وسیم صاحب ۔ آپ کہیں to what extent you have followed it.

سینیٹر وسیم سجاد (قائد ایوان). قبل اس کے کہ میں وزیر صاحب سے کہوں کہ وہ latest position کو بیان کر دیں اور جہاں تک اصولی بات ہے ، میں اس سے اتفاق کرتا ہوں کہ اگر کوئی FIR آئی ہے تو اسے register کیا جانا چاہیے اور صوبائی حکومت سے پہلے بھی ہم نے کہا تھا کہ اس کی مکمل تفتیش کی جائے اور fairly قانون کے مطابق جو بھی مجرم ہے، اس کے ساتھ برتاؤ کیا جائے تو وزیر مملکت برائے داخلہ کو میں message بھی بھیجتا ہوں، تاکہ وہ آ کر House کو latest position بتا سکیں۔

جناب چیئرمین، Item No.3 آپ move کریں گے۔ آغا صاحب کی جگہ ۔ آغا صاحب نہیں ہیں ۔یہ دو reports کی presentations ہیں۔

Presentation Of Reports

سینیٹر وسیم سجاد . جی میں کر دیتا ہوں۔

On behalf of Senator Kamil Ali Agha , Chairman Standing Committee on Communications and Railways , I present the report on the performance of the Committee i.e., Volume -III.

Mr . Chairman: Report stands presented . Senator Mrs . Tahira Latif Item No.4.

Senator Tahira Latif: Sir , I beg to present the report of the

Standing Committee on Women Development on *Wanni* and Rights of Inheritance issues.

I also appreciate the efforts and contribution of all the members of the Sub-Committee of the said Committee and particularly I am thankful to the convenor of the Sub-Committee, he is Mr. Sardar Jamal Ahmed Leghari and I am thankful to all the members of the Committee. Thank you.

Mr. Chairman: Report stands presented. Mr. S. M. Zafar, move Item No.5.

Senator S.M. Zafar: Sir, I move to present the report of the Special Committee on the non-promotion of certain officers from the region of Sindh, Rural, Balochistan, NWFP and FATA to BPS-21. Making a short statement on this presentation. Sir, the matter referred to the Special Committee was of vital importance to the service of Pakistan. On the one hand, there was the issue of getting the best people to the service but at the same time the ground reality was that certain areas were handicapped and did not have that facility and opportunity of producing the best of the best from those areas. At least for sometime, the matter had to be compromised and some solutions had to be found. Sir, the Senate further suggested that while the Committee is deliberating, observers from the members of the area should also be allowed in the Committee meeting, which they were allowed. After hearing every one of them, the Committee finally made a very fine recommendation which I hope the Government will be able to implement. The recommendation is to up hold the best of the

best policy as well as the requirement of specific areas is that as mentioned in the report, if some are, are not able to qualify on the basis of the best of the best, yet if they have received the maximum requirement of the threshold to qualify, then they should be promoted as if they are the best of the best from that area. In addition because the selection is made by a selection committee which is consisting of number of officers and sometimes it happens that by exigency, those officers, while ex-officio in the selection committee come from a particular province or only some provinces and all provinces and areas are not fully represented.

The recommendations proceeds that as far as possible the selection committee should also reflect the Federal structure in future. The Prime Minister has been requested to keep in use discretionary powers in recommending and promoting a few officers who do qualify on the threshold but are not form "the best of the best" but they belong to these areas which have been specified to promotion to BS. In this regard while the members of the committee needs to be thanked and also I shall like to mention Mr. Tariq Bukhari, the Secretary of the Establishment who was very cooperative and exhibited an understanding of the whole problem. He came out with good suggestions as a result this workable recommendation has been formulated. Thank you Sir.

Further Discussion On Budget Proposals

Mr. Chairman: The report stand presented and we appreciate the efforts made by the members and the head of this committee and all of

them and with these compliments, we will take up item No. 6, and continue discussion on the economic and financial situation and recommendations for the budget. I will remind the speakers to please strictly adhere to the time limit. We will not violate them because we have still a lot of speakers and therefore, we must all adhere to the time limit. Mr. Abdur Rahim Khan Mandokhail.

سینیٹر عبدالرحیم خان مندوخیل، جناب چیئرمین! میں آپ کا مشکور ہوں کہ آپ نے pre-budget session میں' آنے والے بجٹ کے لئے سینیٹ کے معزز ممبران کی تجاویز پر بحث کرنے کا موقع دیا۔ جناب والا! میں عرض کروں گا کہ بجٹ کے معنی ہمارے ملک کے آمدن اور خرچ کا اپنا یہ پلان ہم بنائیں گے۔ اب اس کے حوالے سے جناب والا! موجودہ حکومت جس طرح ان مسائل کو دیکھ رہی ہے ہم ذرا علیحدہ طریقے سے اسی پر سوچتے ہیں۔ جناب والا! اصل مسئلہ یہ ہے کہ ہماری state کی ذمہ داری ہے کہ وہ اپنے ملک کے عوام کے لئے فلاحی ماحول پیدا کریں یعنی ہم ایک فلاحی مملکت بنیں۔ جناب! ذرا ممبران کی توجہ دلائیں۔

Mr. Chairman: Let please hear the honourable member and focus on listening the speech.

سینیٹر عبدالرحیم خان مندوخیل، جناب والا! پہلی بات یہ ہے کہ ہمارا vision ایک فلاحی مملکت بنانے کا ہو' جس کے معنیٰ ہیں کہ اس ملک میں رہنے والے تمام باشندوں کو باعزت زندگی گزارنے کا موقع ملنا چاہیے۔ اس بنیاد پر ہمارے بجٹ کے خطوط تیار ہو سکتے ہیں۔ سب سے پہلی بات جناب والا! یہ ہے کہ فلاحی state اور سب کچھ عوام' اس کی بہتری اور ترقی کے لئے ہو۔ جناب والا! آج کے ماحول میں' دنیا میں ممالک کی آمدنی اور خرچ کے حوالے سے اہم بات یہ ہے کہ پیداوار زیادہ ہے' growth rate بھی زیادہ ہو تاکہ دوسرے ممالک سے competition کر سکیں۔نرخ سستے ہوں' ارزاں ہوں۔ یعنی یہ ہمیشہ سے رہا' لیکن ہمارے ملک میں جو اس وقت policy guidelines ہیں' principles ہیں' وہ اس طرح بنائے جا رہے ہیں کہ

تمام ملک کے عوام کے مفاد کو نظر میں نہیں رکھا جا رہا۔ مثلاً پیداوار بڑھانے کے لئے عوام کو نظر میں نہیں رکھتے اور عوام پر taxes لاگو کرتے ہیں۔ یعنی آمدنی بڑھانے کے لئے۔ سب سے پہلا جو item محاصل ہیں ' revenues ہیں اس میں indirect taxes بہت زیادہ ہیں۔ ان کی percentage بہت زیادہ ہے اور direct taxes کی percentage بہت کم ہے اور indirect taxes سے ایک پہلو یہ ہے کہ عوام پر بوجھ پڑتا ہے۔

یہ تمام taxes absolute majority عوام دے رہے ہیں۔ یہاں اکثر سوال اٹھایا جاتا ہے کہ taxes کو expand کیا جائے۔ ہم عرض کر رہے ہیں کہ یہ جو indirect taxes ہیں یہ تو غریب سے غریب شخص کے لئے بوجھ ہیں۔ اب ایک اس کا پہلو ہے عوام پر بوجھ لیکن دوسرا پہلو یہ ہے کہ ان ہی taxes کی وجہ سے cost of production بڑھتی ہے یعنی پیداوار، ہم جب کہتے ہیں کہ اس کی policy ہونی چاہیے کہ پیداوار بڑھے اور growth ہو۔ growth کیسے ہو سکتی ہے جب بجلی پر، گیس پر، پٹرول پر بوجھ پڑتا ہے production پر manufacturer پر اتنا بوجھ پڑتا ہے کہ اس میں پہلے تو production ہوتی نہیں اور اگر production ہو تو وہ production compete نہیں کر سکتی۔ دوسرے ملکوں کے ساتھ مقابلہ وہ نہیں کر سکتی۔ نتیجہ کیا ہے یعنی production کا growth rate ممکن ہی نہیں ہوتا۔ ہم یہ تجویز کرتے ہیں کہ سب سے پہلے آمدنی کے حوالے سے indirect taxes جس میں sales tax اور دوسرے taxes ہونا تو یہ چاہیے تھا کہ ان کو بالکل ختم کرنا چاہیے لیکن خیر اب جب حالات ایسے ہیں جس طرح، جس ڈگر پر ملک کو پہنچایا گیا تو taxes ہیں لیکن ان کا تناسب کم کیا جائے۔ جناب والا! ان کا rate indirect taxes کی ہماری پہلی--

(اس موقع پر جناب نعیم حسین چٹھہ کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

Mr. Presiding Officer: Please continue.

سینیٹر عبدالرحیم خان مندوخیل، مہربانی۔ ہماری پہلی تجویز جناب والا! یہ ہے کہ indirect taxes کو مناسب حد تک کم کیا جائے۔ یہ پہلی بات ہے آمدنی میں اور جو direct taxes ہیں ان کو وسیع کیا جائے۔ اس کا نیٹ وسیع کیا جائے۔ اس سے جناب والا! ہو گا یہ کہ

ایک طرف عوام پر جو اس وقت نرخ ، آپ کہتے ہیں کہ ہم نرخ کنٹرول کریں گے۔ نرخ آپ کیسے کنٹرول کریں گے جب آپ اتنے taxes لاگو کرتے ہیں تو یہ نرخ اس طرح کیسے control ہوں گے۔ ابھی یہاں ہمارے وزیر اعظم صاحب اور دوسرے لوگ کہتے ہیں کہ جی ہم کوئی کاروبار والے لوگ نہیں ہیں۔ ہم نے کاروبار نہیں کرنا ہے۔state میں پاکستان میں تمام دنیا میں، state نے اپنے ملک کے عوام کو ترقی دینی ہے۔ ان کے مسائل حل کرنے ہیں۔ تمام ملک کو Science & Technology مہیا کرنی ہے۔ ہر چیز میں ترقی دینا ہے۔ اب اس کے لئے جب وہ نرخ کو کنٹرول نہیں کر سکتے اور اس کے لئے ایک مرکزی کابینہ کی میٹنگ ہوتی ہے۔ جبکہ نرخ کے کنٹرول کرنے کا کام ایک عام، علاقے کی کمیٹی بھی کر سکتی ہے کیونکہ نہیں ہو رہا اس لیے نہیں جناب والا! یہ ٹیکسز ہیں اور ان ٹیکسز کی وجہ سے تمام چیزوں کے نرخ بڑھا دیئے گئے ہیں۔ اس کے ساتھ آمدنی کا ایک پہلو رکھا گیا ہے اور یہ پالیسی بنا لی گئی کہ بس privatization اور یہ پالیسی بہت ضروری ہے۔ جناب والا! دنیا میں تمام economies دیکھیں، یورپ اور امریکہ کی exploitation تھی تمام اس نے دنیا کے وسائل کو لوٹا ہے۔ آپ جنوبی افریقہ جائیں، دوسرے قحط زدہ ممالک جائیں، جناب والا! وہاں تو Johannisberg سے گولڈ نکالا گیا ہے وہ ابھی تک پارٹیاں ہیں۔ ہیرو کے باقاعدہ شہر بسائے گئے ہیں یہ تو ہاں وہ exploit کرکے یورپ کو آگے لے کر گئے ہیں۔ سوال یہ ہے ہمارے سامنے جو مثال ہے وہ انڈیا اور چائنا کی ہے یا اس کے ساتھ ایشیا کے جو ممالک ہیں جنہوں نے exploitation نہیں کیا ہے اور پالیسی بنائی، کیا پالیسی بنائی 'پالیسی یہ بنائی ہے کہ جناب والا! اپنے ملک کے capital کو protection دیا ہے۔ اپنی پیداوار کی پرورش کی ہے۔ اب اس stage پر چائنا جو مقابلہ کر رہا ہے۔جناب والا! ہم ساؤتھ کوریا گئے تھے۔ وسیم سجاد صاحب ہمارے ساتھ تھے۔ وہ ہمارے چیئرمین تھے، وہاں کوریا میں economic کے پلاننگ والوں سے جب ہم ملے تو انہوں نے کہا کہ اب ہم competition دنیا کی مارکیٹ میں کر رہے ہیں۔ ہم نے ان سے پوچھا کہ آپ اس سے پہلے کیا کر رہے تھے، وہ کہتے ہیں کہ اس سے پہلے ہم نے protection کیا۔ پہلے ہم نے اپنی انڈسٹری کو protect کیا اب ہم اس پوزیشن میں ہیں کہ ہم dribble کر سکیں۔ یہ ان کے الفاظ ہیں۔ عرض یہ ہے کہ انہوں نے جو پالیسی بنائی اس میں

ابھی آپ دیکھیں۔ جناب والا! دوائی سب سے سستی ہے۔ کتاب سب سے سستی ہے ایسی پالیسی انہوں نے بنائی اور مجموعی طور پر industrialization بھی ہوئی اور جناب والا! آپ ایگری کلچر میں جانتے ہیں کہ ایگری کلچر اور بجلی میں یونان اور انڈیا میں تقریباً nominal ہیں۔ جس کا نتیجہ یہ ہے کہ production growth زیادہ ہوا۔ competition زیادہ وہ کر سکتے ہیں لہٰذا foregin exchange بھی لا رہے ہیں۔ یہ پوزیشن ہے اور ہمیں کہا جا رہا ہے کہ نہیں، آپ لوگ اس globalization میں World Trade Organization کے تحت بارڈر کھول دو اور ان کی جو production ہے وہ مارکیٹ میں ہے۔ ہماری production اس کا کیسے مقابلہ کر سکے گی۔ ہم نہیں کر سکتے۔ تو اس کے لیے ایک آسان طریقہ یہ ہے کہ آپ ان تمام production کے خواہ وہ مینوفیکچر میں ہیں خواہ مجموعی طور پر ایگری کلچر میں ہے۔ اس میں جناب والا! یہ ٹیکسز کم کریں۔ اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ ہمارا جو capital ہے وہ مقابلہ کر سکے گا۔ ایگری کلچر compete کر سکے گی growth ہوگی competition ہوگا۔ export ہوگی اور trade deficit نہیں ہوگا اور اسی طرح پھر جناب والا! واقعی پیداوار کی یہ صورت حال ہو کہ عام آدمی کے پاس خرید کی قوت پیدا ہو تو پھر وہ آسانی سے ٹیکسز ادا کریں گے اور budget deficit کو control کر سکیں گے۔

جناب والا! اس کے ساتھ وہ کہتے ہیں کہ جو کچھ آپ کے پاس ہے اس کو بیچو۔ میں عرض کرتا ہوں کہ سٹیل مل تو economy کی foundation ہے۔ اسی طرح ریلوے، Sui Southern, Sui Northern, WAPDA, یہ public sector کے ادارے ہیں اگر یہ نہ ہوں تو جناب والا! آپ cartel دیکھ رہے ہیں، سیمنٹ، چینی کی اجارہ داریاں ہیں۔ رات کو آپ نے دیکھا کہ باقاعدہ وفاقی وزیر cartels کو دھمکیاں دے رہا ہے کہ نرخ سستے کریں ورنہ ہم یہ چیزیں import بھی کریں گے اور آپ کی export بند کریں گے۔ یہ روزانہ کا مسئلہ ہے لیکن اس کے مقابلے میں اگر ریاست public sector میں سیمنٹ کا انتظام کرے اور یہاں compete کر سکے تو کیا وہ سیمنٹ کے نرخ بڑھا سکیں گے۔ اسی طرح چینی کے بارے میں اور دوسری چیزوں کے بارے میں۔ جناب والا! انہوں نے جو اب نرخ رکھے ہیں اور ایسا ہوگا--- یہ سلسلہ ایسا چلا کہ چینی کے نرخ، سیمنٹ کے نرخ بڑھا دیے گئے اور عوام کچلے جا رہے ہیں۔ اس کے متعلق

جناب والا! باقاعدہ ایک policy guideline ہونی چاہیے۔ اس کا ہم سختی سے مطالبہ کرتے ہیں کہ نجکاری زیادہ سے زیادہ ان اداروں کی ہو جو واقعی نقصان میں جا رہے ہیں بلکہ میں تو کہوں گا کہ کوشش کرنی چاہیے کہ جمہوری فضا پیدا کر کے ان کو بھی چلایا جائے اور improve کیا جائے۔ نجکاری کی پالیسی انتہائی غلط ہے اس کو withdraw ہونا چاہیے۔ یہ ہماری economy, finances کے guiding principles میں بالکل نہیں ہونی چاہیے۔ پبلک سیکٹر کو ساتھ رکھ کر آپ دوسرے سیکٹرز میں اپنے ملکی capital کو develop کریں۔ اس سے یہ آسانی ہوگی کہ نرخ بھی کنٹرول ہوں گے، مقابلے کا صحیح democratic ماحول ہوگا اور یہ جو حکومت ہے with due respect حکومت کے ممبر سب cartels کے members بنے ہوئے ہیں وہ کیسے یہ فیصلے کریں گے۔ ان کا interest sugar rates بڑھانا ہے، ان کا interest cement rates بڑھانا ہے، ان کا interest petrol rates بڑھانا ہے۔ وہ فیصلے کرتے ہیں۔ جناب والا! میری عرض ہے کہ نجکاری کی پالیسی قطعاً withdraw ہونی چاہیے۔ یہ مسئلہ نہیں ہے کہ یورپ والے ہمیں یہ کہہ رہے ہیں۔ یورپ اور امریکہ والے تو باقاعدہ اپنے اداروں کو subsidy دیتے ہیں۔ میں پڑھ رہا تھا کہ وہ ایک دن کے لیے ایک ارب ڈالر سبسڈی دیتے ہیں اور سال کی تین سو ساٹھ ارب ڈالر سبسڈی دیتے ہیں اور ہمارے ہاں یہ پوزیشن ہے کہ آپ بالکل سبسڈی نہ دیں یا دوسری رعایت نہ دیں۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر، مندوخیل صاحب! مہربانی کر کے اب تجاویز دیں۔ وقت ختم ہونے والا ہے۔

سینیٹر عبدالرحیم خان مندوخیل، جناب والا! میں عرض کر رہا ہوں کہ indirect taxes کو کم کرنا چاہیے اور نجکاری کی پالیسی withdraw ہونی چاہیے اور اس کے بعد خرچ کی بات آتی ہے۔ خرچ کے لیے ہم عرض کریں گے کہ یہاں ایک فلاحی مملکت کا vision ہونا چاہیے اس میں سب سے پہلے تعلیم، صحت اور روزگار میسر ہونا چاہیے۔ ہم کہتے ہیں کہ فلاں vision فلاں vision ہم کہتے ہیں کہ یہ vision رکھیں کہ ہم تمام ملک کو ایک فلاحی مملکت بنائیں اور اسکے لیے کن چیزوں کی ضرورت ہے، تعلیم کی ضرورت ہے۔ یہ جو کہتے ہیں فلاں

فلاں technology میں آپ نے کیا کیا ہے، ہم کیا جی ڈی پی کا ratio اس پر خرچ کر رہے۔ ابھی تو ایک اور پالیسی بنائی ہے پرائیویٹ سیکٹر کی اور پرائیویٹ سیکٹر کے بارے میں آپ کو علم ہے، انگریز کے زمانے میں پرائمری تک تعلیم مفت تھی اور اب آپ اس وقت ایک بچے کی تعلیم کے اخراجات بتائیں؟ یہ جو کہتے ہیں کہ market compete کرنے کے لئے ایک بچے کی تعلیم پر کتنے ہزار روپے ماہانہ اخراجات ہیں۔ ہم یہ سمجھتے ہیں کہ یہ جو حکومت کا سیکٹر ہے یعنی public sector تعلیم کو fundamental rights بنانے کے لئے ہمیں آگے بڑھنا چاہیے اور اس آنے والے بجٹ میں تعلیم کے جو funds ہیں ان کو increase کرنا چاہیے۔

جناب والا! صحت کے لئے بھی اسی طرح فنڈ مختص ہوں۔ اسی طرح روزگار کا حق باقاعدہ تمام ملک میں ایک fundamental right ہونا چاہیے۔ ہم اس طرح جب آگے بڑھیں گے تو اس سے مجموعی فلاحی مملکت بھی ہو گی production بھی ہو گی۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر، بہت بہت شکریہ۔ وقت ختم ہو گیا ہے۔

سینیٹر عبدالرحیم خان مندوخیل، جناب والا! with due respect رہ گئے ہمارے صوبے، بلوچستان یا پشتونخواہ میں یہاں اتنا عرض کروں کہ وہ مسلسل کہتے ہیں کہ mega projects ہم ایک mega project مانگتے ہیں کہ ہمارے صوبے میں پانی کی storage کا مسئلہ حل کریں۔ یہ ایک کام آپ کریں تو ہماری سبزی، غلہ، میوہ جات سب کچھ بڑا سستا اور کوالٹی کا ہو گا۔ جناب والا! بجلی، آج بھی یہاں یہی بات ہو رہی ہے۔ آپ ہر روز سوالات بھی دیکھ رہے ہیں۔ ہمارے صوبے کی کوئی چیز نہیں، کیا ہم federation کے member نہیں ہیں؟

جناب پریذائیڈنگ آفیسر، نہیں، اب انشاء اللہ سب ٹھیک ہو گا۔

سینیٹر عبدالرحیم خان مندوخیل، جناب والا! عرض یہ ہے کہ ہمارے صوبے میں 500MW کا گرڈ سٹیشن ہونا چاہیے اور یہاں چشمہ سے ڈیرہ اسماعیل خان کے راستے ژوب کو بجلی دینی چاہیے۔ پچھلے سال وزیر صاحب نے وعدہ بھی کیا تھا لیکن ابھی تک نہ اس پر کام ہو رہا ہے اور انہوں نے جو کویت کے فنڈ کی بات کی ہے------ یہ تو بس کہہ دیا ہم دیکھیں گے کہ یہ ہو گا

کہ نہیں۔یہ دو چیزیں بہت ضروری ہیں ایک پانی اور دوسرا بجلی۔ شکریہ۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر، بہت شکریہ۔ اب میں رحمت اللہ کاکڑ صاحب سے درخواست کروں گا۔ جی کاکڑ صاحب۔

سینیٹر رحمت اللہ کاکڑ ایڈوکیٹ، وَاوفُو باالعَھدِ انّ العَھد کَانَ مسؤلاo اس کا مفہوم کچھ یوں ہے کہ جو عہد کرتے ہو، اس کو پورا کرو ورنہ اس کے بارے میں آپ سے پوچھا جائے گا۔ میرے یہ الفاظ اگر عمر ایوب صاحب تک پہنچا دیئے جائیں تو جو ان کی بجٹ تقریر تھی اس پر عمل کریں، ہمیں اور کچھ نہیں چاہیے۔

Before going into the debate, I will submit some of my submissions before this august House.

1. That consolidated funds are, federal funds, provincial spendings are to be on equal basis under the Constitution, but this spending is decided by the National Assembly where there is no equal representation. On the contrary, in the Upper House, there is equal representation not only for four provinces but also for the other federating units, but for all other units now what is needed is to give fiscal and financial powers to the Senate equivalent if not more than the National Assembly.

2. Time of debate on Finance Bill, given to the Senate should be more than the National Assembly. In Senate there is an equal and proportionate representation of the federating units.

3. Budget should be initiated in either of the Houses and preferably in the Senate which is the Upper House, but if, it is initiated in the National Assembly then it should be finally passed from the Senate

No . 4 , recommendations of the Senate should have binding effect on the National Assembly to make the proceedings and debate of the Senate meaningful.

No . 5 , about the National Assembly , there is always complains that the province having greater number of members through majority prevail in the decision making but when the decision are made in the Senate there will be more provincial autonomy and purpose of the provincial autonomy as guaranteed in the Constitution will be achieved.

اب جناب عالی! ذرا عام فہم باتوں کی طرف آتے ہیں۔ جس ڈالر سے ہم نے اپنی قسمت وابستہ رکھی ہے وہ 1960ء میں ڈالر پونے پانچ روپے میں تھا' آج ڈالر 60.80 روپے میں ہے۔ It means کہ ہم نے اپنی currency کی قیمت ڈھائی ہزار فیصد گھٹادی ہے۔ جس کے لئے ہمارے بلند و بانگ دعوے ہیں کہ ہم نے اتنی ترقی کی ہے۔ وقت کی کمی ہے اور یقیناً آپ مجھے ٹوکیں گے ورنہ میرے پاس complete data ہے کہ کن کن مراحل سے ڈالر گزرا ہے۔

جناب عالی! عبدالرحیم خان صاحب نے فرمایا ہے کہ privatization کے عمل کو روکا جائے۔ یہ کیسے روکیں گے۔ انہوں نے تو فرمایا تھا کہ بیرونی قرضوں کی ادائیگی کے لئے ہم یہ اثاثے بیچ رہے ہیں اور یہ اثاثے یہ ٹکے سیر بیچ رہے ہیں لیکن نتیجے میں قرضے بھی بڑے معمولی کم ہوئے ہیں۔ 4 اور 5 points کے حساب سے کم ہوئے ہیں باقی کیفیت وہی ہے۔ نئی بلا جو آنے والی ہے وہ یہ ہے کہ Pakistan will sell a State Oil Company and its shares in banks. PSO کا جنازہ نکلنے والا ہے اور میں اس ہاؤس کو گواہ بنا کر کہتا ہوں کہ بہت تھوڑے دنوں میں Pakistan State Oil اغیار کے ہاتھوں میں ہوگا۔ حبیب بنک' یونائیٹڈ بنک اور نیشنل بنک آف پاکستان کی کمان اب غیروں کے ہاتھ میں ہو گی۔

جناب عالی! ہم ہمیشہ سے یہ دعوے کرتے ہیں کہ ہمارے پڑوس کے ملک میں یہ کیفیت ہے' اس لئے ہم آپ کو اس چھری سے ذبح کرتے ہیں۔ ذرا یہ ملاحظہ فرمائیے۔

In 50 years of independence India has sent Satellite in space, constructed

nuclear power plants and having one of the largest pools of technical manpower in the developing world. ان کی جو technical manpower ہے یا جو software type کی چیز میں یہ لوگ جتنا آگے گئے ہیں اس کے لئے کلنٹن امریکہ سے پیدل چل کر آ کے اور اربوں اور کھربوں ڈالر کے agreement کر کے گیا ہے۔

جناب عالی! GDP میں دو، چار چیزوں کی جو contribution ہے اس پر گزارش یہ ہے کہ agriculture میں جو contribution ہے that is 21.6. اور Industry 25.1 ہے۔ Services 53.3 ہے۔ more or less, Agriculture کا جنازہ تو خیر سے نکال دیا ہے جناب عالی۔ اس لئے اب ہم sugar import کر رہے ہیں۔ ہماری عجیب پالیسیاں ہیں کہ بارہ، تیرہ روپے میں بکنے والی چینی ہم نے اپنے عوام کو چالیس روپے تک میں دی ہے، جو اب 27, 28 اور 30 روپے میں ہے۔ میں بصد احترام عرض کروں گا، مجھے ڈر بھی لگتا ہے، میرے industrialist دوست بھی بیٹھے ہوئے ہیں جن کی اپنی sugar mills ہیں جو اب ایک سے آٹھ پر پہنچ گئے ہیں۔ جب دو دو سال تک کسان کو گنے کے پیسے آپ نہیں دیں گے تو وہ گنا کیوں کاشت کریں۔ کھاد کے بارے میں عمر ایوب صاحب کی تقریر ریکارڈ پر موجود ہے کہ گیارہ سو روپے کھاد خرید کر ہم کسان کو پانچ سو روپے میں دے رہے ہیں۔ جناب والا! آنے سے پہلے میں نے کوئٹہ کی سستی اور سمگلنگ مارکیٹ سے 890 روپے میں کھاد خریدی ہے۔ یہ کونسی کھاد پانچ سو روپے میں دے رہے ہیں۔

سروسز سیکٹر میں contribution 53.3 ہے جو بیٹے بھائی خون پسینہ ایک کر رہے ہیں۔ ان کے لئے وہاں پر ہمارے جو foreign diplomats ہیں جو وہاں پر کام کر رہے ہیں انہوں نے دروازے بند کئے ہیں اور کوئی ان کا پرسان حال نہیں ہے۔ یہ تو ان کی وطن سے محبت ہے کہ وہ یہ کر رہے ہیں۔

جناب والا! جس طرح میں نے عرض کیا کہ جی ڈی پی میں agricultural sector کی جو contribution ہے total cultivated land اس وقت ملک میں 28% ہے۔ اگر 28% caltivated زمین آپ کو GDP میں 21% contribute کر رہی ہے اگر خدا کرے کہ ہم سو فیصد پر آجائیں تو it means more than 85% of the GDP will be contributed by

the agri sector.

Mr. Presiding Officer: True. Please wind up.

سینیٹر رحمت اللہ کاکڑ ایڈوکیٹ: جناب والا! ابھی تو ہم ردھم میں آ رہے ہیں۔ ہماری ایکسپورٹ کی کیفیت ملاحظہ فرمائیے۔ غربت کا عالم آپ نے نوٹ فرما لیا ہے کہ گیس کے محکمے میں دو سو اسامیوں کے لئے ڈیڑھ لاکھ درخواستیں آتی ہیں۔ یہ غربت معاؤ ہوا ہے۔ 33% population is below the poverty line زندگی گزار رہے ہیں۔ ہماری زرعی پیداوار کاٹن، شوگر، فروٹ، سبزیاں، دودھ وغیرہ وغیرہ۔ ہمارے جو major export almost textile good, garments, cotton یہ چیزیں ہیں۔ جناب والا! صرف پانچ ممالک ہمارے trade partners ہیں۔

جناب والا! ہمیں سمجھ نہیں آتا کہ پچیس ارب روپے اس ملک کے بڑے ٹھاکروں کو معاف کئے گئے۔ ذرا ملاحظہ فرمائیں کہ باپ کا مال سمجھ کر public money کو انہوں نے معاف کیا ہے۔ نیشنل بنک آف پاکستان اتنا سخی ہے کہ دس ارب روپے کھو گئے آپ کے کیونکہ آپ تو فلاں کے ساتھ بیٹھنے والے ہو۔ اے ڈی بی پی کا یہی عالم ہے۔ بنک آف پنجاب نے بھی یہی کیا ہے۔ ایس ایم ای میں ٹوٹل پچیس ارب پچاس کروڑ روپے right off ہوئے ہیں۔ میں اس Chair کی وساطت سے، اس ایوان کی وساطت سے یہ کہتا ہوں کہ یہ پیسے لوٹائے جائیں۔ یہ ہمارے بلوچستان کا دو سالوں کا بجٹ ہے۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: بہت مہربانی کافی زیادہ وقت ہو گیا ہے۔

سینیٹر رحمت اللہ کاکڑ ایڈوکیٹ: اگر اجازت دیں تو ایک عرض کروں گا ورنہ میں بیٹھ جاؤں۔ جناب والا! غربت مکاؤ پروگرام پر گزشتہ چار سالوں میں ایک ٹریلین روپے خرچ کئے ہیں۔ trailer میں نے آپ کو دکھا دیا ہے۔ جناب والا! میں نے بہت محنت کی تھی اور اس پر میں نے سرخیاں لگائی ہیں۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: بہت شکریہ! فنانس منسٹری کو لکھ کر بھیج دیں۔

سینیٹر رحمت اللہ کاکڑ ایڈوکیٹ: صرف ایک عرض اور کرنے کی اجازت دیں۔

(مداخلت)

جناب پریذائیڈ نگ آفیسر ، دس منٹ کی بجائے پندرہ منٹ لے لئے ہیں۔

سینیٹر رحمت اللہ کاکڑ ایڈوکیٹ ، اگر ہم نے اس ملک میں سرمایہ کاری کرنی ہے اور لوگوں کو incentive دے رہے ہیں تو ہمیں پہلے یہاں لاء اینڈ آرڈر کے حالات کو بہتر بنانا ہوگا۔ وزیراعظم پاکستان کہتا ہے کہ میرے پاس اتنے ارب ڈالر باہر ہیں لیکن میں یہ غلطی نہیں کروں گا کہ اس کو پاکستان میں invest کروں۔ دوسروں کو کہتے ہیں کہ لاؤ پیسہ یہاں پر ڈبو دو میں تو اپنے پیسے نہیں لاؤں گا۔

سٹاک مارکیٹ کے دلال اس میں بیٹھے ہوئے ہیں۔ بورڈ آف ڈائریکٹرز میں عارف حبیب most wanted person اس کے خلاف آٹھ یا نو ایف آر checking out ہوئی ہیں وہ ہماری تقدیر کے فیصلے کر رہا ہے۔ جناب والا! ہماری منسٹری کو سٹاک ایکسچینج چلا رہے ہیں۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر ، بہت مہربانی، بہت شکریہ۔ جناب ایس ایم ظفر صاحب تشریف نہیں رکھتے۔ جناب کامران مرتضیٰ صاحب۔

سینیٹر کامران مرتضیٰ ، جناب والا! اس کو اگر درمیان میں اس طرح سے ختم کرنا ہے تو پھر میں نہیں بولوں گا۔ میں جو کچھ ہے وہ لکھ کر دے دوں گا۔

جناب پریذائیڈ نگ آفیسر ، نہیں جو ضروری ہے وہ پہلے شروع کریں۔

سینیٹر کامران مرتضیٰ، ساری باتیں ہمارے خیال میں ضروری ہیں جتنی باتیں ہمارے خیال میں ضروری ہیں وہ ہم کریں گے۔

جناب پریذائیڈ نگ آفیسر، دس منٹ maximum time ہے۔

سینیٹر کامران مرتضیٰ، دس منٹ maximum نہیں تھے، پندرہ منٹ تھے اور اس میں یہ ہے کہ دس منٹ کے بعد اگر کوئی irrelevant ہو جائے تو پھر آپ -----

جناب پریذائیڈنگ آفیسر، نہیں پارٹی لیڈر کے لئے پندرہ منٹ ہیں باقی ممبران کے لئے دس منٹ ہیں تو مہربانی کریں آپ ذرا جلدی ختم کریں۔

سینیٹر کامران مرتضی ، ابھی time stop ہے یا چل رہا ہے۔

جناب پریذائیڈ نگ آفیسر، پچیس سپیکر ابھی پڑے ہیں۔

سینیٹر کامران مرتضیٰ ، جی پچیس سپیکر بالکل رہتے ہوں گے۔جناب! آپ کا بھی شکریہ اور گورنمنٹ کا بھی شکریہ کہ انہوں نے pre budget اجلاس کرایا۔ میرا خیال ہے وزیر صاحب دو دن تو بیٹھے سنتے رہے۔ میرا خیال تھا کہ آج ان کا شکریہ بھی ادا کروں گا کہ انہوں نے بڑے غور سے بیٹھ کر ہماری پوری تقریریں اور باتیں سنیں مگر جب میری باری آئی تو وہ موجود نہیں ہیں۔

جناب پریذائیڈ نگ آفیسر، ان کے نمائندے بیٹھے ہیں۔

سینیٹر کامران مرتضیٰ، نمائندے بیٹھے ہوں گے مگر اصل شکریہ اس وقت ہو گا کہ ہم جو کچھ کہہ رہے ہیں' وہ اس بجٹ میں reflect بھی ہو۔ یہ نہ ہو کہ تین دن بیٹھ کر ہم نے جو باتیں کی ہیں وہ ان کے سر کے اوپر سے گزر جائیں۔

جناب پریذائیڈ نگ آفیسر، چلیں' بہرحال اپنا فرض تو ادا کر رہے ہیں۔

سینیٹر کامران مرتضیٰ، جی جناب! اس ملک میں جو پہلا مسئلہ ہے وہ ترجیحات کے تعین کا ہے' آج تک اس ملک میں ترجیحات کا تعین نہیں ہوا۔ ایک طرف ہم ایٹم بم' میزائل بناتے ہیں اور دوسری طرف common pin بھی باہر سے منگواتے ہیں۔ ہم اس بات کا تعین نہیں کر سکے کہ اپنے عوام کو صاف پانی دینا ہے جبکہ دوسری طرف بڑے شہروں میں showers لگے ہوئے ہیں۔ ہم اس بات کا تعین نہیں کر سکے کہ باہر سے آنے والے حکمرانوں کے آگے پیچھے ڈھول تاشوں سے ناچ گانا کرنا یا لوگوں کو روزگار مہیا کرنا ہے۔ سب سے پہلی تجویز یہ ہے کہ ہم اپنی ترجیحات کا تعین کریں کہ کن باتوں کو ترجیح دینی ہے اور کن باتوں کو دوسرے اور تیسرے نمبر پر رکھنا ہے اور ہمیں ان تضادات کا خاتمہ کرنا ہو گا۔

جناب! آپ بھی جانتے ہیں اور میں بھی جانتا ہوں کہ بجٹ اعداد و شمار کا مجموعہ ہوتا ہے۔ ایک طرف ہم آمدنی بڑھانے کی بات کرتے ہیں اور دوسری طرف ہم اپنے اخراجات کو control کرنے کی بات کرتے ہیں کیونکہ آپ آمدن بڑھائیں گے' اخراجات control کریں گے تو تب ہی بہتر بجٹ پیش کر سکتے ہیں۔ آمدن بڑھانے کے سلسلے میں House میں

اور ہماری طرف سے بھی یہ کہا گیا ہے کہ tax net کو وسیع کرنا ہوگا۔ اس میں Treasury suggestions آئی ہیں کہ real estate, stock exchange, services پر ٹیکس لگائیے۔ ضرور ٹیکس لگائیں اور taxation تو کافی بڑھی ہے مگر اس ملک میں indirect taxes کو کم کرنا بہت ضروری ہے اور tax net جو آپ بڑھائیں گے؛ وہ ان لوگوں تک بڑھائیے جن پر واقعی ٹیکس لاگو ہونا چاہیئے۔ اس میں آپ کے پاس اب بھی گنجائش موجود ہے۔ یہ دو تین شعبے جن کا میں نے ذکر کیا ہے، یہ ایسے شعبے ہیں جہاں آپ اس net کو مزید وسیع کر سکتے ہیں مگر ساتھ ہی اس net کو وسیع کرنے کے لیے آپ کی پالیسیاں industry friendly اور export friendly ہونی چاہئیں۔ اب پالیسیاں industry friendly کیسے ہوں گی؟ Industry friendly policy اس وقت ہو گی جب ملک میں امن ہو گا۔ امن ہو گا تو لوگ سرمایہ لگائیں گے اور امن نہیں ہو گا تو سرمایہ نہیں لگائیں گے۔

جناب! ابھی فروری چل رہا ہے، چند دن باقی ہیں، اللہ پاک رحم کرے۔ فروری کے مہینے میں جو کچھ ہوا ہے وہ آپ بھی جانتے ہیں۔ جتنی casualties ہو رہی ہیں even ایک وزیر صاحبہ کو قتل کر دیا گیا، دوسرے وزیر پر حملہ کیا گیا تو industry friendly policy میں سب سے پہلے جو چیز آپ نے maintain کرنی ہے وہ law and order کے مسئلے کو maintain کرنا ہے۔ اس کے بعد tax reduction اور دیگر مسائل آئیں گے۔ جناب! اس industry friendly policy میں ایک اہم بات اور ہے، وہ یہ کہ آپ کے ملک میں power بہت مہنگی ہے۔ اس میں fuel اور electricity بھی شامل ہے۔ ممکن ہے اس stage پر ہم power کو اس طرح سستا نہ کر سکیں جتنی ضرورت ہے مگر اس power, electricity and fuel پر گورنمنٹ کے بہت سے taxes and duties ہیں، at least ہم ان کو کم کر کے relief دے سکتے ہیں۔ آپ یقین کریں کہ اگر ہم power کو سستا کریں گے تو اس کا اثر direct اس ملک کی معیشت پڑے گا اور ہماری معیشت چین اور جاپان سے compete کرنے کے قابل ہو جائے گی۔ ایک طرف تو آپ نے چین کو free hand دیا ہوا ہے اور اب انڈیا کو free hand دینے جا رہے ہیں۔ دوسری problem یہ ہے کہ آپ کے یہاں power اتنی مہنگی ہے کہ آپ ان کے ساتھ compete نہیں کر پا رہے۔ Power کو سستا کیجیے تو اس ملک میں خود بخود روزگار اور

ہر چیز کا پہیہ چلتا ہوا نظر آئے گا۔

جناب! یہ تو آمدن بڑھانے کی باتیں تھیں' اصل بات یہ ہے کہ کیا ہم اپنے وسائل میں اخراجات کو کم کر سکتے ہیں؟ ہمارے ملک میں دنیا کی سب سے بڑی cabinet ہے۔ وہ تاریخ کی بھی سب سے بڑی cabinet ہے اور وہ اس وقت دنیا کی بھی سب سے بڑی cabinet ہے۔ at least آپ اس کا size چھوٹا کر کے ' آپ باقی باتوں میں تو امریکہ اور یورپ کی تقلید کرتے ہیں۔ آپ اس اچھے معاملے میں بھی ان کی تقلید کر لیجیے۔ کم از کم امریکہ جیسے بڑے ملک جیسی cabinet بنا لیجیے۔ وہاں چند منسٹرز ہوتے ہیں یہاں سو سے زیادہ منسٹرز ہوتے ہیں' پارلیمانی سیکریٹریوں کے ساتھ۔۔۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر، انڈیا سے چھوٹی ہماری کابینہ ہے۔

سینیٹر کامران مرتضیٰ، انڈیا سے چھوٹی ہے؟

جناب پریذائیڈنگ آفیسر، جی ہاں۔

سینیٹر کامران مرتضیٰ، پھر تو آپ پیچھے رہ گئے ہیں' پورا کر لیجئے اس کو بھی ۔ہاں انڈیا کی آبادی ہم سے آٹھ گنا زیادہ ہے ۔ بہت سے صوبوں سے لوگ آتے ہیں ۔ آپ آبادی کے حساب سے اس کا حساب کر لیجیے۔ انڈیا سے چھوٹی ہے تو پھر آپ برابر کر لیجیے یہ کمی رہ گئی ہے۔

جناب! اخراجات گھٹانے کے لئے ایک تو size of cabinet reduce کیجئے۔ دوسرا آپ پر جو بہت زیادہ تنقید ہوتی ہے پارلیمنٹ کے حوالے سے ' کہ ہم اکٹھے بیٹھتے ہیں اور اپنی تنخواہیں اور الاؤنس خود بڑھا لیتے ہیں تو at least ہم یہ فیصلہ کریں کہ اپنے اخراجات کو پانچ سال کے لئے freeze کر دیں ۔ ہماری اور آپ کی' باقی سٹاف کی نہیں جناب! at least پانچ سال کے لئے اس کو ہم freeze کر سکتے ہیں ' اسی سطح پر اور ایک بڑی تنقید سے بچ سکتے ہیں جو ہم پر تنقید ہوتی ہے جو لوگوں کو ایک پیغام جاتا ہے اس سے ہم اپنے آپ کو بچا لیں۔

جناب ! ساتھ ساتھ ایک اور کڑوا گھونٹ جو میرے خیال میں ہم کو پینا پڑے گا کہ defence budget کو اسی جگہ پر stop کرنا ہے ۔ بڑی کڑوی گولی ہے' سب اِدھر ' اُدھر دیکھنے

لگ جائیں گے میرے سمیت آپ بھی ، کہ یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ ہم کو تو فلاں سے بھی خطرہ ہے ، فلاں سے بھی خطرہ ہے ۔ مگر جب تک آپ اپنے defence budget کو freeze نہیں کریں گے ۔ آپ کے پاس اس set up اور اس موجودہ وقت میں کوئی ایسے وسائل موجود نہیں ہوں گے جو آپ فوری طور پر لوگوں تک منتقل کرسکیں۔ یہ کڑوی دوائی پی لیجیے آپ کا ملک مضبوط ہوگا ، اس سے کمزور نہیں ہوگا۔ سوویت یونین کی مثال آپ کے سامنے ہے ۔ فوج سے ملک مضبوط ہوتا ہے نہ ہتھیاروں سے ملک مضبوط ہوتا ہے۔ ملک مضبوط کرنا ہے تو ان کو انصاف دیجئیے ، ملک مضبوط کرنا ہے تو ان کو سماجی انصاف دیجیے۔ ان کے درمیان میں سے تفاوت کو دور کیجئیے۔

جناب! میرے خیال میں کابینہ کا size جو ہے اس کو اسمبلی کے ممبران کے پانچ فیصد سے زیادہ نہیں ہونا چاہیے۔ اسمبلی کے ممبران کی تعداد ۳۴۲ ہے ، سو آپ اپنے بھی شامل کرلیجیے۔ یہ چار سو بیالیس، اس کا پانچ فیصد لے لیجیے۔ پانچ فیصد دونوں ایوانوں کا اس قابل ہوگا اور ہوتا ہے کہ یہ پورے ملک کے نظام کو چلا سکے۔ یورپ اور امریکہ کی مثال آپ کے سامنے ہے۔

جناب! ایک اور اس میں اہم بات ہے۔ آپ کو یہ معلوم ہے کہ چھٹا این ایف سی ایوارڈ فائنل نہیں ہوسکا۔ اس کی cut off date 22 July, 2000 کو اس کے لئے کمیشن بنا اور پانچ سال تھے ان کے پاس، لیکن چھٹا ایوارڈ نہیں آیا جناب۔ پھر ساتویں ایوارڈ کے لئے ۲۱ جولائی ۲۰۰۵ء کو کمیشن بنا۔ پھر ساتواں ایوارڈ بھی ابھی تک نہیں آیا۔ اب تک وہ اس دستور کی Article 160(6) شاید ہے اس کے تحت کام چلایا جا رہا ہے۔ صدر کے فرمان سے ، ۱۹۹۷ء کا فرمان ہے۔ جس کو اب ۲۰۰۶ء میں پھر amend کردیا ہے۔ تو یہ " ڈنگ ٹپاؤ" پالیسی کس طرح سے چلتی جائے گی۔ اب اس دن ڈاکٹر خالد سومرو صاحب یہاں پر کہہ رہے تھے کہ سب سے زیادہ tax collection ان کے صوبے سے ہوتی ہے۔ دوسرے لوگوں کا بھی یہ مسئلہ ہے۔

جناب ! اب وقت آ گیا ہے یا تو آپ NFC award final کیجیے اور منصفانہ طور پر final کیجیے۔ یہ ہر بجٹ سے پہلے اس ہاؤس میں یقین دہانی ہوتی ہے اور پھر یہ دستور کی requirement بھی ہے ۔ اگر آپ اس بات کو final نہیں کر پاتے تو پھر یہ وقت آ گیا ہے کہ صوبوں کو خود

taxation کا اختیار دے دیجیے اور اگر آپ نے یہ اختیار صوبوں تک منتقل کر دیا، اب بھی وقت موجود ہے، جون کے آنے میں تین چار مہینے موجود ہیں۔ ویسے بھی کمیٹی لگی ہوئی ہے جو constitutional amendments لا رہی ہے تو آپ صوبوں کو اپنی اپنی آمدن سے، اپنے وسائل سے اپنا اختیار دے دیجئیے اور اس میں مقرر کر لیجیے وفاق کا حصہ۔ بجائے یہ کہ وفاق اکٹھا کرکے صوبوں کو منتقل کرے اور یہ کہے کہ آپ کی آبادی 5.3% ہے اور ہم آپ کو آپ کی آبادی سے پانچ فیصد یا دس فیصد زائد دے رہے ہیں تو اس کے بجائے آپ صوبوں کو collect کرنے دیجیئے ۔ میں بلوچستان میں اپنے ٹیکس سے جو میں مناسب سمجھوں خود collect کروں۔ سندھ والا اپنے taxes خود collect کرے ۔ پنجاب والا اپنے taxes خود collect کرے، فرنٹیئر والا اپنے taxes خود collect کرے اور آپ اس میں سے مقرر کر لیجیے کہ جو کچھ آپ جمع کرو گے اس میں سے اتنے per cent ہر صوبہ وفاق کو دے گا۔ بجائے اس کے کہ ہمارے ہاتھ ہمیشہ وفاق کے سامنے رہیں، وفاق ہم سے لے لے مگر بعد میں collection کا اختیار کم از کم میرے اپنے پاس ہونا چاہیے۔

Mr. Pesiding Officer: Thank you.

سینیٹر کامران مرتضٰی، جناب! ابھی تک تو میں نے بات ہی شروع نہیں کی ہے۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر، آپ کے بارہ منٹ ہو گئے ہیں۔

سینیٹر کامران مرتضٰی، نہیں جناب کوئی بارہ منٹ نہیں ہوئے ۔ ایک اور بات Article 97 کے حوالے سے۔ یہاں وسیم سجاد بیٹھے ہیں کہ Article 97 کو ہمیشہ misinterpret کیا جاتا ہے۔ ہمارا روز کا یہ ہوتا ہے کہ کوئی وفاقی سیکرٹری ہمارا وفاق میں موجود نہیں ہے، ہم روز یہ رونا روتے ہیں۔ Article 97 کو اس 73 Constitution کے بعد جتنا misinterpret کیا گیا اور ہم خواہ مخواہ Concurrent List کے حوالے سے پھنسے رہے کہ جی اس list کو ختم کرو، فلاں کو ختم کرو، in fact وفاق میں in violation of Article 97 جو صوبوں کا administrative control ہے وہ غصب کیا ہوا ہے، جو 73 کی true sense ہے، جو صوبوں کا حق بنتا ہے اس کے مطابق وہ صوبوں کے حوالے کر دیجئیے۔ وفاق کبھی بھی

ان معاملات کا نہیں رکھ سکتا جہاں صوبائی اسمبلی خود قانون سازی کر administrative control سکتی ہیں، بھلے اس میں وفاق بھی قانون سازی کر سکتا ہے۔ آپ ان اخراجات کو بچانے کے لئے وہ محکمے کم از کم صوبوں کو منتقل کر دیجئے اور اس سے دو طرح کے اطمینان پیدا ہوں گے، ایک تو وفاق کے اخراجات کم ہو جائیں گے اوراس پر burden کم ہو جائے گا، دوسرے میں مطمئن ہو جاؤں گا کہ مجھے میرا حق مل گیا، میرے پاس اپنے صوبے میں فلاں فلاں معاملات کا بھی administrative control ہے۔ جناب! آپ میری بات سن لیجیے، گھڑی نہ دیکھیئے میری طرف دیکھیے۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر، نہیں اب آپ wind up کریں، آپ تو دوسروں کا وقت consume کر رہے ہیں، کافی وقت ہو گیا ہے۔ بس ایک منٹ میں ختم کر دیں۔

سینیٹر کامران مرتضٰی، نہیں جناب کافی وقت نہیں ہوا ہے۔ ایک دو منٹ اور دیجیے۔ میں نے جو دونوں باتیں کی ہیں وہ irrelevant نہیں کی ہیں۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر، آپ نے باتیں بڑی اچھی کی ہیں لیکن دوسروں کی بھی اچھی باتیں سننے کا موقع دیں۔

سینیٹر کامران مرتضٰی، جناب! ہم بلوچستان کے حوالے سے صرف باتیں ہی اچھی کرتے ہیں۔ بلوچستان کے حوالے سے ہماری معیشت کا دو تین چیزوں پر انحصار ہے۔ زراعت پر ہے، غلہ بانی پر ہے، mining پر ہے۔ اس طرف سے یہ نہ کہیئے کہ smuggling پر بھی ہے، smuggling تو آپ نے روک دی، ہاتھ توڑ کر رکھ دیئے۔ یہ دو تین چیزیں ہیں۔ میرے پاس پورے ملک کا 43% رقبہ ہے، آپ کے ہاں dams پر اب تک کوئی settlement نہیں ہو رہا، کالاباغ بنے گا، نہیں بنے گا، فلاں ڈیم بنے گا، نہیں بنے گا۔ صوبوں کے درمیان اختلاف موجود ہے۔ اس 43% رقبے پر اگر آپ وہاں dams بنا کر اس پانی کو جو کہ اللہ کی طرف سے آتا ہے، بارش سے آتا ہے آپ اس کو محفوظ کر لیجیے، آپ پورے ملک کا اناج وہاں سے پورا کر سکتے ہیں، پورے ملک کے لئے گوشت اور باقی livestock وہاں سے پورا کر سکتے ہیں۔ آپ ہمیں dams دے دیجیئے ہم آپ کو اناج دے دیں گے، آپ ہمیں پانی دے دیجیے، ہم آپ کو livestock

دے دیں گے۔

Mr. Presiding Officer: Good suggestion.

سینیٹر کامران مرتضٰی، جناب! اسی حوالے سے ایک چھوٹی سی بات اور سن لیجیے کہ میرے خیال میں اسلام آباد کا total رقبہ 924 کلومیٹر ہے' اس چھوٹے سے شہر کے لئے 924 کلومیٹر پر آپ نے پانچ چھ dams بنائے ہوئے ہیں' ایک دو dam اور بھی pipeline میں موجود ہیں۔ ان بڑے لوگوں کو جب پینے کے پانی کے لئے ایک چھوٹے سے شہر میں جو کہ ہزار کلومیٹر سے بھی کم ہے اس میں dams درکار ہیں تو اس سے چھٹے یا دسویں حصے میں کہیں بلوچستان میں بھی کوئی dam اسی طرح سے شروع کروا دیں۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر، بہت شکریہ' انشاء اللہ ضرور بنے گا۔ مہربانی کریں۔

سینیٹر کامران مرتضٰی، مہربانی کریں تو پھر آپ کا شکریہ ورنہ بہت سی تجاویز اور بھی ہیں' اس میں agriculture کے حوالے سے green diesel کی تجویز ہے' green electricity کی تجویز ہے۔ بہت مہربانی جناب۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر، بہت شکریہ۔ اب میں floor محترمہ فوزیہ فخر الزمان صاحبہ کو دے رہا ہوں۔

سینیٹر فوزیہ فخر الزمان خان، شکریہ جناب۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ ہمارا مسئلہ آبادی کا ہے۔ 33 لاکھ نفوس کا اضافہ ہر سال ہو رہا ہے' تین سالوں میں ایک کروڑ۔ آپ اپنے وسائل کو کہیں بھی لے جائیں۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر، آپ کا مائیک کھلا ہے؟

سینیٹر فوزیہ فخر الزمان خان، ہاں جی میں نے کھولا ہوا ہے۔ آپ اپنے وسائل کو کہیں بھی لے جائیے وہ پھر بھی کم ہوں گے کیونکہ زیادہ آبادی بڑھانے والے تو غریب ہی ہوتے ہیں' پھر غربت میں اضافہ اسی ratio سے چلے گا۔ ہمارا problem یہ ہے کہ ہمارے پاس درمیانہ طبقہ بالکل ختم ہو گیا ہے جو کہ معاشرے کے لئے shock proof ہوتا ہے' تو اب صرف امیر اور غریب صرف دو طبقے رہ گئے ہیں' ان میں آپ کو جگہ جگہ تصادم نظر آ رہا ہے۔ آپ

terrorists کی شکلیں جوڑ جوڑ کر بنا تو دیتے ہیں کہ یہ باہر سے آئے تھے لیکن اپنے اندر کے جو حالات ہیں۔ ایک کھرب پتی کا بیٹا 14 لاکھ دے کر ایشوریہ رائے کے ساتھ ایک چائے کی پیالی پیتا ہے اور ہمارا ایک غریب جس کے گھر میں ماں باپ اور بچے بیمار ہیں، جس کے پیٹ میں خوراک نہیں ہے، جس کے پاس روزگار نہیں ہے، وہ پھر مرنے مارنے پر تل جاتا ہے اور ذرا سا incentive ملتا ہے تو وہ کچھ بھی کر سکتا ہے تو اس طرح ہم بہت نقصان میں جا رہے ہیں۔ آپ دیکھیں کہ کسی زمانے میں ایک لمبی گاڑی یا بڑے گھر کو لوگ حسرت سے دیکھا کرتے تھے لیکن اب نفرت سے دیکھتے ہیں کیونکہ ان کو پتا ہے کہ اس میں زیادہ تر حرام کا مال لگا ہوا ہے۔ جناب! یوں ہے کہ اب سے کئی سال پہلے نعیم بخاری نے کہا تھا، ان کو بھی پتا نہیں تھا کہ عبدالستار ایدھی کس قسم کے انسان ہیں صرف ان کی تعریفیں سنی ہوئی تھیں تو کسی dinner پر ان کو chief guest بلایا ہوا تھا۔ یہ کہتے ہیں کہ ہم اپنا پورا زور لگا کے سوٹ بوٹ پہن کر، ٹائیاں اور perfumes لگا کر گئے اور جب گئے تو ایک چھوٹے سے پستہ قد باریش انسان کو ملیشیے کے پرانے پھٹے ہوئے سوٹ میں اور پرانے سلیپر میں دیکھا۔ ہر کوئی بڑھ بڑھ کر اس سے ہاتھ ملا رہا تھا، ہم اتنے شرمندہ ہو گئے کہ ہم سے منہ چھپایا نہیں جا رہا تھا۔ جناب! یہ باتیں ہیں جن پر ہمیں غور کرنا ہے کہ جب اللہ تعالیٰ کسی کو عزت دیتا ہے تو وہ اس کے لباس سے نہیں ملتی، اس کی انسانیت سے ملتی ہے۔ ہمارے ہاں جو امیر طبقہ ہے، وہ آگے سے آگے بڑھتا جا رہا ہے، اس کو کوئی روک ٹوک نہیں ہے۔

جناب! زلزلے کے بعد ہم سمجھے تھے کہ خدا جانے ERRA ہمارے علاقے کو جنت کا نمونہ بنادے گا لیکن مجھے تو لگتا ہے کہ اس برتن کا پیندا ہی نہیں ہے جس میں ERRA کے پیسے آ رہے ہیں کیونکہ ہماری ایک قسط 25000 کی نہیں ہے۔ ہمارے آس پاس کے دیہاتوں کو 75000 کی ایک اور قسط مل چکی ہے لیکن ہمیں وہ بھی نہیں ملی۔ سڑکیں اسی طرح ٹوٹی ہوئی ہیں، گاؤں اسی طرح بربادی کا نقشہ پیش کر رہے ہیں۔

میں اس بڑی عید پر Parliament Lodges میں تھی کیونکہ میرے بچے حج پر گئے ہوئے تھے، میں ان کے بچوں کو lookafter کر رہی تھی۔ شام کو walk کے لئے نکلی تو outer gate کے پاس جو gas کا metre تھا، وہ بری طرح leak ہو رہا تھا۔ خیر walk بند کر کے وہاں

سے نکلے میں throughout Convention Centre تک walk کرتی رہی، ہر بڑی building کی gas leak ہو رہی تھی اور اتنی pollution پھیل رہی تھی۔ اس کے ساتھ ساتھ بے چارے بلوچ اتنا شور مچا رہے ہیں کہ ہمیں 1% مل رہا ہے تو زیادہ اس طرح ضائع ہو رہا ہے، اس کو control کرنا لازمی ہے، سب اپنے metres کو ٹھیک کرائیں۔

جناب! پھر یہ کہ ہم سمجھے تھے کہ ہم Senator بن جائیں گے، اللہ جانے ہم اپنے علاقے کی تقدیر بدل کے رکھ دیں گے لیکن ہم کچھ بھی نہیں کر پائے۔ ہم کسی کو نوکری تک دلا ہی نہیں سکتے ہیں۔ آپ نے ہمارے اوپر بہت احسان کیا کہ دس حاجیوں کا کوٹہ مقرر کیا اور اب مہربانی فرما کر کچھ نوکریوں کا کوٹہ مقرر کر دیجئے تاکہ ہم اپنے لوگوں سے چھپتے نہ پھریں۔

اب میں سب سے بڑی بات جو کرنے والی ہوں، وہ یہ ہے کہ قائد اعظم کہا کرتے تھے کہ کشمیر پاکستان کی شہ رگ ہے، وہ بالکل درست تھا کیونکہ سارے دریاؤں کے منبعے کشمیر میں تھے۔ 1960 میں ایوب خان نے ایک معاہدے کے تحت جسے سندھ طاس معاہدہ کہتے ہیں، تین دریا ان کو دے دیے اور تین دریا خود لے لئے۔ راوی، ستلج اور، بیاض ان کو گیا اور ہمیں چناب، جہلم اور سندھ ملا۔ ہم تو معاہدے پر قائم رہے حالانکہ فاطمہ جناح اس معاہدے پر بڑی خفا تھیں لیکن ہم پھر بھی قائم رہے۔ India آرام سے hydel power کے نام پر چناب پر جو کہ ہمارا پانی تھا، اس نے 16 چھوٹے چھوٹے dams بنا دیے۔ اس کے بعد 1999 میں خدا جانے ہم کیا کر رہے تھے کہ انہوں نے بگیہار ڈیم شروع کیا۔ آپ جانتے ہیں کہ اس میں تین مہینوں کا پانی سما سکتا ہے، اس کا جب جی چاہے سیلاب میں ہمارے اوپر پانی چھوڑ دے، جب جی چاہیے خشک موسم میں ہمارا پانی روک لیں۔ ہماری زراعت پہلے ہی اتنی تباہ ہو چکی ہے اور کوئی گنجائش ہی نہیں رہ گئی ہے۔ ہم نے ان سے ادرک، آلو، پیاز اور لہسن import کرنا شروع کر دیا ہے، یہ تو خود اپنے ناکام ہونے کا اعتراف ہے، اگر وہ اپنے ایک ارب لوگوں کو feed کر کے ہمیں export کر سکتے ہیں تو ہم اتنے ناکارہ کیوں ہیں؟ اور اب اگر انہوں نے ہمارے پانی بند کر دیئے، ہماری زراعت کو اور بھی نقصان پہنچا تو پھر ہم ان کا acid میں ڈوبا ہوا ادرک کھا کھا کے خود ہی مر جائیں گے اور ان کا ایٹم بم بے کار ہو جائے گا۔

میں یہ سمجھتی ہوں کہ یہ چھوٹی چھوٹی باتیں بہت غور طلب ہوتی ہیں۔اب جبکہ ہم نے امریکہ کے بہت سے کہنے مانے ہیں تو ایک بات امریکہ سے یہ منوا لیجئے کہ بگھیار ڈیم پر ban لگ جائے۔Thank you خدا حافظ۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر، بہت شکریہ۔ جناب محمد صالح شاہ۔ Not present. اچھا پھر اس کے بعد جناب محمد اعظم خان سواتی صاحب۔

سینیٹر محمد اعظم خان سواتی، اعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب چیئرمین! جو روایت بجٹ کے اعدادوشمار سے پہلے اس ایوان نے قائم کی ہے میں سمجھتا ہوں کہ یہ بڑی زریں ہے اور خدا کرے کہ یہ سود مند بھی ہو۔ آج کا یہ مباحثہ کئی دن سے ہمارے علمی اور فکری سفر کی غمازی کرتا ہے۔

میں تفصیل میں نہیں جاؤں گا کیونکہ میرے فاضل دوستوں نے بڑی اچھی تجاویز دی ہیں۔ انتہائی اختصار سے میں چند باتیں آپ کی وساطت سے پیش کرنا چاہوں گا۔ رزینہ عالم صاحبہ نے بڑی دلیل سے ہمارے ہاں جو procedural difficulty ہے اس کی نشاندہی کی ہے۔میں اسی کو پھر reinforce کر رہا ہوں کہ اگر اس مباحثے کے بعد "صاحب اقتدار بجٹ" کے پیش ہونے کے بعد جب بحث شروع ہوگی تو اس کے دوران اگر Standing Committees کو وہ تمام تخمینہ دے دیا جائے اور وہاں متعلقہ Standing Committee کے سامنے وزارتیں باقاعدہ پیش ہوں اور اس conference میں وہ دلائل دیں اور پھر وہاں سے جو تجاویز سامنے آئیں اگر اس پر ووٹنگ ہو تو پھر میں سمجھوں گا کہ ہم نے جمہوری اقدار کو پایۂ تکمیل تک پہنچانے میں اپنا کردار ادا کیا ہے۔ بہت سارے مراحل ہیں جو اندر پہلے سے موجود ہیں۔پھر جناب پروفیسر ابراہیم صاحب نے Article 160 اور اس سے متعلق جو procedure and rules تھے ان کی روشنی میں زریں دلائل دیئے میں ان کی تفصیل میں نہیں جانا چاہتا لیکن یہ ضروری ہے کہ کم از کم آئینی اور procedural ابہام کو دور کیا جائے تاکہ جس مقصد کے لیے اس پارلیمنٹ کے اس ایوان کے floor کو ہم استعمال کر رہے ہیں اس کو پایۂ تکمیل تک پہنچانے میں ہم مثبت کردار ادا کرسکیں۔

جناب! وقت کی کمی کے تحت تجاویز پیش کرتا ہوں کہ میں بیرون ملک رہتے ہوئے آپ کی توجہ اس جانب مبذول کرواؤں گا کہ خدا تعالٰی کا شکر ہے آج ہم 78 لاکھ کے قریب بیرون ملک پاکستانی اس ملک کو عظیم سرمایہ بھیج رہے ہیں۔ ہر ملک کو سرمایے کی ضرورت ہے۔ آج وزیر موصوف کے کہنے کے مطابق اور پھر State Bank کی گورنر کی توثیق کے بعد میں یہ بڑے وثوق سے کہہ سکتا ہوں کہ آپ کے پاکستانی بھائیوں نے قانونی طور پر کم از کم چھ بلین ڈالر، آپ کی معیشت کو استحکام دینے کے لیے بھیجا ہے۔ اس کے علاوہ سٹیٹ بینک کی گورنر نے یہ بھی کہا کہ ہنڈی کے ذریعے بہت بڑی رقم پاکستانی اس ملک میں بھیج رہے ہیں لیکن بڑے افسوس کی بات ہے کہ آپ نے جو overseas foundation قائم کی ہوئی ہے ، لنگڑی لولی فاؤنڈیشن ۔ کم از کم میں انتیس سال سے بیرون ملک رہ رہا ہوں، مجھے آج تک یہ پتا نہیں کہ اس کا عملی طور پر پاکستانیوں کی بہبود کے لیے ، اندرون ملک یا بیرون ملک کیا کردار ہے ۔مہربانی کر کے اسے فعال بنایا جائے۔

جہاں تک development کے اخراجات کا تعلق ہے ۔ مجھے بڑا دکھ ہو رہا ہے ۔ ایک entrepreneur کی حیثیت سے میں نے خود بیرون ملک بڑے بڑے development projects کیے ہیں لیکن جب میں اپنے پراجیکٹ پر نظر رکھتا ہوں تو بڑے ظلم کی بات ہے ، میں اس ایوان کی توجہ صرف ایک پراجیکٹ کی طرف مبذول کرانا چاہتا ہوں ۔ جب جناب! آپ ٹیکسلا سے راولپنڈی کی طرف آئیں تو درمیان میں آپ اسلام آباد کے بائیں ہاتھ پر جب turn کریں گے تو آپ پانچ چھ میل کا سفر کر کے اس GT road سے اسلام آباد میں داخل ہو ں گے۔ میں نے یہ دیکھا ہے پچھلے تین چار سال سے کہ ہر سال اس کی مرمت اور توسیع ہوتی ہے اور اس پر کروڑوں روپیہ خرچ ہوتا ہے ۔ اے اللہ کے بندو! اندھو! تم 18 wheeler اس کے اوپر چلا رہے ہو ۔ اس کا وزن دیکھو ۔ Black top foundation اسے کسی صورت میں اس قابل نہیں بنا سکتی کہ وہ ایک مہینے سے زیادہ رہ سکے ۔ ارے اللہ کے بندو! دنیا میں concrete اور سریا اسی لیے پیدا کیا گیا ہے۔ اسے 18 inches or 24 inches آپ ایک دفعہ تو کم از کم بنا لیتے ۔

(اس موقع پر ایوان میں اذان ظہر سنائی دی)

جناب چیئرمین اس چھوٹی سی مثال سے آپ یہ تعین کر سکتے ہیں کہ کس طرح ہم کسی بھی میدان میں اپنے لیے کوئی standard یا mechanism نہیں بنا سکے اور اگر بنا ہوا کوئی ہے، تو کم از کم ہم نے اس پر عملدرآمد نہیں کرنا۔ کم از کم میں چار سال سے اس ملک میں واپس آنے کے بعد سے دیکھ رہا ہوں، ہر چھ مہینے کے بعد اسے دوبارہ بنایا جاتا ہے اور اس غریب ملک کا خزانہ، وہ لٹیرے معلوم نہیں کہاں کہاں لے کر جا رہے ہیں۔ اگر اسے 18 inches یا دو فٹ تک concrete اور سریے سے بنایا جائے، کوئی شک نہیں کہ لاگت کم از کم آئے گی، لیکن پچاس سال تک پھر آپ کو دوبارہ roads بنانے کی ضرورت نہیں ہو گی۔ اس طریقے سے ہم اپنی آمدن اور اخراجات کے تخمینے میں توازن قائم کر سکتے ہیں اور اپنے ملک کو آگے بڑھا سکتے ہیں۔ اس میں جتنی گاڑیاں وہاں پر کھڑی ہوتی ہیں، لائینوں کے حساب سے، آپ اندازہ لگائیں کہ پٹرول اور ڈیزل اور پھر ماحول پر اس کا اثر اور اس کے اخراجات کا اگر تخمینہ لگائیں، تو میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ بچت کی بات ہے کہ آئندہ اگر کوئی road بنے گی جس پر 18 wheeler ہو گا تو اس کو concrete اور سریے سے بنایا جائے گا۔

اس کے علاوہ اگر میں عدلیہ کی بات کروں (3) Article 173 تو میں یہ کہوں گا کہ خدارا! اس کو اگر آپ نے آزاد اور خود مختار کر دیا ہے تو مالی طور پر بھی اس کو خود مختار کر دیجئیے تاکہ وہ کسی دوسری وزارت کے، محکمے کے تابع نہ ہوں۔ اگر ان کو اپنے bath rooms fix کرانے ہیں، اگر ان کو اپنے گھر کا کوئی کمرہ fix کرانا ہے، پانی یا بجلی کا کوئی مسئلہ ہے تو کم از کم ان جج صاحبان کو، ہماری عدلیہ کے افسران کو بھیک مانگ کر ان وزارتوں سے واسطہ نہ پڑے۔ جب تک آپ ان کو مالی آزادی نہیں دیں گے تو ایک خود مختار ادارے کا تصور مفقود ہے۔ اس کے ساتھ میں چاہوں گا کہ عدلیہ کی prosecution branch کو زبردست مضبوط کیا جائے۔ اگر اس سے واقعی ایک ریاستی ستون کا کام آپ نے لینا ہے تو اس prosecuting branch کو investigation branch سے بالکل الگ کر دیا جائے۔ اگر آپ نہیں کریں گے تو انصاف کے تقاضے کبھی اس ملک کے اندر پورے نہیں ہو سکتے۔

جناب! الیکشن سر پر ہے۔ (3) Article 218 کے تحت بڑے وثوق سے ہم نے اپنے

آئین کی، اس کتاب کے اندر لکھ دیا کہ

"it shall be the duty of the Election Commission to ensure that election is conducted honestly, justly, fairly and in accordance with law, and that corrupt practices are guarded against".

جب تک ان کی مالی معاونت نہیں کریں گے، جب تک ان کو آپ خود مختار نہیں بنائیں گے الیکشن کا وہ تصور جو دنیا کے اندر ہے وہ آپ حاصل نہیں کر سکتے۔

Mr. Presiding Officer: Please wind up now.

سینیٹر محمد اعظم خان سواتی، جناب! باتیں تو بہت ساری کرنی تھیں لیکن چند چیزیں جو علاقائی ہیں میں انتہائی اختصار کے ساتھ بیان کرنا چاہتا ہوں۔ ہماری ایک یونیورسٹی ہے، اس کا نام ہے ہزارہ یونیورسٹی، جو انتہائی غریب علاقے ضلع مانسہرہ میں ڈوڈیال کے مقام پر ہے۔ خدا تعالیٰ کا شکر ہے کہ میں نے اپنی جیب سے بڑی خطیر رقم اس یونیورسٹی کے اندر ان غریب بچوں کے لئے دی۔ 5 districts ہیں اور پورا Northern Area ہے اور زلزلے میں جیسے بیگم صاحبہ نے کہا کہ زلزلہ کی وجہ سے roads ختم ہیں۔ زلزلے کی وجہ سے ساری عمارتیں ختم ہیں۔ ابھی تک "ایرا" جو کام کرے گا وہ کئی سالوں کے بعد کی بات ہوگی لیکن اس یونیورسٹی میں جو ترکی کی حکومت وہاں پر donation دے رہی ہے اور وہاں کام کر رہی ہے تو کم از کم اس بجٹ کے اندر اضافی رقم مختص کرکے اس یونیورسٹی کو بنایا جائے کہ وہ بہت بڑے علاقے کو represent کرتی ہے۔

اس کے علاوہ حسن ابدال تا مانسہرہ روڈ کی بات کروں گا۔ جب ہم وہاں سے آتے ہیں تو ذہنی عذاب میں مبتلا ہوتے ہیں۔ اس کی حالت انتہائی خراب ہے۔ مہربانی کرکے اس کے لئے کچھ اضافی فنڈز رکھا جائے تاکہ double track کے اوپر گاڑیاں چل سکیں۔ اس سڑک نے پورے علاقے کو مظلومیت کا شکار بنایا ہوا ہے، اس سے ہماری نجات حاصل ہو جائے گی۔

جناب عالی! یہ اللہ تعالیٰ کا کرشمہ ہے کہ اس نے مانسہرہ اور دوسرے علاقوں کو جنگلات کے حسن سے نوازا ہے۔ جب تک آپ ان سارے علاقوں کو گیس نہیں پہنچائیں گے اس وقت

تک یہ جنگلات قانونی اور غیر قانونی طور پر کٹتے رہیں گے۔ ہمارا یہ حسن تباہ ہوتا رہے گا۔ خدارا! حطار سے ایک نئی لائن ضلع مانسہرہ اور دوسرے علاقوں تک لے جانی چاہیے کیونکہ آپ کا ورجینیا ٹوبیکو، بہترین سبزی اور اس وقت چائے کی کاشت جو ضلع مانسہرہ کے اندر ہو رہی ہے، اگر اس چائے سے آپ نے export money حاصل کرنی ہے تو اس کا واحد ذریعہ یہ ہے کہ آپ کو گیس کی یہ لائنیں ترجیحی بنیادوں پر ان علاقوں کو دینی ہوں گی۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر : بہت بہت شکریہ۔ اب میں مولانا راحت حسین صاحب کو دعوت دیتا ہوں کہ وہ اپنے خیالات کا اظہار کریں۔

سینیٹر مولانا راحت حسین : الحمد للّٰہ رب العالمین۔ والصلوۃ والسلام علیٰ سید الانبیاء المرسلین۔ وعلیٰ آلہ واصحابہ اجمعین۔ اما بعد فاعوذ باللّٰہ من الشیطٰن الرجیم، بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم (عربی) شکریہ جناب چیئرمین، کہ آپ نے کچھ تجاویز اور بجٹ پر بحث کرنے کا وقت دیا۔ میں کوئی اقتصادی ماہر بھی ہوں لیکن اس ملک کی مشکلات اور مصائب سے ہر ذی عقل مسلمان اور ہر ذی عقل پاکستانی باخبر ہے اور ہمارے دل کے اندر اور ہماری سوچ و فکر کے اندر یہ بات وثوق کے ساتھ ہے کہ ملک خوشحال ہو۔ یہ ملک امن کا گہوارہ بن جائے اور یہ ملک اغیار کے مرہون منت نہ ہو۔ جناب چیئرمین! اگر ہم اس ملک کو چلانا چاہتے ہیں۔ خواہ کسی بھی پارٹی کی حکومت ہو لیکن 1947 سے لے کر آج تک جتنی بھی political parties یا پھر فوجی ادارے اس ملک پر آئے ہیں اور زمام اقتدار ان لوگوں نے سنبھالا ہے تو ایک روش یہ اپنائی ہے کہ ایک دوسرے کو مورد الزام ٹھہرایا جا رہا ہے۔ یہ ایک احسن قدم ہے کہ بجٹ پیش کرنے سے پہلے اور بنانے سے پہلے کوئی ایسی تجاویز جو حزب اقتدار اور حزب اختلاف دونوں طرف سے آئیں اور اس کو مدنظر رکھ کر اس ملک کا مستقبل بنانا ہے۔

جناب چیئرمین! ماضی کو سامنے رکھ کر مستقبل بننا ہے اور عقل مند قوموں کی اور ذی شعور قوموں کی عادت ہے اور یہ طور اور طریقہ ہے کہ وہ ماضی کو مدنظر رکھ کر مستقبل پر یہ نظر رکھتے ہیں اور مستقبل کے لئے کچھ کرتے ہیں۔ جناب چیئرمین! پہلے بھی میں یہ بات کافی عرصہ سے کہہ رہا ہوں کہ ہماری مملکت اور پاکستان جس نام اور نعرے سے بنایا گیا ہے وہ نعرہ ہے لا الٰہ

اللہ محمد الرسول اللہ۔ یہ صرف لا الہ اللہ محمد الرسول اللہ' یہ صرف ایک کلمہ نہیں بلکہ یہ ایک حاکمیت ہے اور ایک نظام ہے۔ جناب چیئرمین! اگر ہم اس کو سامنے رکھ کر اور قرآن کریم کے احکامات میں اللہ رب العالمین نے خلافت الہی کے جو اصول بتائے ہیں انسانیت کو اور خصوصاً مسلمان کو----

(مداخلت)

جناب پریذائیڈنگ آفیسر، بجٹ کے متعلق بات کر رہے ہیں۔

سینیٹر مولانا راحت حسین، جی جی' اس کو سامنے رکھ کر اگر ہم خلافت کے اصول کو اپنائیں گے تو یقینی بات ہے کہ بجٹ یا مملکت یا حکمرانی کرنے سے پہلے' مملکت کی یہ ذمہ داری ہے اور خلیفہ کی یہ ذمہ داری ہے اور خلافت کی یہ ذمہ داری ہے کہ وہ state کو اور state کے رہنے والوں کو' اس کی رعایا کو بنیادی ضروریات مہیا کرے اور بنیادی ضروریات میں روٹی' کپڑا اور مکان' صحت' تعلیم اور روز گار اور امن نہ ہو تو اس لئے کہ جب کسی ملک میں امن ہو اس میں معاشی بدحالی آ جاتی ہے۔ اس میں اقتصادی بدحالی آتی ہے۔ جناب چیئرمین! اگر ہم اپنی community کو آئندہ کے بجٹ میں روٹی اور کپڑا' کپڑے اور مکان کے مسائل کو سامنے رکھیں گے تو جناب چیئرمین! ہمارے بہت سارے مسائل حل ہوں گے۔ قوموں کے عروج و زوال تعلیم کے ساتھ وابستہ ہیں اور خود جناب رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا (عربی) کہ اللہ رب العالمین نے مجھے معلم بنا کر بھیجا ہے۔ تعلیم کی اتنی اہمیت ہے اور باہر ملکوں میں جب ہم جاتے ہیں' ایک مرتبہ ایک ملک کے صدر سے سوال کیا گیا کہ آپ کے ملک میں تعلیم کی شرح کتنی ہے تو اس نے جواب میں کہا کہ 99% ہے اور اپنے ملک کی تعلیم کی شرح دیکھو۔ حزب اقتدار اور حزب اختلاف بلکہ اس ملک کے مقتدر حلقے اور اس ملک کے باسیوں کی یہ ذمہ داری اس سے نہ اپوزیشن مبرا ہے کہ اس ذمہ داری کو نہ نبائے اور نہ اس سے حکومت مبرا ہے۔ ہم نے اس ملک کے آئین کے تحت اس کے تحفظ کی قسم کھائی ہے اور ہم نے آئین کا حلف اٹھایا ہے' کسی ایک شخص کی پاسداری کا حلف نہیں اٹھایا۔ لہٰذا امت مسلمہ کا یہ فرض ہے اور اس کے لیے ماحول بنانا یہ حکمرانوں کا فریضہ ہے اور قرآنی تعلیمات یہ ہیں۔ خلافت کے اصول میں یہ لکھا ہے کہ کوئی بھی حکمران اگر مملکت کو' رعایا کو' بنیادی ضروریات مہیا نہیں کر

سکتا تو وہ حکومت کے قابل نہیں، وہ حکمرانی کے قابل نہیں ہے۔ وہ خود معزول ہو جائے۔
جناب چیئرمین! اس طرح صحت کی حالت ، میں ایسے ضلع سانگھ سے تعلق رکھتا ہوں ، اس میں 75% آبادی پہاڑوں پر بس رہی ہے ۔ وہاں بنیادی سہولیات نہیں ہیں ۔ اچھے حالات کے ہسپتال نہیں ہیں اور ہمارے ضلع کے اندر ابھی گرلز کے لیے چار پانچ ہائر سیکنڈری سکولز ہیں اور ہمارے ضلع سانگھ میں ایک ڈگری کالج ہے ۔میں صرف ضلع سانگھ کی بات نہیں کرتا لیکن انصاف کے تقاضوں کو پورا کرنا ہے ۔ official survey یہ ہے کہ ضلع سانگھ پاکستان میں غربت کے حوالے سے اور پسماندگی کے حوالے سے دوسرے نمبر پر یا پہلے نمبر پر ہے اور ہمارے ضلع میں 75% سڑکیں ہیں اور ان میں سے پانچ فیصد black top نہیں ہیں۔ وہاں ابھی پانچ ارب روپے ایرا کی طرف سے sanction ہوئے تو میری یہ درخواست ہے کہ فنڈز کی منصفانہ تقسیم ہو ۔جس طرح ہمیں اس سال فنڈ سے محروم رکھا گیا اور ابھی ہمارے ضلع کو ۴۵ کروڑ روپے 2002 سے لے کر 2006، اور 2007 ، تک release ہو چکے ہیں لیکن اس میں پانچ کروڑ روپے بھی کوئی ثابت کر دے کہ development سکیموں پر لگ گئے ہیں تو میں آپ کے سامنے ہوں جو بھی سزا مقرر کرسکتے ہیں میں اس کے لیے تیار ہوں ۔جناب چیئرمین! اس طرح کی کفایت شعاری کی بات ، کہمیں اپنی چادر کے مطابق اور اپنی بساط کے مطابق زندگی بسرکرنا شاہانہ اخراجات کو کم کرنا چاہیے۔غیر ترقیاتی اخراجات جو کروڑوں کے ہیں اور اربوں کے ہیں اس کو کم کرنا چاہیے ۔ جناب چیئرمین! سڑکوں کے حوالے سے یہ صدقہ جاریہ بھی ہے اور احادیث کے اندر ہے کہ کسی کو راستہ دینا اور راستے کے لیے جگہ فراہم کرنا یہ صدقہ جاریہ ہے ۔ اسی طرح زراعت کے حوالے سے سمال ڈیمز بنائے جائیں اور جنگلات کو تحفظ فراہم کیا جائے ۔جن علاقوں میں جنگلات ہیں یا جن اضلاع میں جنگلات ہیں جو سارے پاکستان کے فرنیچر کے لیے کام آتے ہیں۔آپ کے اس ہاؤس میں جو لکڑیاں آپ دیکھ رہے ہیں یہ بھی انہی جنگلات سے آئی ہیں اور ابھی جنگلات کی بے دریغ کٹائی ہو رہی ہے۔وہاں ان جگہوں پرگیس کے پلانٹ بنائے جائیں یا ان کو گیس فراہم کی جائے تاکہ جنگلات بھی محفوظ ہوں اور وہاں سے جنگلات کا دوسرا فائدہ بھی یہ ہے کہ فلڈ میں کمی آ جائے گی اور جب جنگلات ختم ہو جائیں گے تو پھر flood زیادہ آئیں گے ۔ اس سے زیادہ تباہیاں آپ کے شہری علاقوں میں

بھی ہوں گی۔

جناب چیئرمین! ترقیاتی کاموں کے حوالے سے funds کو آپ سیاسی بنیادوں پر نہیں بلکہ منصفانہ بنیادوں پر تقسیم کریں اور اس میں دیانتداری سے کام لیں۔ اس سلسلے میں، میں آپ کے سامنے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ایک واقعہ پیش کرتا ہوں۔ وہ تقریر فرما رہے تھے تو ایک بدو نے اٹھ کر انہیں کہا کہ آپ کی دو چادریں ہیں اور ہماری ایک چادر ہے، اس وقت تک آپ تقریر نہیں کر سکتے جب تک کہ آپ اپنی position clear نہیں کرتے۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے بیٹے حضرت عبداللہ کو کہا کہ آپ اس کا جواب دیں۔ انہوں نے کہا کہ جناب! مجھے جو چادر غنیمت میں ملی ہے وہ میں نے اپنے والد کو دی ہے تو تب اس بدو نے کہا کہ اب آپ تقریر کرنے کے قابل ہیں۔ پھر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ نے اس شخص سے کہا کہ اگر آپ مجھ میں کوئی کج روی دیکھیں تو آپ کا کیا عمل ہوگا تو اس بندے نے کہا ----(عربی)---- خدا کی قسم اگر ہم نے آپ میں کوئی کج روی دیکھی تو ہم اس کو تلوار کے وار سے سیدھا کریں گے۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ نے الحمدللہ کہا۔ اس پر کوئی مارشل لا نہیں لگایا، اس کو غائب نہیں کیا، اس کو در بدر نہیں کیا۔ جناب چیئرمین! اگر ہم اسی انداز کو اپنائیں تو ہمارے بہت سے مسائل حل ہو جائیں گے۔

جناب والا! اب عدالت کے حوالے سے بات عرض کرتا ہوں۔ عدالت کے معنی یہ ہیں کہ عدالت عدل کرے اور اس لیے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جھوٹی گواہی دینا بھی شرک ہے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے قاضی کو ہدایات دی ہیں کہ قاضی کسی کے سامنے راستے میں جا کر کھڑا ہو کر کھانا بھی نہیں کھا سکیں گے، اس لیے کہ لوگ اس پر اعتراض کریں گے۔ لہٰذا ہماری عدالتوں کو حکمرانوں کے شکنجے سے آزاد کرانا ہے خواہ کسی کی بھی حکومت ہو، اب یہ حکومت ہے شاید دوسرے دور میں کسی اور کی حکومت آئے لیکن عدالت، قاضی اور ججکو آزاد کرنا چاہیے اور ان کے لیے بجٹ مختص کرنا چاہیے۔

جناب والا! میں دفاع کے حوالے سے بات کرتا ہوں۔ دفاع ساری مملکت کی ایک ذمہ داری ہے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، اللہ تعالیٰ نے فرمایا ------(عربی)------ کہ آپ ایک دن اور ایک رات اپنی سرحدات کا تحفظ کریں گے، اس کے لیے ماحول بنائیں گے،

اس کی ضروریات کو پورا کریں گے تو وہ دنیا اور مافیہا سے بہتر ہے۔ اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا خواہ آپ کے اندر روحانی دشمن ہو یاآپ کے سامنے آپ کی مملکت، آپ کے دین، آپ کے تشخص، آپ کی تہذیب کا کوئی دشمن ہوتو اس کو زیر کرنے کے لیے، اس پر رعب جمانے کے لیے آپ جدید ٹیکنالوجی کو حاصل کریں۔ اس پر جتنا بھی خرچ آئے گا وہ مملکت کے فائدے میں ہو گا۔

آخر میں عرض کروں گا کہ یہ ملک اس وقت تک ترقی نہیں کر سکے گا جب تک اس ملک میں اللہ تعالیٰ کا نظام نہ ہو، معیشت اللہ تعالیٰ کے نظام کے تحت نہ ہو ۔ اسلام صرف چند فروعی مسائل کا نام نہیں ، اسلام ایک مکمل ضابطہ حیات ہے۔ اس میں سیاست بھی ہے ، اخلاقیات بھی ہیں، معاملات بھی ہیں اور خارجہ اور داخلہ پالیسیاں بھی ہیں ۔ اگر اس ملک میں اسلام کا نظام نہ ہو تو یہ ملک ترقی نہیں کر سکتا۔ میرا مطالبہ ہے کہ آپ Islamization کے لیے کچھ کرلیں تاکہ دنیا کے سامنے ہماری آنکھ کھل جائے اور اللہ تعالیٰ کے سامنے ہم سرخرو ہو جائیں۔شکریہ۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر، شکریہ۔ محمد علی درانی۔

سینیٹر محمد علی درانی (وفاقی وزیر برائے اطلاعات و نشریات)، جناب چیئرمین! میں آپ کی اجازت سے عرض کروں گا کہ ہمارے ایک صحافی دوست سہیل قلندر صاحب کا کافی عرصہ پہلے پشاور سے اغواء ہوا تھا جس کے بارے میں تمام صحافی حلقوں میں بہت تجسس اور عدم اطمینانی کی کیفیت رہی ہے۔ میں ابھی بتانا چاہتا ہوں کہ کچھ دیر پہلے گورنر صوبہ سرحد اور تمام سرکاری اداروں کے تعاون سے انہیں recover کر لیا گیا ہے اور اس وقت وہ پشاور سے گھر آ رہے ہیں۔ لہٰذا میں نے مناسب سمجھا کہ میں آپ کے توسط سے ایوان کو یہ بات عرض کر دوں۔

سینیٹر محمد اعظم خان سواتی، جناب والا! میں گزارش کروں گا کہ جس طریقے سے ہمارے یہ صحافی دوست آزاد ہوئے ہیں اور recover کیے گئے ہیں کاش! وہ میرے اس وطن کے باسی ہزاروں لوگ جو اس وقت مختلف ایجنسیوں کی قید میں ہیں کم از کم اگر ان کو بھی رہائی مل جائے تو میں سمجھتا ہوں کہ یہ ہمارے لیے بڑے فخر کی بات ہو گی۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر، اچھی بات ہے۔ اب ہم اس debate کو suspend

کرتے ہیں۔ جی۔

سینیٹر محمد علی درانی، جناب! میں اس بارے میں کچھ کہنا چاہوں گا۔ یہ ایک بہت ہی responsible forum ہے۔ اس پر جو بھی statement دی جائے اس کو پوری احتیاط کے ساتھ دینا چاہیے۔ جہاں تک missing persons کا تعلق ہے Supreme Court نے ان کا از خود نوٹس لیا ہوا ہے۔ سپریم کورٹ میں ہر قسم کی information share کی جا رہی ہے اور یہ بات میں وضاحت سے کہہ دینا چاہتا ہوں کہ حکومت یا حکومت سے متعلق کوئی ادارہ کسی بھی ایسی activity میں ملوث نہیں ہے اور نہ ہوسکتا ہے جس میں کسی بھی شہری کو کسی قسم کی آزادی سے محروم کیا جائے۔

سینیٹر محمد اعظم خان سواتی، جناب والا! اکتالیس آدمی اس وقت بھی ایجنسیوں کے پاس ہیں اور آپ تین آدمی پیش کرتے اس بات کی تائید کرتے ہیں کہ ہمارے پاس کوئی آدمی نہیں ہے۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر، دیکھیں جی Minister کی statement کو on the floor اس طرح doubt نہ کریں without facts and figures اب میں نماز ظہر کے لئے اور lunch کے لئے اس debate کو suspend کر رہا ہوں till 4.00 p.m.

[The House was then adjourned to meet again at 4.00 P.M]

[The House re-assembled at 4.30 p.m. with Mr. Presidng Officer, Mr. Hameedullah Jan Afridi in the Chair]

Mr. Presiding Officer: *Bismillah Hirrahma Nirrahim, we will continue on the motion and I will now give the floor to Dr. Muhammad Said.*

Senator Dr. Muhammad Said: *Bismillah Hirrahma Nirrahim.*

Mr. Chairman! its always a pleasure in relexation to address to an empty chamber. With few honourable exceptions, I have the honour to present my presentation to the Acting Chairman, Hameedullah Afridi.

Now Mr. Chairman; before me several Senators have spoken on this topic on the pre-budget debate. They have given useful suggestions. They have given general suggestions and I promise that I will be very specific. I will talk on the subject and on the matter and also I promise you that I will not repeat what has already been said before me.

Mr. Presiding Officer: Thank you Dr. Sahib.

Senator Dr. Muhammad Said: I wish the Minister was here because in my presentation, I intended to refer to the budget 2006-7. Anyhow, first of all I would like to refer to the amount allocated for the States and Frontier Regions that is SAFRON in the Budget 2006-7.

Mr. Chairman! the budget allocated is 6 billion and 200 million rupees. It is very small, it is very modest. I remember that FATA area consists of seven agencies and each agency is almost of the order of a district and its population is more than 8 million. Now, 6 billion 200 million have been allocated for the development of everything in FATA right from education to communication and agriculture and irrigation and industries and you know anything under the sun and it is supposed to cover under this amount. Compare this with the budget allocated to the Punjab Family Planning in the same year which is also six billion. So, I would request that this is a very small amount and it must be increased.

I would also like to bring it to your notice, Mr. Chairman, that I have looked at the Public Sector Development Programme 2006-7 and the allocation to the SAFRON; covers only one sentence. There is no mention of the name of the project, location of the project or the status of the project. It is very unfortunate. Just one sentence and the whole of the page is absolutely empty. So, I would like to point out to you Sir, that this is the practice for the last so many years. When it comes to SAFRON just in one sentence everything is finished and no details of the projects. I would like to mention that the Governor of the NWFP who is responsible for the development of the Tribal Areas as well, he has got wide powers, he can spend the money the way he likes, there is no specific provision for the implementation of the projects and also if you are aware there is no audit, absolutely no audit of the accounts of the Tribal Areas.

Projects are implemented on paper. Projects are made on paper, projects exist on paper and with one light shower of rain everything is washed. So, I would request, Mr. Chairman, No. 1, that the allocation for the development in the tribal areas in the next budget should be increased considerably and No. 2, the name of the projects, the allocation and the status of each scheme and project should also be mentioned.

Secondly, I would like to draw your attention to the Education Division. The sum allocated to the education Division in the budget 2006-7. Mr. Chairman! the primary and secondary education which is the foundation of higher education is completely ignored. There is absolutely no mention of what is going to be spent on the primary education or on the

secondary education. On the contrary, you will be surprised to know that focus is on the establishment of the cadet colleges. In the year 2006-7 you would remember that 19 cadet colleges are to be opened and the sum allocated for these cadet colleges is 3 billion six hundred and fifty four million rupees, a fantastic amount by any stretch of imagination for a poor country like Pakistan. We should remember Mr. Chairman that these are the institutions for the children of the elite class of our society because of their very high boarding and lodging charges; students fee etc., and a common man cannot even think of sending his sons to these elite institutions. Sir, whatever has been done has been done but in the future and in the next year budget, there should be absolutely no provision for the opening of regional cadet colleges because these colleges encourage class system in the education and these colleges patronize what you call a caste system in education.

I would also like to bring to your notice a phenomena of the missing facilities in our education. On page 114, I have got a copy of it, and I would like to place on the record of the Senate, there is a mention of annual development plan and it says that achievements in fiscal year 2005-6; all missing facilities and all primary schools were facilitated. I am repeating it, all missing facilities and all primary schools were facilitated and that is in the budget year 2005-6. This is absolutely incorrect. This is a sheer lie and this is proved by the fact Mr. Chairman, that in 2005-6, the Ministry of Education carried out a survey of what they call it a national educational census; a census of the national educational institutions and

this survey brings out the following facts:- .

Mr. Chairman, fifty three thousand four hundred eighty one (53481) schools are without boundary walls. Forty six thousand seven hundred and sixty six (46766) are without drinking water. Eighty one thousand six hudred thirty three (81633) are without electricity. Fifty seven thousand two hundred and sixteen (57216) are without lavatories and nine thousand seven hundred and sixty six (9766) are without any building. This is really a great shame. On the one hand this is the deplorable state of the schools and on the other we are going to establish cadet colleges for which, believe me, there is no demand, nobody has demanded the establishment of cadet colleges. You will be surprised to know that in NWFP there are already three cadet colleges and four new cadet colleges are to be established in the year 2006-7 and what is more important Mr. Chairman, in Kohat there is already cadet college and there is going to be another cadet college in Kohat in the same year.

Mr. Presiding Officer: Dr. Sahib, you are close to your required time.

Senator Dr. Muhammad Said: Therefore, my recommendation as I have said in the future budget, in the budget of 2007-8 there should be absolutely no provision for the establishment of any new cadet college. In fact we should divert this money for the improvement of education at the school level and at the college level. I would also like to draw your attention Mr. Chairman to the fact that 50%

of our population is illiterate and the number of the the illiterate people is increasing every year with the increase of population. You would remember that we had a conference in Dakar in the year 2000 and there we had given a firm commitment to the International Community that by the year 2015 we are going to increase the literacy rate by 80%, this is the commitment that we have given on a platform to the International Community. This project is going to cost 430 billion rupees and this is going to cover a period of 15 years.

I would like to bring to your notice that so far we have spent only 5 billion 657 million rupees on this project in the last 5 years. In fact we should have spent 170 billion rupees on it. This is really a very great drawback to the literacy drive in our country. If this is our commitment to the literacy drive, I am afraid in our life time we are not going to see the estimated target of 80% literacy rate by the year 2015.

I would also like to bring to your notice and this is my last point. The measurable and deplorable state of communication in the N.W.F.P.

جناب چیئرمین! لوگ مشکلات میں مبتلا ہیں۔ لوگ عذاب میں مبتلا ہیں۔ آپ نوشہرہ سے پشاور تک سڑک دیکھیں۔ نوشہرہ سے چکدرہ، دیر اور چترال والی سڑک دیکھیں اور پھر چکدرہ سے جو سڑک کالام تک جاتی ہے۔

These all are just in wreck and ruin and I will just report some of the commitments to communication and road transport of the N.W.F.P in the budget year 2006-07. I am referring to the Public Sector Development Programme 2006-07 and I am referring the statistics from page 17. On page 17, there was supposed to be a Mansehra-Naran Jhalkat road project.

Total estimate is Rs. 3 billion 821 million in the year 2006-07 Rs. 250 million had been earmarked, not a penny has been issued and there is nothing on the ground. Jhalkat-Chalaas road costing Rs. 1 billion 827 million in the year 2006-07 Rs. 250 million was earmarked, not a penny has been released.

Mr. Presiding Officer: Dr. sahib, kindly wind up because you are close to your allocated time.

Senator Dr. Muhammad Said: Chablat-Nowshera including flyover at Nowshera Cantonment total estimated cost was Rs. 2 billion 916 million, last year Rs. 195 million was earmarked and not a penny has been released and there is nothing on the ground. Also Nowshera-Chakdara-Dir, N-5, 309 km, the estimated cost of the project was Rs. 1 billion 720 million in the year 2006-07 Rs. 300 million was earmarked, not a penny has been released, there is nothing on the ground Peshawar-Northern bypass of Rs. 3 billion project , Rs. 100 million, earmarked in the year 2006-07, there is nothing on the ground. And what is more important, sir, these are the two most important projects. Chakdara-Kalam road 135 km long, the estimated cost of the project is Rs. 2 billion, in the year 2006-07 only Rs. 5 million were issued not a single penny has been released, there is nothing on the ground. Besham-Khawazakhaila road, 64 km Rs. one billion was the estimated cost in the year 2006-07 only Rs. 5 million has been earmarked not a single penny has been released and there is nothing on the ground. This is the total shame Mr. Chairman, and the honourable Minister is here, I would like him to take a notice of this and whatever deficiencies are there in

the next budget, he should esnure that these roads, projects which are of vital importance, commerical, tourists and strategic importance they should be completed in all respects in the year 2007 and 2008. Thank you.

Mr. Presiding Officer: Thank you Dr. Sahib.

Given now the floor to شاید کمیلی صاحب نے کہیں جانا ہے تو پانچ منٹ ان کو چاہئیں۔ say something.

سینیٹر محمد عباس کمیلی، جناب والا! سب سے پہلے تو میں آپ کو اس chair پر بیٹھنے کی مبارک باد پیش کرتا ہوں۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر، شکریہ، بہت مہربانی۔

سینیٹر محمد عباس کمیلی، اور دوسری یہ کہ یہ بڑا اچھا موقع فراہم کیا ہے pre-budget session سے تاکہ ہم جو تجاویز دیں ان تجاویز پر غور وفکر ہو اور جو اس میں سے مناسب ہو ان کو شامل کیا جائے۔ مقصد یہی ہے۔ بعد میں جو sessions ہوتے تھے ظاہر ہے کہ اس میں جلد بازی بھی ہوتی ہے جس کی وجہ سے تجاویز نہیں آ پاتیں۔ اب پہلی بات تو میں یہ کہوں گا کہ پچھلے بجٹ میں بڑے دعوے ہوئے کہ یہ عوام دوست بجٹ ہے اور بڑی تعریفیں ہوئیں لیکن نتیجہ کیا نکلا یہ سب کے سامنے ہے۔ عوام کو کیا relief ملا' لوگوں کو کیا relief ملا۔ مہنگائی گھٹی یا بڑھی یہ سب کے سامنے ہے۔ یقیناً ایک پٹرول کی قیمتیں کم ہوئیں یا ڈیزل کی۔ تین روپے پٹرول میں اور ایک روپیہ ڈیزل میں، لیکن اس سے کتنی بار بڑھ چکی ہیں اور کس ratio سے بڑھیں۔ اس کے مقابلے پر یہ جو کمی کی گئی ہے یہ کوئی معنیٰ نہیں رکھتی۔ اس مرتبہ میں یہ چاہوں گا کہ کیونکہ خزانہ خالی نہیں ہے، کشکول ٹوٹ چکا ہے، کم از کم اس مرتبہ تو عوام کو relief دیا جائے اور وہ بجٹ پیش کیا جائے جس کو ہر طبقہ سراہے اور لوگوں کو relief ملے - مہنگائی کم ہو، جہاں تک ممکن ہو۔ تنخواہیں بڑھائی جائیں سرکاری ملازمین کی بھی اور غیر سرکاری ملازمین کی بھی۔ یقیناً آپ نے ان باتوں پر غور کیا ہو گا جیسا کہ میرے کچھ دوستوں نے کہا indirect taxes ختم کئے جائیں۔ گزشتہ سال بھی میں نے یہی کہا تھا، اس سے

پیوستہ سال بھی میں نے یہی کہا تھا۔ نا معلوم کتنے indirect taxes ہیں کہ جس کا بوجھ غریب اور متوسط طبقہ پر آرہا ہے جبکہ یہ taxes لینے چاہییں آپ کو امیر طبقے سے۔

اس ملک میں taxation کا نظام الٹا ہے کہ tax لیا جاتا ہے غریبوں سے اور متوسط طبقے سے۔ آج ہی صبح بات ہو رہی تھی واپڈا کے bills کے سلسلے میں کہ television کے charges لئے جاتے ہیں۔ جناب! کیا hundred percent لوگ television رکھتے ہیں، نہیں ہرگز نہیں۔ آپ maximum یہ کہہ سکتے ہیں کہ 50 to 60% لوگوں کے گھروں میں television ہیں۔ میں maximum کی بات کر رہا ہوں لیکن television کی مد میں تو سب سے taxes لئے جا رہے ہیں۔ یہ ناانصافی ہے۔ اس کا حل یہ ہے کہ ان سے affidavit لیا جائے کہ جو television نہیں رکھتے اور اس کے بعد ان کے bills میں charges ختم کئے جائیں جس طرح کہ اور معاملات میں بھی ہوتا ہے، زکوٰۃ وغیرہ کے سلسلے میں کہ affidavit دے دیا جاتا ہے۔

اسی طرح سے میری گزارش یہ ہے کہ sales tax کم کیا جائے۔ پانچ سے ساڑھے سات فیصد سے زیادہ sales tax نہیں ہونا چاہیئے اور اس کے علاوہ کھانے پینے کی اشیاء بنانے والی industries پر جو کہ already exempted ہے اس پر sales tax نہیں ہونا چاہیئے بلکہ ان industries کو بجلی جو فراہم کی جاتی ہے اس پر بھی sales tax نہیں ہونا چاہیئے۔ اس وقت یہ اندھیر نگری ہے کہ KESC اور WAPDA بھی sales tax چارج کر رہی ہے اپنے تمام consumers سے، اور یہ زیادتی ہے اور مسئلے کو میں اٹھا بھی چکا ہوں لیکن ابھی تک کوئی شنوائی نہیں ہوئی۔ WAPDA جو fixed charges اور KESC چارج کر رہی ہے loadshedding کے دوران بھی، یہ minimum charges یا fix charges یا only payable in case of un-interrupted supply. یہ چیزیں ختم کی جائیں۔ NFC award کے حوالے سے بات ہوئی۔ میں کامران صاحب کی بات سے بالکل تائید کرتا ہوں کہ صوبوں کو یہ حق دیا جائے کہ وہ ٹیکسز وصول کریں اور اس کے بعد وفاق کو اس کا حصہ دیا جائے۔ اس کے علاوہ کوئی حل نہیں ہے اور جو صوبہ 70% ریونیو دے رہا ہو اس کا وسائل میں سب سے زیادہ حق بنتا ہے۔ سندھ سب سے زیادہ ٹیکسز دے رہا ہے لیکن 70% ٹیکس دینے والے صوبے کو کیا مل رہا ہے۔ دیکھیں اس معاشرے میں یہ ناانصافیاں ہیں۔ اگر امن چاہیے، امن سب کی ضرورت ہے

تو پھر آپ کو معاشی انصاف بھی نافذ کرنا ہوگا ۔ جب تک معاشی انصاف نہیں ہوگا، عدالتی انصاف تو ایک طرف رہا اس وقت تک مسائل حل نہیں ہوں گے، یہ بہت ضروری ہے کہ تمام صوبوں کو ان کا حق ملے، صوبائی خودمختاری بھی ہو ' اور خاص طور پر ریونیو اور وسائل کے تعلق سے ان کو ان کا حق ملے اور کسی کو بھی گلہ شکوہ نہ ہو تو یقیناً یہ فیڈریشن کا سسٹم چل سکتا ہے ۔

اب میں ایک اور بات کہنا چاہوں گا کہ لینڈ ریفارمز بہت ضروری ہیں ۔ ہندوستان کو بھی ہمارے ساتھ ہی آزادی ملی لیکن ہمارے پاس جو مسائل ہیں، وہاں نہیں ہیں، کیوں نہیں ہیں انہوں نے روز اول ہی سے اس زمینداری کو ختم کر دیا ۔ جاگیرداری کے سسٹم کو ختم کیا اور نتیجے میں وہاں جو اور فائدے ہوئے، وہاں جمہوریت بھی پنپ سکی ہے ہمارے پاس جمہوریت پنپ نہیں رہی ہے ، جمہوریت کامیاب نہیں ہے ' اس کا سبب ایک جاگیرداری سسٹم بھی ہے اور اگر elections ہو بھی جاتے ہیں تو وہ result نہیں آتے جو آنے چاہئیں ' لوگ اپنے ووٹ کے لیے آزاد نہیں ہیں، جو ایک وڈیرہ چاہتا ہے وہی ہوتا ہے۔ اس طرح سے ہمارے ایوانوں میں نمائندگی انہی کی ہوتی ہے۔ لہٰذا یہ بہت ضروری ہے کہ یہاں پر جاگیرداری سسٹم ختم ہو یا کم از کم اس مرتبہ ایگری کلچر پر ٹیکس لگے جو بہت ضروری ہے ۔ آئیے ایک اور بات ' ان سیشنوں کا کوئی اہم مقصد ہونا چاہیے۔ یہ نہیں ہونا چاہیے کہ نشستند ' گفتند اور برخاستند ' پچھلی بار بھی pre-budget سیشن تو نہیں ہوا، بعد میں ہوا ' اس مرتبہ یہ نئی ریت اور نئی روایت پڑ رہی ہے تو میں اس کی تائید کروں گا لیکن ایک چیز تھی کہ منسٹر صاحب موجود ہیں اور ان کے نوٹس میں بھی ہے لیکن اس ایوان کے توسط سے میں یہ بات لانا چاہ رہا ہوں کہ یہ پچھلے سال کے بجٹ کی تقریر ہے۔ اس کے صفحہ ۱۴ پر انہوں نے ارشاد فرمایا کہ ہم سب senior citizens کو زیادہ سے زیادہ relief دینا چاہتے ہیں ۔ سالانہ چار لاکھ روپے کی آمدنی والے senior citizens سے ان کی آمدنی پر ٹیکس نہیں لیا جاتا ہے لیکن اس سے پہلے ۶۵ سال کے شہریوں کو senior citizen تسلیم کیا گیا تھا اب اس کا اطلاق ۶۰ سال کی عمر سے ہوگا۔ اس سے ہمارے بزرگ شہریوں کو relief ملے گا۔ اب میں ان سے پوچھنا چاہتا ہوں کہ کیا یہ relief ملا ہے ؟ میں ان کے نوٹس میں لا چکا ہوں۔PIA مسلسل senior citizen تسلیم کرنے کو تیار نہیں ہے ان کو

جو 60/65 سال کے درمیان ہیں جبکہ یہ بجٹ تقریر میں موجود ہے ۔ منسٹر آف ڈیفنس سے اسی فلور پر سوال کیا گیا تھا اور جواب بھی مل چکا ہے کہ ہم یہ facility ۶۵ سال سے اوپر والے حضرات کو دے رہے ہیں تو پھر ایسے announcements کرنے سے کیا فائدہ کہ وقتی طور پر تو ہم لوگوں سے applause لیں ' clapping لیں اور اخبارات میں بڑی تعریفیں ہوں اور اس کے بعد اس پر عمل نہ ہو سکے۔ دیکھیں کہ عجیب بات ہے ایک تو تجاویز پر غور ہی نہیں کیا جائے گا ۔ ایک یہ مسئلہ ہے کہ آپ نے relief اناؤنس کر دیا لیکن دیکھیں کہ infact تو وہ relief نہیں ملا ۔ Minister of Defence یہ کہہ رہے ہیں' PIA refuse کر رہی ہے' ریلوے اور پی آئی اے کے نزدیک senior citizens کی age limit 65 years ہے جب کہ وزیر صاحب اس کو ساٹھ سال قرار دے رہے ہیں۔

جناب پریذائیڈ نگ آفیسر، کمیلی صاحب suggestions پر آ جائیں۔

سینیٹر محمد عباس کمیلی، جو reliefs دی ہیں ' ان کی اصلاح کریں۔ جو announcements کی ہیں ان کی implementation تو ہو ورنہ پھر آپ بجٹ دے دیں گے، relief دے دیں گے اور اس پر عمل نہیں ہو گا۔

جناب پریذائیڈ نگ آفیسر،وزیر صاحب پر یقین کرتے ہیں ' انشاء اللہ عمل ہو گا۔

سینیٹر محمد عباس کمیلی، آپ کی طرف سے میں یہ یقین دہانی چاہوں گا کہ اس پر عملدرآمد ہو تو بڑی اچھی بات ہے کہ اگر کسی relief کی announcement ہو تو اس پر عملدرآمد بھی ہو۔ شکریہ۔

جناب پریذائیڈ نگ آفیسر، جناب امین دادا بھائی۔

سینیٹر محمد امین دادا بھائی، شکریہ ' جناب چیئرمین! سب سے پہلے تو میں آپ کو مبارکباد دیتا ہوں۔

جناب پریذائیڈ نگ آفیسر، شکریہ۔

سینیٹر محمد امین دادا بھائی، جناب چیئرمین! کئی ساتھیوں نے pre-budget پر اپنی تقاریر کے دوران direct and indirect taxes کا ذکر کیا اور agriculture side کا

ذکر ضرور آیا ، پھر سب سے زیادہ صنعتوں کا ذکر آیا۔ میں اپنی تجاویز دینے سے پہلے کچھ بات industries پر کرنا چاہوں گا۔

جناب چیئرمین ! جب ہم industry کی بات کرتے ہیں، کچھ لوگوں نے یہاں industry کو تنقید کا نشانہ بھی بنایا اور ساتھ ہی یہ بھی کہا کہ حکومت کو job opportunities پیدا کرنی چاہئیں۔ لوگوں کو job opportunities کیسے فراہم ہوں گی؟ ایک طرف تو ہم اپنی تقریروں میں یہ بات کرتے ہیں کہ industrialization نہیں ہونی چاہیے ، industrialist سب سے زیادہ منافع حاصل کرتا ہے، industrialist سب سے زیادہ کماتا ہے لیکن کبھی بھی اس بات کی گہرائی میں نہیں گئے کہ industry ہی اپنے معاشرے کی ریڑھ کی ہڈی کی حیثیت رکھتی ہے اور وہی لوگوں کو job opportunities دیتی ہے اور وہی حکومت کو direct and indirect taxes دیتی ہے اور اسی کی وجہ سے پورا economic cycle چلتا ہے۔ ہمارے ساتھی نے کل ایک بڑی اچھی بات فرمائی تھی کہ اس ملک میں 2 per cent elite class rule کرتی ہے ، میرے علم کے مطابق تو پوری دنیا میں دو سے تین یا چار پانچ فیصد ہی لوگ ہوتے ہیں، امریکہ لے لیں، یورپ لے لیں، بنگلہ دیش لے لیں، انڈیا لے لیں، چین لے لیں۔ پاکستان anywhere, so it is run like that. اسی طرح پوری دنیا کو بھی اگر gather کر لیں تو 5 per cent ہوں گے جو world run کر رہے ہوں گے۔ بات اتنی ہے کہ صرف criticism for the sake of criticism should not be there. Sir, in the past ہوتا یہ رہا ہے کہ جب ہم صنعت کی بات کرتے ہیں تو I do believe کہ جو بھی سیکٹر ہو ، کوئی بھی صنعت ہو، اس کی جو product ہو، عام عوام کے لیے سستی دستیاب ہونی چاہیے but no doubt about it and Government should work on it اس کے ساتھ ساتھ حکومت کو یہ بھی دیکھنا ہے کہ خواہ کوئی industry ہو جب Government policies are pro-industry اور حکومت نے اپنی حتی الامکان کوشش کی ہے کہ اس ملک میں industrialization ہو اور industrialization کے لیے بڑی liberal policies بنائی ہیں لیکن اُن کے ساتھ ساتھ ہم نے یہ بھی دیکھنا ہے کہ اتنی liberal policies بننے کے باوجود اس ملک میں industries کیوں نہیں لگ رہیں۔ اس رفتار سے نہیں آ رہیں جس رفتار سے

policies اور جس طریقے سے حکومت نے ideas all over the world sell کیے ہیں کہ پاکستان میں بڑی liberal policies ہیں اور آپ لوگ آئیں industry لگائیں۔ جناب والا! میں سمجھتا ہوں کہ اس کی دو تین وجوہات ہیں، ہم نے دیکھا کہ ماضی میں proper demand and supply کو مدنظر نہیں رکھا گیا اور جب ٹیکسٹائل میں ترقی ہوئی تو ایک بھیڑ چال چل پڑی ہر آدمی ٹیکسٹائل کے اندر چلا گیا۔ حکومت کا اس وقت بھی کام تھا کہ demand and supply کو دیکھتے ہوئے financial institutions کو advise کرتے کہ this is the demand and this should be the supply اور اس سے زیادہ finances نہیں ہونے چاہییں لیکن اس وقت بھی deman and supply کے مطابق policies نہیں بنائی گئیں اور ایک بھیڑ چال چلی۔ Textile کے اندر ہم نے دیکھا grave situation اس کے بعد پھر same followed with the sugar industry اس کے بعد much talked about as on today the cement industry میں اس میں ایک یہ تجویز دوں گا کہ بجائے free hand دے دیا جائے اور وہ بھی جو finances, industrialist بنکوں سے لیتا ہے وہ بھی ایک deposited money اور حکومت کا فرض ہے اس کو protect کرنا ۔ اس طرح سے finances industrialist کو نہیں کیے جائیں جہاں بغیر دیکھے ہوئے کہ کیا demand ہے' future میں کیا ہوگی اور کیا supply ہونی چاہیے۔ میں سمجھتا ہوں کہ demand and supply کو مدنظر رکھتے ہوئے sector wise, government کو چاہیے کہ اس کے اندر finances allow کرے اور اتنی حد تک ہی allow کریں۔ but again finances does not mean like جیسے ہم نے past میں دیکھا کہ political interference کی وجہ سے banks سے جو industries کے لئے funds مل جاتے تھے DFI such as NDFC جیسے ادارے اور دوسرے political interference کی وجہ سے تباہ ہو کر بند ہوگئے۔ اس پر بھی check and balance ہونا چاہیے اور ادھر بھی اس طرح finances allow نہیں کرنے چاہییں۔

جناب والا! ہم نے ایک اور چیز بھی دیکھی کہ ہمارے وہاں ان وجوہات کی وجہ سے جب demand and supply کی planning نہیں ہوتی ہے اور finances easily available ہوتے ہیں اور آسانی سے مل جاتے ہیں اور پھر demand سے زیادہ supply

situation جب sector میں آجاتی ہے تو ہم دیکھتے ہیں کہ defaults ہوتے ہیں۔ defaults کی ذمہ داری بھی پھر اپنے at the end of the day industrialist کے سر چلی جاتی ہے اور کہا جاتا ہے کہ یہ default کرگئے ہیں۔اگر وہ industry نہیں لگاتا تو حکومت encourage کر رہی ہوتی ہے کہ اس کے اندر expansions کریں اور further اس sector کو boost کریں۔ اگر ہم demand and supply کے حساب سے ایک جامع پالیسی بنالیں اور دوسری سب سے اہم چیز جو آج industries, you know اگر ہم نے اس پر غور نہیں کیا تو I think so in future we will be making the graveyards of the Industry because کہ جس طرح ایک industry لگتی ہے feasibility بنتی ہے جو کہ 4%, 5% loan پر 5 years internal rate of return نکالا جاتا ہے till the time جب وہ industry آتی ہے اور اس کے اندر مزید financing ہو ہو کر جب over supply situation ہو جاتی ہے تو defaults create ہوتے ہیں۔ Secondly defaults create ہوتے ہیں کہ اس کی viability نہیں رہتی ہے جب loan interest rate اوپر چلے جاتے ہیں۔ میں یہاں یہ بھی suggestion دوں گا کہ industries کے لئے حکومت DFI and Industrial Banks sort of a thing they should make it اور اگر State Bank funds reserve کرے for industrialisation in the country اور اس کا جو interest rate ہے should not exceed between 5 to 7% maximum اور وہ 7% loan سے زیادہ industry کو provide نہ کیے جائیں تاکہ industry healthy رہے اور flourish کرے اور further اپنے نوجوانوں کو job opportunities provide ہوں۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس پر وزارت خزانہ ایک پروگرام بنائے کہ جس کے تحت State Bank کچھ funds reserve کرے for industrialisation with the interest rate should be 7% دنیا میں بڑے ترقی یافتہ ممالک ہیں جن میں industrialisation ہوئی وہاں industrial loan ان کو normal interest rate سے ہمیشہ کم رکھے گئے ہیں۔

جناب والا! یہاں پر میں floor of the House پر ایک اور چیز بتانا چاہوں گا جبکہ یہ کام خالی ہمارے ہاں ملک میں research and development ہر sector کے لئے کافی حد تک کم ہے لیکن businessmen بھی اپنے طور lack کرتے ہیں اس چیز کو and I admit this

کہ businessmen کو بھی اپنے sector میں بہت زیادہ research and development کرنی چاہیے۔ جناب! پندرہ بیس دن سے ہم سن رہے ہیں اور میں یہ point اس floor پر اس لئے clarify کرنا چاہوں گا کہ cement sector کے اندر قیمتیں بہت اوپر چلی گئی ہیں۔ میں اس کی debate میں نہیں جاؤں گا' اوپر گئی ہے نیچے گئی ہیں ' کیا ہیں لیکن میں یہاں ضرور کہوں گا کہ اگر اوپر گئی ہیں تو yes گئی ہیں لیکن ہم سب کا فرض بنتا ہے کہ سیمنٹ سستا ہونا چاہیے۔ اب سستا سیمنٹ کہاں سے ہو۔ میں اس بحث میں بھی نہیں جاتا کہ cement industry پر کتنے taxes ہیں اور ہمیں اپنی جس industry کو تھوڑا سا دبانا ہوتا ہے یا اپنے اس item کو تھوڑا سا restrict کرنا ہوتا ہے ۔دنیا بھر میں اس پر excise duty لگی ہوتی ہے لیکن ہمارے ہاں unfortunately, cement پر بھی excise duty since last 20 years چلی آ رہی ہے۔ Beside that میرے group میں we did R&D اور میں اس floor پر پوری قوم کو یہ بات بتانا چاہوں گا کہ اس کے تحت دنیا میں بے شمار cement available ہیں اور 150 روپے فی بوری سیمنٹ کل سے ملک میں available ہو سکتا ہے۔ اس کے لئے ہم نے R&D کی ہے اور وہ cement ہے masonry cement. جناب! دنیا میں masonry cement کے standards ہیں ' American standard ہے ' British standard ہے ' German standard ہے ' دنیا کے standards available ہیں ' میں نے Minister for Science and Technology کے نام ایک خط بنایا ہے ' اس میں سارے standards enclose کئے ہیں ' آج پندرہ سال سے cement sector PSI کو اور Government کو request کر رہا ہے کہ دنیا میں سستا cement available ہے ' آپ اس کے standards بنائیں تاکہ لوگوں کو سستا سیمنٹ مل سکے لیکن unfortunately, اب تک اس کے standards نہیں بنے۔ لہٰذا میں propose کروں گا ' میں نے letter بھی دیا ہے وزیر صاحب کو کہ masonry cement آئے ۔ 35% masonry cement استعمال ہوتا ہے plaster میں اور فرشوں میں۔ کیوں ہم چھت کی بھرائی کے لئے ordinary portland استعمال کریں جو 250 روپے بوری ہے ' ہم 150 روپے میں فرش اس سے ڈالیں اور masonry کا کام اس سے کریں تو آپ کی average cost Rs.180/- ہو جاتی ہے۔

اس کے علاوہ جناب! ہمارے ہاں subsidy کا culture بڑا ہے۔ اس کی بھی وجوہات بہت ساری ہیں۔ Industrialist جب industry لگاتا ہے اور وہی جو میں نے بھیڑ چال کی بات کی، اس کے بعد جب clutch situation آ جاتی ہے تو پھر معاملہ حکومت کے پاس پہنچتا ہے اور حکومت سے clutches مانگتے ہیں in shape of subsidy کہ جی ہمیں subsidy دی جائے otherwise ہمارا sector survive نہیں کرے گا۔ میں یہاں پر کہوں گا کہ Government should discourage the industrialist and the businessman by giving these subsidies such as to quote you an example, in fertilizer

ہم gas کی مد میں subsidy دیتے ہیں اور وہ subsidy اگر balance sheets میں reflect کریں تو at the end fertilizer products کو سستا ہونا چاہیے لیکن بجائے سستا ہونے کے وہ subsidy کی مد میں 23, 24 billion rupees fertilizer industry کا profit دکھا رہی ہے۔ ہم کیا industrialists کو profit دے رہے ہیں subsidy دے کر۔ So, I think the subsidy culture should go from the industries.

اس کے علاوہ جناب! there are many others suggestions. ہم نے tax network کو broaden ضرور کرنا ہے-------

Mr. Presiding Officer: Your allocated time is running out. So, please try to sum it up.

Senator Muhammad Amin Dadabhoy: Sir, just give me two minutes. Sir, as we all know کہ پاکستان میں water کی بڑی shortage ہے اور world میں آج اگر oil پر war ہو رہی ہے تو next 20 years میں پانی پر wars will be fought اور حکومت کو اس کا بخوبی اندازہ ہے۔ میں یہ suggestion دوں گا کہ ہر city میں، چھوٹے چھوٹے دیہاتوں میں، چھوٹے چھوٹے dams and reservoirs اگر بنا دیں تو اس سے یہ ہوگا کہ ہر سال جب بارش ہوتی ہے تو وہ پانی ان reservoirs میں جمع ہوجائے گا، اس طرح پانی کا مسئلہ بڑی حد تک حل ہو

سکتا ہے۔

دوسری چیز یہ ہے کہ we are short of power, sir. کل منظار میمن صاحب نے power پر بات کی تھی اور کہا تھا کہ cheaper source of electricity should be produced. لہٰذا cheaper way یہی ہے کہ we should produce power on hydel and coal but sir, coal کی اگر ہم بات کرتے ہیں تو میں نے اس پر بھی research کی ہے اور کافی foreign investors سے بات کی۔ ان کی صرف ایک ہی demand ہے کہ Government sovereign guarantee اگر دے تو tomorrow lot of investment can come into power sector in coal. جیسا کہ بینظیر کے دور میں power policy آئی تھی اور لوگوں نے jump کیا power plants کے اندر۔ اس کی ایک ہی reason تھی کہ sovereign guarantee by the Government of Pakistan. اگر وہ Government provide کردے تو میں سمجھتا ہوں کہ بہت زیادہ investment coal میں بجلی کی مد میں آ سکتی ہے۔

جناب! ایک بات اور کرتا چلوں کہ جہاں تک ہم tax network or broader network کی بات کرتے ہیں تو مجھے یہ بات سمجھ نہیں آتی ہے کہ stock جو کہ billions of rupees کا turn over ہوتا ہے، سٹاک مارکیٹ پر tax کیوں نہیں عائد کیا جا رہا ہے۔ دوسری چیز کہ شور تو مچ جاتا ہے building materials کی product پر لیکن آج تک land پر، transactions پر and builders پر کیوں نہیں اب تک tax لگایا گیا ہے۔ 400 روپے square foot دس سال پہلے آپ نے اگر cost دی تھی تو آج 2000 روپے square feet کی ہوئی ہے جبکہ اگر raw material کو دیکھا جائے تو اس میں اتنی increase نہیں آئی ہے۔ نہ تو وہ tax network میں ہے، نہ income tax اس حساب سے دیتے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ حکومت کو چاہیے کہ ان کو بھی اس tax network میں لایا جائے۔ شکریہ جناب۔

Mr. Presiding Officer: Thank you. Now, I will request Mr. Raza Muhammad Raza to speak on the motion.

سینیٹر رضا محمد رضا ۔ جناب چیئرمین! میں حکومت کے، حکمران پارٹی کے اس طرز عمل کو نہایت افسوس ناک قرار دیتا ہوں جس کے نتیجے میں اپوزیشن کی اہم پارٹی، پیپلز پارٹی جس میں ہمارا اپوزیشن لیڈر بھی ہے ان کو بائیکاٹ پر مجبور کیا گیا۔ جو بجٹ کے حوالے سے بہت اہم suggestions دے سکتے تھے اور بڑی راہنمائی کر سکتے تھے۔ بہرحال چونکہ بجٹ پر بحث ہو رہی ہے۔ ہمارا ملک بھی انوکھا ہے۔ دلچسپ بات ہے کہ یہ ایوان federating units کا ایوان ہے، قوموں کا ایوان ہے لیکن سینیٹ کو بجٹ بنانے میں کوئی اختیار نہیں ہے۔ بجٹ کی منظوری کا کوئی اختیار نہیں ہے۔ ہمارے لئے انوکھا اس لئے ہے کہ ہم pre budget session کر رہے ہیں جبکہ قومی اسمبلی جو بجٹ کی منظوری دیتی ہے وہ آرام سے بیٹھے ہیں۔

جناب والا! مجھے بجٹ پر بولنا ہے۔ بجٹ کے حوالے سے پختونخواہ ملی عوامی پارٹی کے ڈپٹی چیئرمین عبدالرحیم مندوخیل صاحب نے جو کچھ بجٹ کے حوالے سے کہا، جیسے ڈاکٹر مالک صاحب نے کہا اور پھر ڈاکٹر ساجد صاحب نے کہا میں ان تینوں ساتھیوں کو endorse کرتے ہوئے اس میں کچھ اضافہ کروں گا کہ ہم کس بجٹ کی بات کرتے ہیں۔ یہ بجٹ ایک بار پھر، جیسا کہ ماضی میں بجٹ ہوتے ہیں، یہ ٹیکسوں کا بجٹ ہوگا۔ غریب عوام پر بھاری ناروا قسم کا بجٹ ہوگا۔ سات سو ارب روپے پچھلے سال ٹیکس سے ہم نے وصول کئے تھے۔ اس کو گزشتہ پانچ سال میں ہم نے دوگنا کیا تھا۔ 2002 میں چار سو ارب روپے ہم غریب عوام سے ٹیکس لیتے تھے۔ گزشتہ سال سات سو ارب روپے ٹیکس لیا۔ مجھے یہ خدشہ ہے کہ ہمارے وزیر صاحب اب اس کو آٹھ سو ارب کر لیں گے۔ یہ ٹیکسوں کا بجٹ ہوگا۔ indirect tax جیسا کہ ہم ایک لیٹر پٹرول پر چوبیس روپے ٹیکس دیتے ہیں۔ پتا نہیں کس سود خور، کس سرمایہ دار، کس سامراج کو ہم دیتے ہیں اس کی وصولیاں غریب لوگوں سے کرتے ہیں۔ یہ ٹیکسوں کا بجٹ ہوگا۔ میری تجویز یہ ہوگی کہ ہم ٹیکسوں کو کم کریں، جو indirect taxes ہیں ان کا خاتمہ کریں۔ غریب عوام کو ہم ریلیف دیں۔ یہ فوجی بجٹ ہوگا۔ یہ جو ہم سات سو ارب روپے عوام کا پیٹ کاٹ کر بجٹ اکٹھا کرتے ہیں وہ ایک ہی مد میں فوجی اخراجات پر ان کی شاہ خرچیوں میں چلا جاتا ہے۔ میں یہ کہتا ہوں کہ فوج کے بجٹ کو کم کریں۔ ان کی وہ صلاحیت نہیں رہی جو ہونی چاہیئے۔ وہ اب نہ

ہندوستان کے مقابلے کا ہے، نہ کسی اور کے مقابلے کا ہے اور خود بھی ہماری فوج دنیا کا منافع بخش ادارہ ہے، کارپوریشن ہے اور وہ کما رہے ہیں۔ فوجی بجٹ کو ہم کم کریں۔ یہ جو جاگیرداروں کو، بیوروکریسی کو ہم نواز رہے ہیں اس میں کٹوتی کریں، کم کریں۔ یہ جو فضول اخراجات ہم کیبنٹ کو دے رہے ہیں۔

دوسری بات یہ کہ جس کو ہم فیڈرل بجٹ کہتے ہیں یہ حقیقت میں فیڈرل بجٹ نہیں ہے۔ اس بجٹ میں پشتونخواہ صوبے کے لئے، پشتونوں کے لئے، اس میں بلوچستان کے لئے، بلوچ غریب عوام کے لئے، اس میں سندھ کے لئے، کراچی کو چھوڑ کر، غریب سندھی کے لئے اس میں بجٹ میں کچھ بھی نہیں ہے۔ جناب والا! یہ فیڈریشن کے نام پر، فیڈرل کے نام پر، اصل میں یہ پنجاب کا بجٹ ہے۔ اگر میں کچھ اور رعایت کروں تو یہ پنجاب اور کراچی کا بجٹ ہے۔ یہ وفاقی بجٹ نہیں ہے، فیڈرل بجٹ نہیں ہے۔ اس میں ایک مثال دیتا ہوں۔ گزشتہ بجٹ میں 270 ارب روپے ہم نے infrastructure کے لئے رکھے تھے۔ water and power کے لئے، اٹامک انرجی کے لئے، ریلوے کے لئے، لیکن اس میں پشتونوں کے لئے کیا ہے؟ سندھیوں کے لئے کیا ہے، Interior Sindh کے لئے کیا ہے۔ 270 ارب روپے جیسے کہ آپ نے دیکھا کہ 43000 گاؤں پشتونوں، بلوچوں، سندھیوں کے ایسے ہیں جہاں پر بجلی نہیں ہے لیکن دس ارب روپے پنجاب پر خرچ ہونے تھے۔ پتا نہیں کس مد میں خرچ ہوئے تھے واپڈا نے خرچ کئے تھے۔ آپ نے دیکھ لیا کہ ایک ژوب ڈسٹرکٹ کے 731 گاؤں ایسے تھے جن کو بجلی مہیا نہیں کی گئی۔ یہ تو ایک مثال ہے پورے فاٹا میں بجلی نہیں ہے اور جناب! صوابی جو تربیلہ کے قریب ہے وہاں پر بجلی سے پنکھا تک نہیں چلتا۔ یہ پوزیشن ہے اور بجلی کا کوئی وجود نہیں ہے۔ اول تو بجلی سرے سے ہے ہی نہیں اور اگر ہے تو وہاں کوئی grid station, high transmission line اور infrastructure نہیں ہے۔ اس مد میں خرچ ہونا چاہیے تھا لیکن سارے علاقے میں بجلی نہیں ہے۔

پانی کی جو position ہے، یہ جو shortage کا واویلا کرتے ہیں کہ پانی کی بہت کمی ہے۔ جناب! میں ہر دفعہ کہتا ہوں کہ پنجاب میں پانی کی فراوانی کا مسئلہ ہے۔ چالیس ملین ایکڑ فٹ پانی ضائع جا رہا ہے۔ 15,000 کلو میٹر نہریں تعمیر ہوئی ہیں۔ بڑے بڑے بیراج تعمیر

ہوتے ہیں۔ وہاں تو یہ جو دھند ہوتی ہے' یہ پانی کی فراوانی کی وجہ سے ہوتی ہے۔ Water کہاں ہونا چاہیئے؛ بلوچستان صوبے میں۔ جناب! مشاہد حسین صاحب کی کمیٹی نے، تمام پارٹیوں اور عوام نے مطالبہ کیا اور Irrigation department نے recommend بھی کیا ہے کہ 57 ارب روپے سے تین سو چھوٹے ڈیم بنانے چاہیئں۔ جیسا کہ ڈاکٹر عبدالمالک صاحب نے کہا کہ ہمارا پندرہ ملین ایکڑ فٹ پانی ضائع جارہا ہے' اس کو ہم بچا سکتے تھے۔ جناب! پنجاب کی صرف گیارہ فیصد قابل کاشت زمین ایسی ہے' جس کو ابھی تک آباد نہیں کیا گیا جبکہ سندھ کی صرف بیس فیصد 'بلوچستان کی ستاسی فیصد اور پشتونخواہ صوبے کی اڑسٹھ فیصد ہے۔ یعنی پانی کی ہمیں ضرورت ہے۔ اباسین کی تمام دولت' پانی کا سرچشمہ پختونخواہ وطن ہے لیکن آپ دیکھ رہے ہیں کہ وہاں ایک بوند پانی نہیں ہے۔ آپ کالا باغ' اکوڑی ڈیم پر قبضہ کرنے کے لیے اور اب تو اسلام آباد کے لیے پینے کے لیے کہتے ہیں کہ غازی بھروتھہ سے پانی لائیں گے۔ جناب! منصوبہ یہ ہے کہ اس پر قبضہ کیا جائے۔ ہم چاہتے ہیں کہ بجلی سستی ہو اور ماہرین کا کہنا ہے کہ اباسین اور سوات rivers پر 50,000 mega watt بجلی پیدا کی جاسکتی ہے اور جیسا کہ دادابھائی نے بھی کہا کہ سب سے سستی انرجی ہائیڈل پاور ہے لیکن چونکہ وہ پشتونخواہ وطن کی ہو گی' اس لیے ہم نہیں بناتے۔ ڈیم اگر بلوچستان میں بنتے ہیں تو نہیں بناتے۔ جناب! یہ صورتحال ہے۔ اسی طرح سے ریلوے ہے' شیخ رشید صاحب کہتے ہیں کہ ہم اسلام آباد سے وہاں تک فرانس' پیرس کی طرح بلٹ ٹرین بنا رہے ہیں جبکہ جناب! ژوب کے لیے اس بجٹ میں پانچ ملین رکھا گیا ہے۔ اس کی construction شروع ہونی چاہیئے تھی۔ یہ گوادر' چائنہ روٹ ہے جناب۔ آپ کہتے ہیں کہ ہم نے گوادر کو پتہ نہیں کیا بنانا ہے تو گوادر سے کوئٹہ یہی روٹ ہے یعنی ژوب اور وہاں سے سیدھا ڈیرہ اسمٰعیل خان' فیضو پر Indus Highway کو touch کرتا ہے اور سامنے ایبٹ آباد ہے' ریشم highway ہے۔ آپ کی ریلوے اس روٹ پر چلنی تھی لیکن اس کی construction کے لیے پانچ ملین اس بجٹ میں رکھے ہیں مگر ابھی تک ایک پیسہ بھی خرچ نہیں ہوا اور پانچ ملین' پچاس لاکھ ہے ہی کتنا۔ یہ آپ کا infrastructure ہے۔

جناب! ریلوے کا بجٹ دس ارب روپے کا ہے' اس میں ہمارے لیے کیا ہے؟ سڑکوں کی کیا position ہے آپ infrastructure بناتے ہیں۔ اب تک پشاور موٹروے

نہیں بنی۔ پھر نواز شریف اقتدار میں آئے گا تو بنائے گا' آپ موٹروے نہیں بناتے۔ Indus highway جو سندھیوں' سرائیکیوں اور پشتونوں کی سب سے مرکزی شاہراہ ہے' آپ جناب! سکھر سے فیضو' کرک تک اس کی position دیکھیں transport چلنے کے قابل نہیں ہے۔ یہ جو کوئٹہ' ژوب' ڈیرہ اسمٰعیل خان روڈ ہے اور کوئٹہ' لورالائی' غازی خان روڈ ہے' ہم سب فریاد کرتے رہے اور recommendations بھی آئیں' آپ نے پینتیس کروڑ روپے رکھے ہیں' communication کے لیے سینکڑوں' اربوں روپے ہیں' 1990 سے ابھی تک تعمیر نہیں ہو پا رہی۔ یہ تو آپ کا infrastructure ہے اور اسی طرح آگے بھی ہے۔ جیسا کہ ڈاکٹر ساجد صاحب نے کہا کہ پشاور کے روڈ پر کوئی نہیں جا سکتا' فضل حق' ایک جنرل نے بنایا تھا بس وہی ہے۔ اب ہم کوئی اور Martial Law Administrator بنائیں گے تو ہمارا road بنے گا۔ آدھی آبادی اور ہمارا گزر آنے روز سوات' مالاکنڈ روڈ پر ہوتا ہے' ہماری سڑکوں کی حالت یہ ہے۔ آپ نے دو سو ستر ارب روپے میں سے ہمارے لیے سڑکوں کے حوالے سے کیا رکھا ہے۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر، رضا صاحب! suggestions پر آ جائیں۔

سینیٹر رضا محمد رضا، جناب! میں suggestion پر آ جاتا ہوں' آپ کہتے ہیں کہ suggestions ہوں' ہماری suggestion یہی ہے کہ آپ کا بجٹ پورے ملک' قوم کا عکاس ہو' پنجاب اور کراچی کا بجٹ نہ ہو ۔ ایسا بجٹ کم از کم انفراسٹرکچر کے حوالے سے بنائیں جہاں انفراسٹرکچر کی ضرورت ہو وہاں پر تعمیرات ہوں ۔ ہماری تجویز یہ ہے ۔ ٹیکسوں کو ختم کریں۔

جناب ! آپ skill کی بہت بات کرتے ہیں کہ ہم اس کو develop کر رہے ہیں اور competition کے لئے ہم نے ایسی production کرنی ہے ۔ جناب ! میں آپ کو بتاتا ہوں پشاور کے آپ واقف ہیں۔ ہم جنگلات کے وطن کے لوگ ہیں۔ لکڑی کی اصلیت اور اس کی قدر و قیمت کو بھی جانتے ہیں۔ دنیا کی بہترین لکڑی ہمارے وطن میں ہے ۔یہ جو فرنیچر کی صنعت ہے ۔ اس میں پشاور ' بنوں ' ٹانک ' چارسدہ یہاں کے لوگوں کی بہت بڑی skill ہے ۔ یہ furniture manufacturing کرتے ہیں اور ان کی export commodity ہوتی ہے ۔ یہ گجرات اور چنیوٹ کے مقابلے کی ہوتی ہے ۔ اس کے ایک ہزار سال انڈسٹریز یعنی چھوٹے

کارخانے ہیں اور شہروں میں بکھرے پڑے ہیں۔ یہاں کے لوگوں کا مطالبہ ہے کہ ان کے لئے وارسک روڈ پر ایک ایسی city بنائیں ، جہاں ماربل بھی ہو ، wood furniture manufacturing بھی ہو ، کارپٹ کا بھی ہو تاکہ ایک ہزار فیکٹریوں میں جو لوگ کام کرتے ہیں ہزاروں کے حساب سے ، یہ اربوں روپے کی یہ چیزیں بڑے اعلیٰ پیمانے کی ایکسپورٹ کرتے ہیں، اس کو ترقی دیں اور توجہ دیں۔ مالاکنڈ ڈویژن اور فاٹا میں جو ماربل ہے آپ اس کی ترقی کے لئے کام کریں اور توجہ دیں۔ یہ جو ہمارے precious stones ہیں، یہ جو gems اور جواہرات وغیرہ ہیں ان کی ترقی کے لئے کام کریں۔ یہ جو کوئلے کی آپ بات کر رہے تھے ۔ کوئلہ تو سندھیوں اور پشتونوں کا ہے ۔ کوئی اور اس کو کیوں بنانا چاہے گا ۔ اگر آپ بنانا چاہتے ہیں تو یہ جو سیمنٹ کی فیکٹریاں ہیں، یہ جو اس کی justification آپ کریں گے، میں تائید کرتا ہوں کہ یہ ایک بہترین investment ہوگی ۔ کوئلہ میں آپ اس قسم کی چیزیں کریں آپ نہیں کریں گے۔

ہم یہی تجویز کرتے ہیں کہ ہمارے ملک میں ان چیزوں پر توجہ دی جائے۔ انفراسٹرکچر کے حوالے سے ہمیں آگے لیا جائے۔ تعلیم کے بارے میں جو ڈاکٹر ساجد صاحب نے کہا میں اس کی تائید کرتے ہوئے مطالبہ کرتا ہوں کہ ہمیں پرائمری تعلیم پر توجہ دینی چاہیے۔ ہم ایسی اصلاحات لائیں جس سے غریب کی قوت خرید بن جائے ۔ ہر قسم کا ریلیف دیا جائے ۔ اب تو لوگ بچوں کو فروخت کر رہے ہیں۔ بورڈ لگائے ہوئے ہیں کہ غربت کی وجہ سے لوگ اپنے بچے فروخت کر رہے ہیں۔ ایسے حالات میں جب آپ کی معیشت کی یہ پوزیشن ہو کہ غریب آدمی سے سوائے ٹیکس لینے کے اس کی ریلیف کے لئے آپ کچھ بھی نہیں کرتے ہیں۔ ہم تو کہتے ہیں کہ ایک مزدور کی تنخواہ ایک تولہ سونے کی قیمت کے برابر ہونی چاہیے۔ پھر میں دیکھتا ہوں کہ غربت کیسے ختم نہیں ہو جاتی ۔ اگر آپ یہ مقرر کرتے ہیں، اگر آپ کی inflation ، شوکت عزیز صاحب کی آسمان سے باتیں کرتی ہو ، قیمتیں آسمان پر چڑھ جائیں، اور غریب کے پاس کچھ بھی نہ ہو ۔ وہ ایک بچے کو تعلیم دینے کی سکت نہیں رکھتا ہے۔ جبکہ تعلیم اس دور میں بنیادی ضرورت ہے ۔ ایک بچے کا علاج کوئی نہیں کراسکتا۔ آپ کی پرائیویٹائیزیشن میں سیاحت اور تعلیم بھی شامل ہے اور روزگار کی پوزیشن تو آپ نے صحیح دیکھ لیا کہ دو سو ملازمین کے لئے ---------

جناب پریذائیڈنگ آفیسر، رضا صاحب! مہربانی کرکے wind up کریں۔

سینیٹر رضا محمد رضا، جناب والا! میری یہی عرض ہے کہ ہمارا مسئلہ بڑا سنگین ہے۔ اس ملک میں بدامنی کا مسئلہ ہے۔ اس وقت بھی کوئی سرمایہ کار واپس نہیں آئے گا۔ یعنی کل کی خبر ہے کہ لورا لائی سے دس سالہ بچے کو اغواء برائے تاوان کیا' اور ایک کروڑ روپے تاوان مانگ رہے ہیں۔ تمام شہروں میں یہ gangs بیٹھے ہیں۔ پاکستان کی تاریخ میں سب سے بدترین قسم کی بدامنی ہے۔ شاہراہوں پر کوئی سفر نہیں کرسکتا۔ کسی کی جان و مال محفوظ نہیں۔ وہ جو مژدہ سنا رہے تھے کہ قلندر صحافی جو ہمارے رہا ہوئے ہیں۔ میں صحافی بھائیوں سے پوچھتا ہوں کہ کتنے لاکھ روپے ان کی رہائی کے لیے دیے گئے ہیں؟ اغواء برائے تاوان اب نہ کوئی بڑا محفوظ ہے نہ کوئی چھوٹا۔ دادا بھائی اگر کسی ہاتھ لگ جائے تو دس لاکھ یا پتا نہیں کروڑوں کا مطالبہ کرے گا۔ جناب! بدترین بدامنی ہے۔ اس بدامنی میں کوئی آپ کے ساتھ deal نہیں کرے گا۔ وہ جو deficit position ہے' وہ جو آپ trade کر رہے ہیں' ٹیکسٹائل میں جناب! ہم تباہ ہیں۔ ہم ٹیکسٹائل جیسی ہمارے پاس قیمتی چیز ہے' لیکن ہم ایکسپورٹ کچھ بھی نہیں کرسکتے۔ ہم خسارے میں ہیں۔ تو جناب! یہ صورتحال بڑی افسوسناک ہے۔ تجویز ہماری یہی ہے کہ آپ بجٹ کو قوموں کا عکاس بنائیں۔ ہماری ضروریات کے مطابق بنائیں۔ غریب کو ریلیف دیں۔ قیمتوں کو آپ کنٹرول کریں۔ یہ فوج کی شاہ خرچیاں ہیں ان کو کم کریں۔ بیوروکریسی کو کم کریں اور زرعی اصلاحات پر میں جناب کمیلی صاحب کی تائید کرتا ہوں۔ ہمارے اس پورے ملک پر چند جاگیرداروں کا قبضہ ہے' اس کا ایک بیٹا DCO ہوتا ہے' ایک بیٹا ناظم ہوتا ہے اور اس کا ایک بیٹا رائے ونڈ میں بیٹھا ہوتا ہے۔ قانون بھی اس کی مرضی کے بنتے ہیں اور یہ جو قرضے معاف ہوتے ہیں وہ بھی اس کی مرضی سے ہوتے ہیں۔ پورے ملک کی ترقی کو جاگیرداری نظام نے روک رکھا ہے۔ اس میں انقلابی قسم کی زرعی اصلاحات ہوں تاکہ تمام غریب لوگ زمین کے مالک بن جائیں اور پھر آپ دیکھیں کہ پیداوار کیوں نہیں بڑھتی۔ جیسے انڈیا بجلی میں subsidy دے رہا ہے یعنی آپ مفت connection دیں۔ پری گل ہمیشہ کہتی ہے کہ بلوچستان کے زمینداروں کو subsidy دیں۔ وہ جو 1200 feet سے پانی نکالتے ہیں' بجلی کی

قیمت پہلے سے ہے ہی نہیں اگر ہے تو جناب آپ کے اس نظام میں جل جاتی ہے۔

یہ جو ہم مانگ رہے ہیں تو اس ملک کی ترقی کے لئے، پیداوار کو بڑھانے کے لئے مانگ رہے ہیں۔ یہ جو ہمارے قیمتی fruits ہیں، سیب، انگور اس کی ترقی کے لئے کچھ کریں، اس کی منڈی پیدا کریں۔ مشاہد صاحب نے اس کی recommendation بھی کی تھی کہ آپ اس طریقے سے انڈسٹری develop کریں تاکہ ہم اس کی packing and grading کے لئے انتظامات کر سکیں۔ جناب یہ ہماری suggestions ہیں، اس پر میں آپ کا مشکور ہوں لیکن میں ایک شعر ضرور پڑھوں گا۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: جی شعر ضرور پڑھیں۔

سینیٹر رضا محمد رضا: چونکہ آپ پشتو سمجھتے ہیں۔ حافظ عبدالغفور ایک ژوب کا سرائیکی تھا، اہل زبان نہیں تھا لیکن پشتو کا ایسا شاعر تھا کہ میں نہیں سمجھتا کہ کوئی اہل زبان اس کا مقابلہ کر سکتا ہوں۔ وہ کہتا تھا۔ (پشتو شعر)۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: اب اس کا ترجمہ بھی کر دیں کیونکہ سب سمجھے نہیں ہیں۔

سینیٹر رضا محمد رضا: اپنے لئے تمام نعمتوں کو جائز سمجھتا ہے کہ مجھے سب کچھ دے دو، لیکن کیا ایک غریب جوار کے لئے پیدا ہوا ہے، اس کا ایک بند یہ ہے۔ دوسرا یہ ہے کہ ہماری بہترین بچیاں پیٹ کا خرچہ برداشت کرنے کے لئے غربت کی وجہ سے منڈیوں میں آنے پر مجبور ہیں اور جو ہمارے بچے جوان ہیں وہ اپنے پیٹ کی آگ بجھانے کے لئے خرکار کے پاس چلے جاتے ہیں۔ یہ اس کا ترجمہ ہے۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: شکریہ رضا صاحب۔ شاید ایس۔ ایم ظفر صاحب تشریف نہیں رکھتے ہیں۔ سید جاوید علی شاہ صاحب، خالد رانجھا صاحب، انور بھنڈر صاحب اور ظفر اقبال صاحب بھی نہیں ہیں، so, due to their absence these names are dropped. اور یہاں سے سید محمد حسین صاحب تشریف نہیں رکھتے ہیں، حافظ رشید صاحب، اسمٰعیل بلیدی صاحب، صاحبزادہ خالد صاحب اور کوثر فردوس صاحبہ بھی نہیں ہیں۔ چلیں بعد میں دیکھتے ہیں فی الحال

بی بی یاسمین شاہ صاحبہ آپ due to absence they are dropped. اپنی please speech کریں۔

سینیٹر بی بی یاسمین شاہ، شکریہ، جناب چیئرمین! کہ آپ نے مجھے بولنے کا موقع دیا۔ سب سے پہلے میں اس ہاؤس اور اس Chair کو مبارکباد پیش کرتی ہوں کہ جس کی وجہ سے ہمیں اسٹیٹ بنک کی گورنر صاحبہ نے اتنی تفصیل سے briefing دی اور بہت سی چیزیں جن کا ہمیں علم نہیں تھا ان کا ہمیں علم ہوا اور اس سے ہمارے knowledge میں کافی بہتری آئی ہے۔

جناب! میں سمجھتی ہوں کہ یہ بہت اچھا اقدام ہے کہ کم سے کم بجٹ سے پانچ چھ مہینے پہلے ہمیں اپنی تجاویز پیش کرنے کا موقع ملا ہے اور اس کے ذریعے حکومت کے سامنے وہ چیزیں آ سکتی ہیں جو ان کے علم میں نہ ہوں۔ اس سے عام آدمی کی بہتری ہو سکتی ہے۔ دیکھنا یہ ہے کہ پچھلے سال کے بجٹ میں کئی خوبیاں تھیں اور کئی خامیاں تھیں، عام آدمی یا عوام کو کیا فوائد حاصل ہوئے اور کیا نقصانات ہوئے۔ جناب! میرے خیال میں صدر مشرف صاحب کی policy سے جو stability آئی ہے، وہ کسی سے ڈھکی چھپی نہیں ہے۔ مثال کے طور پر GDP کی growth جو 2.5% تھی، وہ تین سالوں میں بڑھ کر 7% تک آ گئی ہے اور انشاء اللہ اسی اقتصادی policies کی بنا برقرار بھی رہے گی۔ جناب! میں سمجھتی ہوں کہ ہماری اقتصادیات کے کچھ پہلو ہیں جن پر ہمیں زیادہ توجہ دینی چاہیے یا جن پر ہمیں زیادہ focus کرنا چاہیے۔ جناب! مثال کے طور پر میں سب سے پہلے زراعت کا ذکر کروں گی، ہمارے ملک کا 70% حصہ زراعت سے وابستہ ہے اور ان کا گزر بسر اسی پر ہے۔ جناب! زراعت میں جو ترقی کی رفتار ہے، وہ ہمارے potential سے بہت کم ہے، اس کی کئی وجوہات ہیں، جیساکہ agriculture research کی حالت ابھی تک بدتر ہے۔ مثلاً نئی variety نئے طریقۂ کاشت، پانی کی بچت، pesticide کا صحیح اور پوری مقدار میں استعمال نہ ہونا، agriculture grading کی بدستور کمی، agriculture marketing کا نہایت ناقص نظام اور نئی technology research کی farmers کو منتقلی کی مشکلات نے زراعت کا گلا گھونٹ رکھا ہے۔

جناب! جو دوسری چیز جس پر ہماری توجہ درکار ہے اور سب سے زیادہ ضروری ہے' وہ irrigation کے ذرائع کی کمی ہے۔ جنرل مشرف صاحب پوری کوشش کر رہے ہیں کہ ملک میں تین بڑے dams جس میں کالا باغ' بھاشا اور اکوڑی dams ہیں اور اس کے علاوہ درمیانے size کے dams اور چھوٹے dams کی تعمیر ہونا ہے۔ Flood irrigation کے بجائے sprinkler اور drip irrigation کا فروغ اور plantation کی بہتر distribution کے ذریعے ہو سکتی ہے۔ میرے خیال سے engineering اور construction industry کسی بھی ملک کی ترقی کے لئے لازم و ملزوم ہے۔ جناب! construction industry میں اب بھی بہت ساری institutional empowerment کی گنجائش ہے' حکومت اور financial institutions کو چاہیے کہ وہ اسی industry کو زیادہ سے زیادہ سہولیات فراہم کریں۔ میں سمجھتی ہوں کہ textile sector میں value added product پر زور دینے کی بھی ضرورت ہے۔ صدر صاحب کی direct intervention سے بڑے پیمانے پر پختہ کھالوں کی تعمیر کا کام شروع ہو چکا ہے اور ہو رہا ہے جس سے ہماری زراعت میں پانی کی کل مقدار میں 30% کی بچت اور پانی کی بڑھوتی ہوئی ہے۔ پاکستان کا 90% arid zone میں واقع ہے' اس لئے پانی کی ایک ایک بوند کی بچت ہماری پیداوار میں زبردست اضافہ کر سکتی ہے۔ ہمیں پانی کی قدر کرنی چاہیے۔ صدر صاحب کا vision ہے' اسی وجہ سے صدر صاحب چاہتے ہیں کہ dams بننے چاہییں تاکہ ہمارا پانی store ہو سکے جو ضائع ہو رہا ہے۔

جناب! پاکستان کا مجموعی طور پر جو saving rate ہے' وہ بہت کم ہے' کوئی بھی ملک low saving rate پر ترقی نہیں کر سکتا۔ ہم اگر اپنا موازنہ China یا South East Asian ممالک سے کریں یا India سے بھی کریں تو ہماری saving ratio ہمیں بہت بدترین صورت حال دکھاتی ہے یا پیش کرتی ہے۔ High sustainable growth کے لئے ضروری ہے کہ long term policies کی بنیاد پر ان issues پر توجہ دیں۔ جناب! میں سمجھتی ہوں کہ اس بجٹ میں ہمارے اس side اور اس side سے کافی بحث ہو چکی ہے اور کافی recommendations سامنے آئی ہیں۔ ابھی تھوڑی دیر پہلے یہ ذکر ہوا تھا کہ National Assembly کے ممبران چونکہ بجٹ پیش کرتے ہیں وہ سکون سے ہیں اور ہم لوگ اجلاس کر

رہے ہیں اور اس پر بحث کر رہے ہیں۔ میں یہ سمجھتی ہوں کہ یہ ہم دونوں Houses کی ذمہ داری ہے۔ پچھلی دفعہ بھی ہمارے سینیٹ سے جو recommendations گئیں تھیں وہ approve ہوئی تھیں اور ان پر کافی implementation بھی ہوئی تھی۔ تو یہ بات کرنا بہت غلط بات ہے کہ ہم اس پر بحث کر رہے ہیں اور اپنی تجاویز دے رہے ہیں اور اس ہاؤس سے نہیں ہو رہی ہیں تو یہ بہت غلط impression جاتا ہے۔ میرے خیال سے اس اقدام کو ہمیں بڑا appreciate کرنا چاہیے اور حکومت کا شکرگزار ہونا چاہیے کہ بجٹ سے پہلے یہ جو قدم ہم نے اٹھایا ہے یا حکومت نے جو قدم اٹھایا ہے میں سمجھتی ہوں کہ یہ حکومت کو credit جاتا ہے اور اس Chair کو بھی credit جاتا ہے، House کو بھی credit جاتا ہے کہ جس کے ذریعے ہماری بحث کا سلسلہ شروع ہوا ہے اور کافی سارے ایسے پہلو ہمارے سامنے آئے ہیں، کافی ساری ایسی باتیں ہمارے سامنے آئی ہیں جن کے ذریعے حکومت کو آئندہ بجٹ بنانے میں بہت سہولت ہوگی اور بہت ساری چیزوں کی عام آدمی تک سہولت جائے گی اور یہ چیزیں اس سلسلے میں بہت معاون ہوں گی۔ شکریہ۔

Mr. Presiding Officer: Thank you. Now, I will request Mr. Asif Jatoi to speak on the motion please.

سینیٹر محمد امین دادابھائی، جناب میں ایک بات کہنا چاہوں گا اگر آپ کی اجازت ہو۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر، جی جی بتائیں۔

سینیٹر محمد امین دادابھائی، اگر آپ اجازت دیں تو رضا صاحب نے ایک personal remarks دیا تھا تو میں just for light mood اتنا کہنا چاہوں گا لورالائی کے حوالے سے، جب یہ کہہ رہے تھے اور میرا حوالہ دیا تو میں رضا صاحب کو یہ بتاؤں کہ میں میمن ہوں، اگر یہ مجھے لے بھی گئے تو الٹا ان سے کچھ لے کر ہی واپس آؤں گا۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر، رضا صاحب! میرا خیال ہے کہ تھوڑی speeches نمٹا لیں پھر لے لیتے ہیں یہ۔ شکریہ۔ جی آصف صاحب۔

Senator Asif Jatoi: I have several recommendations that I like to made. Generally speaking, I would like give background on women recommendations that are coming from. My honourable colleague, Mr. Haroon spoke very well and basically the topic is the same and also my honourable colleague Mr. Dadabhoy has also spoken very well but I would like to point that government is, I think, busy enjoying the fruits of high foreign exchange reserves. They are enjoying the fruits of high FTI in the country which is supposed to be six billion dollars this year. The Government is enjoying the fruits; high foreign remittances which are also supposed to be six billion dollars this year and in all this I think they have forgotton about the basic industries in the country. We have three major industries over here in Pakistan which are basically cement, sugar and textile. Textile which gives you sixty plus percent of our foreign exchange reserves. These three industries are in serious crisis. Now, the reason I have to tell you is why are they in serious crisis. The cement industry after a long many years, I think ten plus years, finally they have got on on their feet. We in getting good prices for the raw materials and now the Government is requesting them to bring the prices down. The sugar industry also faces crisis because the government tells them at which rate they buy the raw materials and then it tells them at what price to sell their product. And in the textile industry, they are facing serious crisis because I was assuming so because there is a lot of expansion in the last couple of years. A lot of people have taken loans

out at low interest rate and then the interest rate has gone up.

Now, Mr. Chairman! I would like to say why these problems are sir, because there is no long term policy. One year you are importing sugar and in the next year you are exporting sugar. One year you are putting export ban and next year you are putting free export of sugar. Last year we were importing cement. I was shocked that in a cement producing country that we are importing cement. The Government does not give a clear short term or long term policy statement. It will encourage industries to come to Pakistan if you have a long term fixed policy, it does not change year to year. For example, in the cotton industry I want to tell you that there is a 2001 trade policy of free import and export but it is seen that in the beginning of this year cotton was trying to be imported at the Indian border Wahga but it was not allowed. If it can be imported from Karachi Port why can it not be imported from the Wahga border which is just a few kilometers away from here. The only persons to gain from this would be the transporters who take it to Bombay, ship it to Karachi and then they will have to bring it back to Lahore. It is useless expense with no reason. When the same thing can come from Karachi, why cannot it come from Wahga.

I would like to emphasize on the textile industry because it gives you 61% of the foreign exchange reserves. This is no joke. It contributes 9% of the GDP and it is paying you approximately 30% of your taxes. That is also no joke. If these three industries are not helped out what can happen is that your foreign exchange earnings are going to go down.

Although they will be compensated by the FDI and foreign remittances but do we want to neglect the industries in lieu of these new forms; the foreign exchange reserves, I think not. If we don't help the industries, we can start having a large scale unemployement and also these industries which are not doing very well are facing imminent risk of loan default which again can bring us in a new scenario. Other countries are giving all the industries help and support, they give them special long term loans at subsidized rates and they also have what we use to have in Pakistan DFIs. In Pakistan approximately 95% loans the DFIs have done best including NDFC and others which my colleague Nisar Memom has also said.

My basic recommendations I would say for this budget will be that the Government must decide what it wanted to do. Does it want to help the industries or it prefers to shut them all down and the Government must make a decision very fast. The textile industry, the sugar industry and the film industry are not being helped and not being given any clear policy or clear vision of the future, it would be nice of the Government to fix the policy so that there is no interference one year to the next. If there is going to be one policy, it should be fixed for the next five years with no interference, with no changes. If we want to have open trade then we should have free import and free export, not that one year you have a rebate on exports and the next year we have a rebate on imports. Another way to help stop these industries from suffering and to help the poor persons not to freeze their wages. Wages are now four

thousand rupees in Pakistan. Instead of increasing the wages which cause inflation why does not the Government help bring the price of the essential food items down. If tomatos, onions and other things can be imported from India and India is reducing our cheaper price why cannot we? Why are not our farmers competitive? The Government should give subsidy straight to the farmers so that he can bring his tomato, his onion, crop wise down so that the poor persons can afford them.

One must remember that the government is not in the business to do business because what it should do is to facilitate the business. On this I have one question on behalf of the textile mill owners that they have been waiting for the last six months, the honourable Minister for Finance is here, are they going to give a package to textile or not? They have been waiting and have been getting no response. You should tell them not to wait. Let the Government say we will not give any package and the textile mill owners can decide whether they want to shut down and move some where else or they would like to stay and remain in business. Thank you.

Mr. Presiding Officer: Now I will request Senator Semeen Siddiqui to speak on the motion please.

سینیٹر سیمیں یوسف صدیقی، شکریہ جناب چیئرمین۔ سب سے پہلے تو میں آپ کے توسط سے یہاں بیٹھے ہوئے سارے صحافی حضرات کو ان کے ساتھ سہیل قلندر کی بازیابی پر مبارکباد پیش کرنا چاہوں گی۔ اب میں اپنے موضوع کی طرف آتی ہوں۔ میں یہ کہوں گی' یہاں پر بہت تنقید ہوتی ہے ہماری حکومت پر اور اس کی پالیسیوں پر اور ہر چیز پر۔ being from

قائد اعظم کے بعد ہمیں صدر مشرف کی the treasury benches I would like to say صورت میں ایک vision رکھنے والی قیادت میسر آئی ہے اور ہم اس لحاظ سے بھی خوش قسمت ہیں کہ ہمارے وزیر اعظم ایک economist ہیں اور معاشیات کو سمجھتے ہیں۔ میں سمجھتی ہوں کہ ہم خوش قسمت ہیں کہ کافی عرصے بعد ہمیں ایسی قیادت ملی ہے۔ یہ ایک ایسی قیادت ہے کہ جس نے عورتوں کو empower کیا politically and economically دونوں طریقوں سے۔ اگر میں یہاں اپنے قائد چوہدری شجاعت کا ذکر نہیں کروں گی تو حق بجانب نہیں ہوں گی۔ انہوں نے بھی عورت کی protection Bill کا پیش کیا۔ ابھی حال ہی میں انہوں نے ایک Bill پیش کیا ہے۔ اس سے ان کا ایک تاثر ابھرتا ہے کہ وہ عورتوں کے محافظ ثابت ہوئے ہیں۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر، میرا خیال ہے کہ اس میں State Minister for Finance کا بھی ذکر ہونا چاہیے۔ ان کی بھی اس میں contribution ہے۔

سینیٹر سیمیں یوسف صدیقی، جی میں بات کر رہی ہوں۔ ہمارے سارے Ministers میں جوان خون ہے۔ ان کی نئی نئی سوچ ہے جس سے ظاہر ہے ضرور بہتری آئے گی۔ میرا خیال ہے کہ ہر حکومت کا کام ہوتا ہے کہ وہ بہتر، مستحکم معاشی معاشرہ قائم کرے اور عوام کو روزگار کے مواقع مہیا کرے اور لوگوں کا standard of living بڑھائے اور بہتر بنائے۔ اسی طرح حکومت آگے بڑھ رہی ہے اور یہ نہیں ہوتا ہے کہ اگر آج ہم کسی پودے کا بیج لگاتے ہیں تو اچانک ہی اس میں سے بڑا پودا نکل کے پھل دینا شروع نہیں کر دیتا بلکہ اس کو کچھ وقت لگتا ہے۔

حال میں صدر پاکستان نے اپنی تقریر میں ہمیں بتایا ہے کہ now we are giving nation, we are not the receiving nation anymore. اور میں سمجھتی ہوں کہ یہ ایک قابل ستائش بات ہے۔ میں اس پر حکومت کو اور صدر پاکستان کو مبارکباد پیش کرتی ہوں کہ آج ہم الحمدللہ اس position میں آ گئے ہیں کہ ہم لوگوں کی مدد کر سکتے ہیں۔ اس صورت حال سے international community میں پاکستان کا وقار بلند ہوا ہے، جو international rating agencies ہوتی ہیں انہوں نے ہمیں up grade کیا ہے۔ ہم B2 سے B1 میں آ گئے ہیں اور

یہ بہت خوش آئند بات ہے ۔ We are one of the faster growing economy of Asian region inspite of the earthquake, poor agriculture harvest and high prices. The number of people living there below poverty level has decreased from 34.46 and now it is 23.9. یہ بات ثابت کرتی ہے کہ ہمارا poverty level کم ہوا ہے ۔ It has decreased,everything does not turn out to be good overnight. It will *Insha Allah* improve over a period of time.

دوسری چیز یہ ہے کہ میں تھوڑا سا defend کرنا چاہوں گی اپنی حکومت کو کیونکہ میرا اس سے تعلق ہے۔ حکومت ملک میں انڈسٹریل اسٹیٹس قائم کر رہی ہے اور بہتری کی طرف گامزن ہے۔ foreign investors ہمارے ملک میں investment کرنے کے خواہاں ہیں اور انشاء اللہ foreign investment آئے گی۔ حکومت کو export بڑھانے کی طرف توجہ دینی چاہیے اور agro based industries کو بھی incentives دیئے جا رہے ہیں کہ وہ بڑھیں لیکن میں یہاں پر ایک تجویز دوں گی، جیسا کہ میں سندھ کی صورتحال آپ کو بتاؤں کہ وہاں پر بھوسہ export کرنا شروع کیا ہے جس کی وجہ سے ایک تو دودھ اور گوشت کی قیمتیں وہاں بڑھ گئی ہیں۔ اس سے پہلے کہ حکومت کسی چیز کی export کی اجازت دے وہ اس چیز پر غور کرے کہ اس چیز کی کمی ہمارے ملک میں پیدا نہ ہو۔ Naturally جب fodder مہنگا ہوگا تو دودھ والے اور local dairy farmers اس سے affect ہوں گے جبکہ دودھ اور گوشت کی قیمتیں بڑھیں گے۔ یہ تو ایک عام آدمی کے استعمال کی چیزیں ہیں۔ دودھ تو ایک غریب بھی اپنے بچے کو پلاتا ہے تو ہمیں ان چیزوں پر نظر رکھنی چاہیے۔ بعد میں کسی export کی یا جو بھی آپ کرنا چاہتے ہیں اس کی اجازت دینی چاہیے۔

Agriculture کے لئے میری یہ تجویز ہے کہ agricultural loans کا mark-up کم ہونا چاہیے because there is alway uncertainty in the agriculture sector. کبھی بارش کی problem ہے اور poor yield بھی ہو جاتی ہے تو farmer کے لئے difficulty پیدا ہو جاتی ہے۔ ہم agriculture کی طرف جا رہے ہیں اور ہم agriculture promote کرنا چاہتے ہیں اور ہم اس کی بات کرتے ہیں تو ہمیں چاہیے کہ agricultural

loans پر جو انحصار ہے اس کو کم کیا جائے۔ And I think the crops also should be
insured. Crops insuring بھی ہمیں یہاں پر introduce کروانی چاہیے۔ Tractors کی مد
میں، میں آپ کو عرض کروں کہ tractors should be broad based تاکہ، یہ میری
recommendations ہیں، they should be broad based تاکہ کم ٹیکس ادا کرنے پڑیں،
زیادہ لوگ taxation کے دائرے میں آئیں اور taxes کی percentage کم ہو۔

اسی لئے اس کو broad based ہونا چاہئے اور tax collection, tax reforms,
this is my personal view and I am against the tax refund جو ہم دیتے ہیں۔ جتنا
پیسہ ہم refund دینے میں، اس کی مد میں خرچ کرتے ہیں اس سے بہتر ہے کہ ہم وہی پیسہ
tax collection میں استعمال کریں اور tax collection کو effective بنایا جائے and duty
should be rationalized. There are certain duties but items تو بہت ہیں they
should be rationalized کہ کوئی بھی duty چوری نہ کرے اور اچھی طرح سے ادا کرے۔
جیسے اب computer کی price, ایک طرف تو ہم IT کی بات کرتے ہیں دوسری طرف
computer کی prices مارکیٹ میں زیادہ ہو گئی ہیں۔ آج کل ہر بچہ computer استعمال
کرتا ہے۔ میرا خیال ہے کہ اس کی duty کم کرنی چاہیے۔ اس پر duty لگا دی گئی ہے، پہلے
computer پر duty نہیں تھی۔

Power tariff, دنیا بھر میں یہ ہوتا ہے کہ جتنی آپ زیادہ بجلی خرچ کرتے ہیں
اتنی آپ کی per unit cost کم ہوتی جاتی ہے لیکن پاکستان میں" I think it is reverse کہ
جو زیادہ بجلی استعمال کرتا ہے تو وہ زیادہ tariff دیتا ہے۔ اس طرح سے industries کو نقصان
پہنچتا ہے۔ ظاہر ہے وہ اتنا cope up نہیں کر سکتی۔ ایک طرف taxation ہے دوسری طرف
power break down ہے، تیسری طرف power rates اتنے high ہیں۔ اگر آپ نے کسی
چیز کو promote کرنا ہے تو اس کو آپ کو incentives دینے ہوں گے۔ اس کا power
tariff کم کرنا ہو گا تو حکومت اس طرف بھی دھیان دے اور کل میری بہن رزینہ عالم نے
راشن کارڈ کی یہاں پر ایک بات کی تھی and I totally agree with her کہ عوام کو راشن کارڈ
کے ذریعے راشن ملنا چاہیے تاکہ اس کے subsidized rates ہوں۔ ظاہر ہے غریب آدمی ہی

راشن کارڈ بنواتا ہے تو اس سے ایک عام آدمی کو ہی فائدہ پہنچے گا۔ Data آپ کے پاس ہے۔ آج کل NADRA کے through you can get the data ایسی کوئی مشکل اس میں مجھے نظر نہیں آتی۔

Senior citizens کے لئے بھی زیادہ مراعات ہونی چاہییں جو ابھی تک ہم نہیں دے پائے ان کو۔ جب senior citizens ریٹائر ہوتے ہیں تو naturally ان کے بہت سارے ایسے بھی cases ہیں جن کی اولاد ان کو نہیں پوچھتی، باہر چلی گئی ہے and they have only one shelter and that is their home اور ان کے meagre resources ہوتے ہیں یا ان کی ریٹائرمنٹ کے بعد اتنی پینشن نہیں ہوتی کہ اس میں سے وہ property tax بھی دیں، water tax بھی دیں تو اس میں ان کو کچھ reduction دینی چاہیے یا 50% اس میں ان کو concession دیا جائے taxes کی مد میں۔ I am talking about senior citizens اور کمیلی صاحب کی بات بالکل صحیح ہے کہ ان کو PIA اتنا consider نہیں کرتا۔

جناب پریذائیڈ نگ آفیسر، اس کو wind up کریں۔

سینیٹر سیمیں یوسف صدیقی، میری یہی گزارشات تھیں، اس کے ساتھ ہی میں آپ کا شکریہ ادا کرتی ہوں کہ آپ نے مجھے موقع دیا اور میں نے اپنے خیالات کا اظہار کیا۔ بہت شکریہ۔

جناب پریذائیڈ نگ آفیسر، Thank you. سردار محمد جمال خان لغاری please.

سینیٹر سردار محمد جمال خان لغاری، بسم اللہ الرحمٰن الرحیم، جناب آفریدی! صاحب آپ کو مبارکباد پیش کرتا ہوں کہ آج آپ نے ہاؤس کو چیئر کیا میری موجودگی میں۔

Mr. Presiding Officer: Thank you.

سینیٹر سردار محمد جمال خان لغاری، آج مجھے اللہ تعالیٰ نے سعادت نصیب کی کہ مغرب کی نماز سے پہلے جتنی بھی تجاویز میری ہیں انشاء اللہ کوشش کروں گا کہ ان کو آپ کے سامنے پیش کروں۔

جناب پریذائیڈ نگ آفیسر، مبارک ٹائم ہے شاید قبول ہو جائیں آپ کی تجاویز۔

سینیٹر سردار محمد جمال خان لغاری، آئین۔ جناب! ابھی میرے کچھ فاضل اراکین نے بات کی ہے کچھ خاندانوں کے پاس جن کو انہوں نے جاگیر کے نام سے brand کیا اور شاید اشارتاً میری طرف ان کا اشارہ تھا کہ کہ کوئی ایک ضلع ناظم ہوتا ہے اور اب سینیٹ میں ہیں۔ میں گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ پاکستان اس وقت اگر کسی چیز کا متحمل ہے، ہماری معیشت اور اقتصادیات land reforms کی متحمل ہرگز نہیں ہیں اور agricultural reforms کی ضرورت متحمل ہے۔ Agriculture جو %70 پاکستان کی معیشت کا contributing sector ہے اس کے اندر کئی اصلاحات کی اس وقت بھی ضرورت ہے۔ ہمارے honourable Minister of State for Finance نے پچھلے سال جو اپنی budget speech کی تھی اس کے اندر ایک significant portion allocate کیا گیا تھا پاکستان کے آبی ذخائر کو مدنظر رکھتے ہوئے کہ drip irrigation کا concept لایا جائے۔ میں نے اس وقت بھی بھرپور اپنی بجٹ تقریر کے اندر اس کی تائید کی تھی، توثیق کی تھی اور برملا اسی floor of the House پر کہا تھا کہ اگر اس کو صحیح طور پر آپ عام farmer جو ہمارے کاشتکار بھائی ہیں ان تک رسائی ممکن کرا پاتے ہیں تو الحمد للہ جیسے ہمارے honourable colleague سینیٹر بی بی یاسمین صاحبہ نے فرمایا کہ 90% Pakistan dry arid zone کے اندر آتا ہے اور وہاں پر آپ کو drip irrigation اور sprinkle irrigation جیسی سہولیات متعارف کرانے کی ضرورت ہے۔ میں اپنے honourable Finance Minister صاحب کی توجہ آپ کے august ایوان میں اپنی طرف مبذول کرانے کی استدعا چاہوں گا کہ بجٹ ایک بہت ذمہ دارانہ دستاویز ہے اور جب ہم اس floor of the House کے اوپر اور اس قوم کے سامنے ایک بجٹ پیش کرتے ہیں تو وہ حکومت وقت کا نہ صرف economic charter ہوتا ہے بلکہ وہ آئندہ آنے والے سال کے لیے جو ہماری ever so crucial economy ہے اس کا ایک political road map بھی ہوتا ہے۔ اس میں آپ کی حکومت کی جو performance ہے اس کو gauge کیا جاتا ہے اور وہ جو غربت اور مفلسی دعویٰ حکومتی شخص ایوان میں کرتا ہے، دیکھنا یہ ہوتا ہے کہ اس کے اوپر عمل پذیرائی کتنی ہوئی اس آئندہ ایک سال میں۔ Budget means, a budget for one

fiscal year. It does not mean a five years plan or initiation of that five years plan. Drip irrigation کے اندر کئی بلین آف روپے مختص کیے گئے لیکن اگر آج اس بہترین انقلابی پروگرام کی طرف دیکھیں جو زرعی انقلاب لانے کے نزدیک ایک اہم سنگ میل کی حیثیت رکھتا تھا، بدقسمتی سے عملاً اس پر کوئی کام نہیں ہوا۔ گزارش یہی ہے کہ جو بھی بجٹ پیش کیا جاتا ہے اس کے اندر جو بھی ہم spell out اپنا economic charter کرتے ہیں اس کے اوپر عمل پذیرائی بھی ممکن بنائی جانی چاہیے اور یہ حکومت کا فرض ہے اور انشاء اللہ یہ آج سیشن جو arrange کیا گیا تھا اس کا بھی یہی مقصد تھا کہ جو بھی تجاویز ہیں وہ ابھی سے آئیں تاکہ جس وقت بجٹ کی actual formation ہو رہی ہے اور اس کا فریم ورک اور ڈھانچہ بنایا جائے تو اس کو مدنظر رکھا جائے۔

نمبر۲۔ رودکوہیوں کا نظام ہمارے ملک میں چاہے وہ بلوچستان ہو، پنجاب کے دور افتادہ ایسے اضلاع جس کے اندر ڈیرہ غازی خان اور راجن پور، صوبہ سرحد کے کچھ اضلاع اور سندھ کے کچھ اضلاع جہاں پر mountain range ہے وہاں سے رودکوہیوں کا سلسلہ آتا ہے اور یہ پہاڑی نالے ہوتے ہیں۔ جناب چیئرمین صاحب! یہ water تیز رفتاری سے جب بارش ہوتی ہے اور علاقہ جات میں پانی لے کر آتی ہے اور وہ سارے کا سارا پانی ضائع ہو جاتا ہے اور دریاؤں میں چلا جاتا ہے۔۸۰ لاکھ ایکڑ بنجر لیکن زرخیز زمین ایسی ہے جو صحیح منصوبہ بندی کے ساتھ اگر ان تیز رودکوہیوں کے اوپر different dispersal structures بنائے جائیں تو وہ بنجر اور زرخیز زمین زیر کاشت آ سکتی ہے اور اس ایک پانی کی flooding سے وہ تمام کی تمام ایک ایک فصل جس میں کینولا ہے اور different crops ہیں وہ mature ہو سکتی ہیں اور پاکستان کے زرمبادلہ میں خاطرخواہ نہ صرف اضافہ ہو سکتا ہے بلکہ وہ غریب اور illiterate عوام جو تعلیم یافتہ نہیں ہیں، جن کو روزگار کے مواقع میسر نہیں ہیں، ان تمام کی automatic ایک روزگار کی generation بھی ممکن کی جا سکتی ہے۔حضور انور! اب میں commercial banks کی طرف آؤں گا۔ سٹیٹ بینک کی گورنر ڈاکٹر شمشاد صاحبہ نے یہ بتایا کہ banking sector کی طرف سے 52 per cent of GDP کی contribution ہے - Commercial banks profit بنانے کے لیے معرض وجود میں آتے ہیں لیکن اس profit بنانے کے مقصد کے اندر ان کو

چھوٹے deposit holders کو بھی مدنظر رکھنا چاہیے جو commercial banks کے بہت broad based ہوتے ہیں۔ اس وقت بدقسمتی سے پاکستان کے اندر lending rates جو آپ کو investment کے لیے میسر ہوتے ہیں وہ بہت high ہیں اور جو آپ کے deposit rates ہیں، ایک چھوٹے deposit holder کو اس کے deposit پر جو return مل رہا ہے وہ اتنا کم ہے اور اس میں اتنی زیادہ disparity ہے کہ اس میں بنکوں کو تو زبردست فائدہ ہو رہا ہے۔ وہ تو contribute کر رہے ہیں لیکن جو cost of investments ہیں because of the high lending rates, they have become so high that it is not feasible for most of businesses even to get through the feasibility stage and get approval by those commercial banks. Similarly the small deposit holders are suffering. وہ اپنے گھروں میں پیسہ نہیں رکھ سکتے، بدامنی بھی بہت زیادہ ہے ۔ میں یہ بات floor of the House پر کہوں گا بے شک میں Treasury Benches سے ہوں لیکن آج کل آپ حالات دیکھ رہے ہیں، کل ہماری ایک معزز وزیر صاحبہ جو پنجاب سے تعلق رکھتی تھیں وہ بھی کسی مخبوط الحواس شخص کے ہاتھوں قتل ہوئیں ۔ اس طرح کے مختلف حالات دیکھنے میں آ رہے ہیں ۔ This does not augur well for the Government at all. جناب والا! میری یہی معارشات تھیں چونکہ مجھے حکم دیا گیا تھا کہ نماز مغرب سے پہلے آپ نے wind up کرنا ہے تو میں انہی الفاظ کے ساتھ آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر، شکریہ، مسٹر امجد عباس چونکہ نماز مغرب کے بعد بولنا چاہیں گے

So, I think we will now adjourn the House for *Maghrib* prayers and we will resume at 6.30 p.m. Thank you.

(The House was then adjourned for Maghreb prayers to meet again at 6.30p.m.)

(وقفہ نماز مغرب کے بعد اجلاس کی کارروائی دوبارہ جناب پریذائیڈنگ آفیسر چوہدری محمد انور بھنڈر کی زیر صدارت شروع ہوئی)

جناب پریذائیڈنگ آفیسر، محترم چوہدری محمد انور بھنڈر صاحب۔

سینیٹر چوہدری محمد انور بھنڈر، جناب چیئرمین! میں آپ کا مشکور ہوں کہ آپ نے مجھے اس اہم موضوع پر بات کرنے کا موقع عطا فرمایا۔ سب سے پہلے میں شکرگزار ہوں Leader of the House کا' میں شکر گزار ہوں Leader of the Opposition کا اور میں شکر گزار ہوں سارے House کا کہ جنہوں نے اس بات سے اتفاق کرتے ہوئے اس pre-budget session کا انعقاد کروایا۔ در اصل میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ صرف انعقاد ہی نہیں' یہ صرف حکومت کے لئے ہی مفید نہیں ہوگا بلکہ یہ ایک بڑی اچھی پارلیمانی روایت ہے اور ایسی روایات کو ہمیں زندہ بھی رکھنا چاہیے اور ہمیں اس قسم کی نئی روایات بنانی بھی چاہئیں تاکہ آنے والے وقتوں میں ایسی روایات پنپ سکیں اور ایسی روایات کی وجہ سے اسمبلیاں اور سینیٹ زیادہ موثر اور فعال کردار ادا کر سکیں۔

جناب والا! صرف یہ کافی نہیں ہے کہ ہم اس ایوان میں pre-budget کر لیں لیکن pre-budget میں جو تجاویز آئیں گی میں یہ سمجھتا ہوں کہ وہ حکومت کے لئے مد و معاون ثابت ہوں گی بلکہ اس سے بھی ہمیں آگے جانا چاہیے اور میں تو یہ تجویز کروں گا کہ صرف اس پر اکتفا نہیں کہ ہم اس ایوان میں pre-budget session کر لیں۔ ٹھیک ہے اس کے بعد بجٹ آئے گا۔ بجٹ میں تجاویز آئیں گی۔ ہمارے پاس آئے گا۔ ہم ان میں suggestion دیں گے۔ صرف suggestion بھی دے دینا' میں سمجھتا ہوں کہ اتنا مؤثر اور effective نہیں ہے بلکہ ان تجاویز سے بڑھ کر کچھ اور اختیارات بھی آئین میں اس House کو دیے جانے چاہییں کیونکہ اس House سے ہمیشہ بڑی اچھی contribution ہوتی ہے۔ بڑے talented آدمی یہاں موجود ہیں۔ پارٹیوں کے نامزد لوگ یہاں موجود ہیں۔ اس لحاظ سے میں سمجھتا ہوں کہ اگر اس ایوان کو زیادہ مؤثر اور فعال بنایا جائے اور اس ایوان کو زیادہ اختیارات بجٹ کے متعلق

دیے جائیں تو میں سمجھتا ہوں کہ وہ مناسب ہو گا۔

اس کے علاوہ یہ بھی میں تجویز پیش کرنا چاہتا ہوں کہ جہاں تک National Assembly کا تعلق ہے ان کا زیادہ بجٹ کے ساتھ تعلق ہے، لیکن جب بجٹ بن کر آ جاتا ہے اور بجٹ بن کر ایوان کے سامنے پیش ہوتا ہے، خواہ National Assembly ہو، یہاں تو غیر محدود سے اختیارات ہیں لیکن جہاں National Assembly کے وسیع اختیارات ہیں وہاں بھی صرف بحث ہی بحث ہوتی ہے۔ ان کا دخل اور عمل عملی طور پر بہت کم ہوتا ہے۔ اس کو بڑھانے کے لئے اور اس عمل کو زیادہ کرنے کے لئے میں یہ سمجھتا ہوں کہ ہر Ministry کا بجٹ respective committee کو جانا چاہیے۔ اس respective committee کو وہ بجٹ examine کرنا چاہیے، examine کرکے اپنی proposals دینی چاہئیں اور proposals جب House میں آ جائیں تو ان proposals پر بحث ہونی چاہیے اور پھر یہ نہ سمجھا جائے کہ اگر بجٹ کی کسی مد میں کمی ہو گئی ہے، کسی مد میں زیادتی ہو گئی ہے تو essential motion تصور کر لیا جائے۔ یہ پرانے تصورات تھے کہ وہ essential motion بن جاتی ہے اور Government fall کر جائے گی۔ میں سمجھتا ہوں کہ کسی وقت بھی کوئی عقل کل نہیں ہے Ministry یا گورنمنٹ کی طرف سے بڑے بڑے لائق اور بڑے بڑے فائق انسان موجود ہیں لیکن کوئی عقل کل نہیں ہے اور جو ان کا بجٹ بنایا ہوا ہو اس میں اگر ہاؤس ترمیم کرتا ہے، نیشنل اسمبلی ترمیم کرتی ہے، Parliamentaries Committees اگر تجاویز پیش کرتی ہیں اور ان کے تحت کوئی ترمیم ہوتی ہے تو میرا خیال ہے اس میں کوئی حرج نہیں ہے اور اگر بجائے اس بات کہ ہم یہی کہیں کہ بحث تو کر لی اس کے بعد جو بجٹ آیا اس پر انگوٹھا لگا دیا اور انگوٹھا لگانے کے بعد وہ بجٹ پاس ہو گیا۔ اس میں آنا ادھر سے ادھر نہیں ہو سکتا، کیوں نہیں ہو سکتا۔ جب ملک کے لئے، لوگوں کے لئے قوانین بنائے جا سکتے ہیں۔ تعزیری قوانین بنائے جا سکتے ہیں۔ ہر چیز قانون کے ذریعے سے رائج ہوتی ہے تو میں نہیں سمجھتا کہ اس میں ترمیم کے اختیارات جو ہیں کیوں نہ ہونے چاہئیں اور کیوں ان کو ایک پرانی روایت کے مطابق ایک سمجھا جانا چاہیے کہ یہ motion جو ہے یہ sanctioned motion تصور ہو گی۔

اس کے بعد جناب! کیونکہ مجھے احساس ہے کہ time limited ہے لیکن میں مختصر طور

پر' میں یہ سمجھتا ہوں کہ ایک ہی اگر موضوع پر بحث کریں تو دس منٹ جو مقررہ ہے وہ تو سارا کا سارا گزر جائے گا اس لئے میں briefly اپنی تجاویز یا اپنے points عرض کروں گا۔

دوسری بات میں یہ کرنا چاہتا ہوں کہ Finance Bill کے ساتھ جتنے بھی قوانین آتے ہیں ۔بہت سے قوانین میں ترمیم کر دی جاتی ہے۔15 ,14 ,12 ,10 قوانین تبدیل کر دیئے جاتے ہیں۔یہ تصور نہیں ہے Finance Bill 'Finance Bill کا تصور یہ ہے کہ جہاں آپ کوئی tax یا کوئی duty regulate کرنا چاہتے ہیں اس کو اس کے ساتھ کیجیئے۔ Procedural معاملے جو ہیں ان کو نہ لائیے۔جو وہ معاملات ہیں جن کے ساتھ آپ کو money کا تعلق نہیں ہے ان کو اس میں شامل نہ کیجیے۔ اختیارات زیادہ نہ لیجیے۔ اختیارات کے ذریعے سے money bill کی disguise لے کر اس کو اپنے اختیارات میں نہ لیجیے۔

اس کے علاوہ دوسری تجویز یہ عرض کروں گا کہ بہت سے معاملات اس Finance Bill کے پاس ہونے کے بعد SROs جاری ہو جاتے ہیں اور بہت سارا معاملہ SROs کے ذریعے کیا جاتا ہے اور وہ SROs بہت سے لوگوں کو، عوام کو پتا نہیں ہوتا۔ وہ SROs کے ذریعے نہیں ہونا چاہیے بلکہ وہ Bill کے مطابق regulate ہونا چاہیے۔ یہ اختیارات کم سے کم ہوں، کوئی SRO نیشنل اسمبلی میں پیش نہیں ہوتا، کوئی SRO یہاں سینیٹ میں آپ کے سامنے پیش نہیں ہوتا اور تمام governance SROs کے تحت ہوتی ہے۔ SROs کی اول تو گنجائش ہی نہیں ہونی چاہیئے کہ محکمہ اپنے طور پر یہ جاری کر سکے لیکن اگر جاری بھی کرنا ہے تو بہت محدود اور پھر جاری بھی کرنا ہے تو ان کو بھی approval لینی چاہیے، ہاؤس کی، نیشنل اسمبلی کی، اگر وہاں ہی کافی ہے یہاں نہیں آنا تو کم از کم نیشنل اسمبلی میں اور یہاں تمام SROs پیش کئے جائیں تا کہ ان کی scrutiny بھی کی جا سکے۔

جناب والا! اس کے بعد میں اس ہاؤس کی توجہ اس طرف مبذول کرانا چاہتا ہوں کہ اگر آپ اس economic survey کو دیکھیں تو ہمارے بجٹ جو ہیں کافی سالوں سے deficit budget چل رہے ہیں۔ 1997, 1998, 1999, 2001, 2002, 2003, 2004, 2005 and 2006 کو لے لیجیے۔ سب deficit budget جا رہے ہیں۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ deficit budget ہوتے ہیں لیکن جناب! کیا کوشش نہیں کرنی چاہیے کہ کبھی وہ سال بھی آ جائے کہ

ہمارا بجٹ surplus budget ہو اور ہم بھی کہہ سکیں کہ ہمارا بجٹ surplus ہے۔ ہمیں constraints نہ ہوں۔ ہمیں قرضے لینے نہ پڑیں۔ ہمیں یہ کوشش کرنی چاہیے کہ ہمارے جو deficit budget ہیں وہ surplus میں تبدیل ہوں کیونکہ ہر سال deficit budget کرتے جائیں گے تو کب تک ہم جائیں گے۔ دو سال یا تین سال چلیے آ جائیں کوئی بات نہیں لیکن یہ ہے کہ مسلسل ہمارے بجٹ deficit میں جا رہے ہیں اس لئے ہمیں یہ کوشش کرنی چاہیے کہ ہمارے بجٹ deficit کی بجائے surplus میں تبدیل ہوں تاکہ ہمیں بھی کچھ تھوڑا سا سانس ملے۔ ہمیں بھی تھوڑا سا اس سال کم از کم قرضہ زیادہ لینے کی ضرورت محسوس نہ ہو۔ اس لئے میں یہ استدعا کروں گا اور تجویز کروں گا کہ کوشش یہ کیجیے کہ اگلا بجٹ ہمارا surplus کا بجٹ ہو۔

جناب! اس کے بعد چونکہ وقت کی کمی ہے میں trade balance کے متعلق عرض کروں گا کہ جہاں تک ہمارا trade balance ہے اس کا مقابلہ کیجیے economic survey میں جو figures دیے ہوئے ہیں، میرا خیال ہے کوئی بھی سال ایسا نہیں ہے۔ دس اور پندرہ سال کے figures میرے پاس موجود ہیں۔ figures اس لیے quote نہیں کرتا کہ اس میں وقت لگے گا لیکن دس پندرہ سال سے ہمارا جو trade balance ہے وہ negative جا رہا ہے، ہماری imports زیادہ ہیں اور ہماری exports کم ہیں اور 1995-96 میں minus 3704 تھا اگلے سال 96-97 ، میں minus 3145 تھا۔ میں یہ بلین میں عرض کر رہا ہوں ۔1997-98 ، میں minus 1867 تھا پھر یہ اگلے سال minus 2085 پھر minus 1412 پھر minus 1269 پھر minus 2904 پھر 4441028 پھر 2004-2005 ، میں minus 4352 پھر minus 6104 پچھلے سال کی۔ جناب! اب یہ بات ہے کہ اسی طرح سے ہماری imports بڑھتی جائیں گی اور exports کم ہوتی جائیں گی، تو ایک argument یہ دیا جاتا ہے کہ جی foreign investment آ رہی ہے اور ہم اس کو welcome کرتے ہیں کہ foreign investment آ رہی ہے ۔ جناب والا! foreign investment آ نہیں رہی بلکہ ہمارا زرمبادلہ جا رہا ہے اور ہمارا زرمبادلہ اگر باہر جا رہا ہے تو یہ کیسا better trade balance ہے ۔ اس trade balance پر ہمیں اس خوش فہمی میں نہیں رہنا چاہیے کہ ہمارے trade balance میں foreign investment آ رہی ہے۔ ہمیں اس پر

خوش نہیں ہونا چاہیے۔ اس کو کبھی تو ٹھیک کریں۔ کوئی سال تو ایسا لائیں کہ جس میں trade balance ٹھیک ہو اور ہمارا trade balance ٹھیک ہونا چاہیے۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر، گورنمنٹ کا view یہی ہے کہ import sector میں سب سے زیادہ انڈسٹریل مشینری آ رہی ہے۔ this is the true picture and then import میں کوئی اعتراض نہیں ہونا چاہیے، اگر مشینری آ رہی ہے۔

سینیٹر چوہدری محمد انور بھنڈر، جناب والا! میں نے تو بارہ سال آپ کے سامنے رکھے ہیں۔ بارہ سال میں تو مشینری نہیں آ رہی۔ بارہ سال کے فگرز میں نے آپ کے سامنے رکھے ہیں کہ آپ کا balance of trade deficit جا رہا ہے۔ بارہ سال سے آپ کی مشینری آ رہی ہے تو بارہ سال میں پاکستان کی جو انڈسٹریل growth ہے وہ کہیں سے کہیں جا پہنچتی۔ انڈسٹریاں بند تو نہ ہوتیں۔ یہ انڈسٹریاں دو ایک سال میں لگی ہوں گی، آئی ہوں گی لیکن consistently جو بات آ رہی ہے اس بات پر توجہ ہونی چاہیے اور اس balance of trade کو بجٹ کے اس لحاظ سے شاید یہ کہیں کہ یہ تو کامرس والوں کا کام ہے لیکن ultimately آپ کا سارا بجٹ آپ کے balance of trade پر depend کرتا ہے۔ اس balance of trade کو improve کرنا ہمارا فرض ہے اور میں یہ سمجھتا ہوں کہ ہمیں اس کو improve کرنا ہوگا اور پھر جناب! یہ exports جو ہیں foreign debt پر آ جاتا ہوں next point پر، اس لیے کہ میں محسوس کر رہا ہوں کہ جناب کا خیال ہے کہ میرا time ختم ہو گیا ہے لیکن ---

جناب پریذائیڈنگ آفیسر، نہیں، نہیں، still آپ کا time ہے۔ آپ جاری رکھیئے۔

سینیٹر چوہدری محمد انور بھنڈر، جی جناب! foreign debt, ہمارے سارے foreign debt کے متعلق اب یہ صورت حال ہے and that goes to the credit of this Government کہ اس کو کم کیا گیا ہے۔ پچھلے سالوں میں نہیں ہوا تھا۔ دو ارب کم کیا گیا ہے لیکن جناب والا! اب بھی ہم لوگ 31 ارب ڈالر کے مقروض ہیں اور اگر ہم اتنے زیادہ

مقروض ہیں تو کیا وہ دن ہماری زندگی میں آئے گا کہ ہم اس کو liquidate کرسکیں، کیا ہم وہ دن دیکھ سکیں گے کہ ہم بھی یہ کہہ سکیں کہ ہم ایک مقروض ملک کے باشندے نہیں ہیں۔ کیا ہم بھی یہ کہہ سکیں گے کہ ہم economically self-sufficient ہیں، کیا ہم بھی یہ کہہ سکیں گے کہ ہم لوگوں کی terms پر dictate ہوتے ہوئے قرضے نہیں لیتے۔اس وقت foreign debt سے نجات حاصل کرنے کے لیے ایک consistent اور ایک definite پالیسی adopt کرنی ہوگی ۔ ممکن ہے کہ مجھے علم نہ ہو لیکن ہمارے بجٹ میں consistent پالیسی کوئی نہیں ہے کہ ہر سال ہم نے کتنا debt pay off کر نا ہے۔جناب! میں خوش ہوں گا کہ اگلے بجٹ میں جناب فاضل وزیر خزانہ یہ ایک پروگرام دیں کہ پانچ سال کے بعد، چھ سال کے بعد، دس سال کے بعد ملک قرضوں سے آزاد ہوجائے گا اور ایک phased programme دیں کہ ہم قرضے سے کس طرح نجات حاصل کریں گے بلکہ میں تو یہ چاہتا ہوں کہ ہر سال بجٹ میں ایک amount ہونی چاہیے جس طرح آپ تمام amounts calculate کرتے ہیں، تمام وزارتوں کو grants دیتے ہیں، آپ یہ بھی specify کیجیے ، قومی اسمبلی کے پاس لے جائیے ، سینیٹ میں یہ بات کہیے کہ اگلے سال ہم اتنا قرضہ ادا کریں گے۔

جناب والا ! اس میں کوئی شک نہیں کہ نجکاری ہو رہی ہے لیکن نجکاری کا روپیہ liquidation of debts پر نہیں جا رہا۔ مقصد یہ تھا، پالیسی یہ تھی اور یہی خیال تھا کہ نجکاری اس لیے ہو رہی ہے کہ اس سے جو رقم آئے گی اس سے ہم foreign debts liquidate کریں گے لیکن foreign debts liquidate نہیں ہو رہے ۔ آپ کا تمام روپیہ جو نجکاری سے آتا ہے وہ پچھلے سالوں میں development پر خرچ ہوتا رہا ، دوسری جگہوں پر بھی خرچ ہوتا رہا لیکن liquidation of foreign debts پر نہیں جاتا رہا ۔ Liquidation of foreign debts پر hundred per cent نجکاری کا روپیہ خرچ ہونا چاہیے اور اس کے علاوہ بھی کوشش کیجیے کہ اپنے بجٹ میں ایک phased programme آئےاور یہ دیکھا جائے کہ ہم نے جو limits رکھی تھیں کیا ہم نے وہ پوری کی ہیں، کیا ہم نے اتنا debt liquidate کیا ہے اور اس کے متعلق definitely یہ پالیسی آنی چاہیے۔بجٹ میں یہ targets آنے چاہییں۔

جناب والا agriculture کے متعلق عرض کروں گا کہ agriculture کی جو

صورتحال ہے ، آپ کی معیشت کبھی ترقی نہیں کر سکتی ، آپ liquidation of debts کا تصور نہیں کر سکتے ، آپ economic growth کا تصور نہیں کر سکتے جب تک آپ اپنی agriculture کو boost up نہیں کریں گے۔ Agriculture کی boost up کے لیے ہم نے agriculture کی پوری وزارت یہاں فیڈریشن میں رکھی ہوئی ہے لیکن practically field میں سارا کام صوبائی حکومتیں کرتی ہیں' اس صورت حال میں فیڈریشن میں agriculture research کوئی نہیں ہے۔ ہماری per acre yield بہت سے ممالک سے بہت کم ہے اور اس پر ہم کوئی رشک نہیں کر سکتے کہ ہم نے per acre yield بڑھائی یا ہم نے بہت سے رقبے آباد کر لیے۔ جناب والا! ہمارا 98-1997 cropped area میں 2304 تھا لیکن آج 2006-2005 میں 2251 ہے۔ ہم نے cropped area کو نہیں بڑھایا' ہم نے per acre yield کو نہیں بڑھایا۔ ہم نے اپنی rersearch کو آگے نہیں بڑھایا۔ جناب والا! اگر یہ چیزیں نہیں ہیں تو باقی جہاں تک گندم کے پیدا ہونے کا تعلق ہے یا چاول کے پیدا ہونے کا تعلق ہے وہ تو ہر ایک صوبہ اپنا اپنا دیکھ رہا ہے اس لیے اگلے بجٹ میں یہ توقع کروں گا کہ agriculture research کے متعلق خاص طور پر زیادہ توجہ دی جانی چاہیئے ' اس کے لیے زیادہ فنڈز مختص ہونے چاہییں ۔ فیڈرل گورنمنٹ کو یہ کوشش کرنی چاہیے کہ ہم زیادہ سے زیادہ research سے نئی varieties لا سکیں۔ زیادہ پیداوار لے سکیں۔ جناب والا! میں یہ سمجھتا ہوں کہ ہمیں تو شرم محسوس ہوتی ہےجب میں پنجاب کا ہوتے ہوئے مشرقی پنجاب کی پیداوار کو اپنے مغربی پنجاب کی پیداوار سے مقابلہ کرتا ہوں' جب وہاں کی growth کا مقابلہ کرتا ہوں تو میں یہ دیکھ کر حیران ہوتا ہوں ' جناب والا! مجھے یہ کہنے میں کوئی ہچکچاہٹ نہیں ہے کہ ہمارا کاشت کار بھی اتنا ہی محنتی ہے جتنا کہ مشرقی پنجاب کا ہے لیکن یہاں incentive نہیں ہیں ۔ یہاں زراعت کو بجلی مفت نہیں ملتی' ان کو بجلی مفت ملتی ہے ۔ یہاں insecticide مہنگا ہے' یہاں ملاوٹ کے ساتھ ملتا ہے---

جناب پریذائیڈنگ آفیسر: بہت شکریہ۔

سینیٹر چوہدری محمد انور بھنڈر: جناب والا! میں آپ کا شکرگزار ہوں گا مجھے دو منٹ اور دے دیں اس لیے کہ میں تو اس قرارداد کا mover ہوں۔ اس لیے گزارش کروں گا کہ

points ہی عرض کر رہا ہوں ورگرنہ اگر زراعت پر بات کریں تو اس پر سارا دن بات ہوسکتی ہے لیکن میں صرف points دے رہا ہوں' آپ کا وقت ضائع نہیں کر رہا تو cropped area بھی ہمارا کم ہے' improved seeds بھی ہمارے کم' بجلی بھی ہمارے لیے اتنی مہنگی اور ہم comparison ان لوگوں سے کرتے ہیں' اس کے لیے خدا را اگلے بجٹ میں incentives دیجئے ۔ اگر آپ زراعت کو incentives نہیں دیں گے' اس کو boost up نہیں کریں گے تو نہ آپ کا foreign exchange آئے گا۔ نہ آپ کا rice foreign exchange لائے گا' نہ آپ کی کاٹن foreign exchange لائے گی۔ کاٹن کی پیداوار میں بھی کمی ہوئی ہے۔

جناب والا! میں یہ عرض کروں کہ ہمیں دیکھنا یہ ہوگا کہ یہ ساری چیزیں economy کو boost up کرنے کے لئے ضروری ہیں ' revenue expenditure میں productive expenditure جو ہیں ان کو encourage کیجیے۔ جو expenses آپ کے productive ہیں' جو un-productive ہیں ان کو کم کیجیے۔ اپنی economy کو growth دینے والی چیزیں جو ہیں ان کو بڑھائیے۔

جناب والا! آخر میں کیونکہ آپ کا خیال ہے کہ میں ختم کروں تو میں law and order کے متعلق عرض کرنا چاہتا ہوں کہ law and order پر پشاور میں کیا ہوا' آپ کے سامنے ہے' کوئٹہ میں کیا ہوا ' جناب کے سامنے ہے۔ کل میرے ضلع میں کیا ہوا یہ جناب کے سامنے ہے۔ اسی ہفتے میں دو دن غیرحاضر رہا اور وہ unfortunate واقعہ ہوا۔ بہت ہی unfortunate. اگر ایک وزیر بھی محفوظ نہیں ہے تو پھر میں کیا توقع کرسکتا ہوں کہ میری زندگی کو خطرہ نہیں ہے۔

Mr. Presiding Officer: You are right.

سینیٹر چوہدری محمد انور بھنڈر، جناب ! اس کے متعلق توجہ فرمائیے۔ یہ ایک لمحہ فکریہ ہے۔ ادھر بیٹھے ہوئے یا ادھر بیٹھے ہوئے کوئی بھی ہوں ' میں تو یہ سمجھتا ہوں کہ ہم سب کا ایک مشترکہ فرض ہے اور سب کے لئے یہ فکر کی بات ہے کہ law and order کی صورت حال کو improve کیجیے۔ اس چیز کے متعلق مجھے کوئی بارنہیں ہے آپ سے وزارت داخلہ والے

جتنا فنڈ مانگتے ہیں ان کو دیں۔ آپ نے law and order کے حوالے سے جو امداد دینی ہے وہ صوبوں کو دیں لیکن خدا را! جو عوام کی زندگی ہے یا جو عام آدمی کی زندگی ہے اس کو تحفظ دیں۔

Mr. Presiding Officer: Very true.

سینیٹر چوہدری محمد انور بھنڈر، اس کا تحفظ ضروری ہے۔ اگر اس کا تحفظ نہیں ہوگا تو آپ کی یہ economic development کس کے کام آئے گی۔ اگر آپ import, export کو بڑھا لیں گے تو وہ کس کے کام آئے گی۔ میرے کام تب آئے گی اگر میری زندگی محفوظ ہے۔ میری زندگی کو محفوظ کرنے کے لئے آپ سے وزارت داخلہ جو بھی grants مانگتی ہے وہ اس کو دیں۔ جو بھی آپ اس میں کرسکتے ہیں کریں۔ لیکن خدا را! آپ یہ کوشش کریں کہ آپ عوام کو تحفظ کا احساس دلا سکیں کیونکہ میں یہ بھی نہیں کہتا کہ حکومت کچھ نہیں کر رہی۔ میں کہتا ہوں کہ حکومت سب کچھ کر رہی ہے، اپنی پوری بھرپور کوشش کر رہی ہے لیکن جناب! اور کوشش کی ضرورت ہے۔ اگر ان کو نہ کہیں تو بہرحال ذمہ داری جو بھی موجودہ حکومت ہو اس کی ہوتی ہے۔ اس لئے اس چیز کے متعلق، انسانی جانوں کو تحفظ دینے کے لئے بھی ہمیں کوشش کرنی چاہیے۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ اس قسم کے Session اور اس قسم کی debates انشاء اللہ ملک اور قوم کے لئے بہتر ثابت ہوں گی۔

Thank you sir.

جناب پریذائیڈنگ آفیسر، بہت بہت شکریہ۔ اب جناب! ایس ایم ظفر صاحب سے درخواست ہے کہ وہ اپنے خیالات کا اظہار فرمائیں۔

سینیٹر ایس۔ ایم۔ ظفر، جناب! بہت شکریہ۔ آپ کو سب سے پہلے تو مبارکباد دیتا ہوں کہ آپ اس وقت چیئرمین کی کرسی پر تشریف فرما ہیں اور اپنے فرائض سرانجام دے رہے ہیں۔ یہ بڑی خوشی اور اطمینان کی بات ہے کہ پاکستان کی اقتصادی صحت بہتر ہے۔ ہم روبہ صحت ہیں۔

And it is a fact, that in economic terms we have taken a turn for the

better with the context of economic development ever highest foreign exchange reserves and a persistent stability of 7% GDP rise is very creditable and satisfactory.

چنانچہ ہم اس مقام پر اس bench mark پرپہنچ چکے ہیں جہاں ہم اپنے ماضی اور حال کی روشنی میں مستقبل کی منصوبہ بندی کرسکتے ہیں۔ اب وقت آگیا ہے کہ ہم اپنے ماضی کی صورت حال کو زیادہ اچھے طریقے سے دیکھیں، کھنگالیں اور اس کے نتیجے اور تجزیے میں مستقبل کے فیصلے کریں۔

ایک بات میں پہلے عرض کرنا چاہوں گا کہ ہماری Parliament نے پانچ سالہ دور میں ایک بہت اہم قانون منظور کیا تھا جس کا کہ ذکر نہیں ہوا اور اس کا میں اس لئے بھی خاص طور پر ذکر کر رہا ہوں کہ ہمارے بڑے محترم سینیٹر چوہدری محمد انور بھنڈر صاحب نے بھی اس جانب حوالہ دیا تھا۔ شاید ان کی نظر سے یہ قانون نہیں گزرا۔ یہ ایک اہم قانون جس کا نام ہے "The Fiscal Responsibility and Debt Limitation Act, 2005." یہ ہم نے ہی پارلیمنٹ میں پاس کیا تھا جس کی وجہ سے انتظامیہ پر بہت ساری پابندیاں ان کے اقتصادی معاملات پر اور ان کے اقتصادی اختیارات پر عائد کی گئی تھیں اور ان میں سے سب سے بڑی اور اہم پابندی یہ تھی کہ revenue deficit کو 16 مارچ 2008ء تک ختم کیا جائے گا۔ نمبر دو، پبلک قرضوں کو کم کرنے کے لئے، جس کا ذکر سینیٹر بھنڈر نے ابھی کیا تھا، سالانہ کمی کا formula بھی دیا گیا تھا اور حکومت ایک حد سے زائد sovereign guarantee public debt، بھی نہیں دے سکتی۔ یہ ایک عمدہ اور اہم قانون پارلیمنٹ نے پاس کیا۔ ہمیں اس کا اکثر حوالہ دینا چاہئیے، اس کی واقفیت بھی ہونی چاہیئے تاکہ حکومت پر یہ پابندیاں قائم رہیں۔

جناب والا! میں نے fiscal policy statement جو حکومت نے جاری کی اور جو ہمارے تمام desks پر پہنچا دی گئی ہیں، جو کہ اسی قانون میں درج ذمہ داری کی وجہ سے حکومت نے اسے شائع کیا ہے، اس کا میں نے بڑے غور سے مطالعہ کیا ہے۔ اس میں حکومت نے بتایا ہے کہ جتنی ضروریات اور جو کچھ قدغنیں ہم نے پارلیمنٹ کے ذریعے انتظامیہ پر اقتصادی سلسلے میں لگائی تھیں حکومت نے اس target کو، ان تمام سنگ میل کو اور منزلوں کو پورا کیا۔ ہمیں

اس قانون کی روشنی میں بجٹ، جو آئندہ آنے والا ہے' اس کو دیکھنا ضروری ہوگا اور میں امید کرتا ہوں کہ بجٹ اس قانون کی حدود میں رہتے ہوئے بنایا جائے گا اور وہ کمی جو ہمارے قرضے کی ہے اسے اور revenue deficit کو اسی انداز سے کم کیا جائے گا جو اس قانون میں ترتیب دیا گیا ہے۔

جیسا کہ میں نے ذکر کیا ہم اس مقام پر پہنچ گئے ہیں کہ ہم آئندہ کی بات بھی کر سکیں تو جناب چیئرمین! سب سے پہلی مد جس پر میں معارش کرنا چاہوں گا' وہ تعلیم کی ہے۔ ہمارا ملک جس کی 50 فیصدی آبادی جہالت میں غرق ہے یا تو وہ بالکل ان پڑھ ہے' نہ لکھ سکتی ہے نہ پڑھ سکتی ہے اور بقایا آبادی جو کچھ پڑھی ہوئی ہے اس نے بھی ایسا علم پڑھا ہے کہ وہ علم خود انہیں جاہل بنا دیتا ہے۔ اسلام آیا ہی اسی لئے تھا کہ اس قسم کی سوچ اور ذہن کو درست کرے جو ایام جاہلیت میں پیدا ہوئی تھی۔ اسی وجہ سے اسلام سے پہلے کا دور ایام جاہلیت کا دور کہلاتا تھا۔ اگر ہم نے اپنے معاملات درست کرنے ہیں تو ہمیں سب سے زیادہ توجہ علم اور تعلیم کی جانب دینی ہوگی۔ کہا جاتا ہے اور یہ اعلان کیا گیا ہے اور بار بار کیا گیا ہے حکومت کی جانب سے اور ہم بھی اس اعلان میں شامل ہیں کہ اب تک جتنے اخراجات تعلیم پر کیے جاتے رہے ہیں' آئندہ چل کر اس میں GDP کا 4% تک اضافہ کیا جاسکے گا۔

اتنے بڑے ملک میں جو کہ اتنے عرصے تک علم سے بے بہرہ رہا ہو صرف اتنا ہی مزید اس میں اضافہ کرنا کسی صورت میں کافی نہیں ہو سکتا۔ آپ جانتے ہیں کہ جب برطانیہ کی سلطنت قائم ہونی شروع ہوئی تو Oxford اور Cambridge بنے۔ جب آپ ہندوستان کی جانب نظر ڈالتے ہیں اور ان کی ترقی سے رشک کرتے ہیں یا ہمیں خیال آتا ہے کہ وہ بہت ترقی کر گئے ہیں تو اس کی وجہ بھی آپ تلاش کریں تو دیکھیں کہ نہرو کے دور میں انہوں نے یونیورسٹیوں کے جال پھیلائے' اس کے نتیجے میں آج وہ ملک ترقی کی جانب چل رہا ہے۔ ہم اس جانب سے غافل رہے۔ اب کیونکہ ہم اس مقام پر پہنچ گئے ہیں کہ ہمیں اطمینان ہے کہ ہماری اقتصادی صحت بہتر ہے۔ اس لئے تعلیم کے سلسلے میں ہمیں وہ تمام کمی پوری کرنی ہوں گی۔ چار فیصد کا اضافہ کافی نہیں ہوگا۔ مجھے یقین ہے کہ بہت سارے لوگوں نے یہاں پر یہ بات کہی ہوگی کہ تعلیم کی مد میں اضافہ ہو۔ میں کہوں گا کہ کم از کم آٹھ فیصد یا دس فیصد تک جس طریقے سے بھی ہو لایا

جائے۔ جہاں سے کمی کی جاسکتی ہے وہ کمی کی جائے اور تعلیم میں اضافہ کیا جائے۔ ہائیر ایجوکیشن پر جس قدر خرچ کی ضرورت ہے وہ پورا کیا جائے۔ اسی سلسلے میں ایک شکایت بھی کر دوں۔ ہم نے ایک سفارش کی تھی کہ پرائیویٹ یونیورسٹی میں faculty کے سلسلے میں بڑے اچھے پروفیسروں کو باہر سے لائیں تاکہ وہ ہمارے بچوں کو اچھی تعلیم دیں۔ اس میں higher education private universty کے ساتھ partnership کریں اور fifty fifty percent اخراجات برداشت کریں۔ یہ سینیٹ کی ایجوکیشن کمیٹی نے بھی سفارش کی تھی لیکن اس پر ابھی تک عمل نہیں ہوا۔ میں امید کرتا ہوں کہ ہمارے وزیر خزانہ صاحب اس معاملے میں یقیناً پیش قدمی کریں گے کیونکہ اگر ہمیں استاد اچھے مل جائیں تو بلڈنگ نہ بھی ہو، عمارت موجود نہ ہو، وہاں سے تعلیم حاصل کئے ہوئے طلبہ آئندہ ہمارے لئے ایک بہت بڑا اثاثہ ہوں گے۔

تعلیم کے بعد میں دوسری چیز یہ عرض کروں کہ اقتصادی ترقی بہت اچھی چیز ہوتی ہے، اس کے بغیر معاملہ آگے نہیں چل سکتا، اسی سے قوم کی ساکھ بنتی ہے لیکن جناب والا! تجربہ بتاتا ہے، تاریخ بتاتی ہے کہ اگر صرف اقتصادی ترقی ہوتی رہے اور ملک میں سیاسی طور پر ماحول ساز گار نہ ہو، ہم آہنگی نہ ہو تو تمام کی تمام اقتصادی ترقی بے کار ہو جاتی ہے۔ ایوب کے زمانے میں ہم نے یہ دیکھا کہ decade of reforms بھی ہم نے فرمایا لیکن چونکہ ہم آہنگی موجود نہ تھی بالآخر ایک ایسے حادثے سے ہم دوچار ہوئے کہ ہمارا ایک حصہ ہم سے علیحدہ ہوگیا۔ آج جتنی اقتصادی ترقی ہوئی ہے اس کے لئے ضروری ہے کہ ہم صوبوں کو اپنے ساتھ لے کر چلیں۔ این ایف سی ایوارڈ کے معاملے میں بالآخر معاملہ جب صدر صاحب کے حوالے کیا گیا تو انہوں نے این ایف سی ایوارڈ میں ترمیم کی۔ بہت اچھی ترمیم کی۔ اس کی وجہ سے مرکز سے حصہ لے کر صوبوں کے حصہ میں اضافہ کیا گیا۔ +45 کا amending award دیا گیا ہے۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ اس میں مزید اضافہ ہوگا۔ اب وقت آگیا ہے کہ نئے بجٹ میں اپنے انہی اختیارات کو استعمال کرتے ہوئے جو صدر صاحب کو دیئے گئے ہیں کہ وہ این ایف سی ایوارڈ میں ترمیم کر سکتے ہیں، آئندہ جو بجٹ آرہا ہے اس میں صوبوں کو مزید این ایف سی ایوارڈ پنتالیس سے بڑھا کر اگر پچاس تک کر دیا جائے تو یقینی طور پر صوبوں کی بہت سی ضرورت پوری ہو سکے گی۔ تب جا کر ہم اپنی ترقی کو باقاعدہ آپس میں تقسیم کار کے ذریعے اپنی بہتری میں استعمال کر سکیں گے۔

دوسری بات یہاں پر ہمارے سینیٹر مشاہد حسین سید صاحب نے کچھ تجاویز دی تھیں میں ان کی اہمیت اور افادیت سے پوری طرح اتفاق کرتا ہوں۔ human rights کے سلسلے میں انہوں نے کہا اور انسانی حقوق کا مسئلہ جناب والا! آپ بہتر جانتے ہیں کہ کتنا اہم مسئلہ ہے۔ انہوں نے کہا human rights کی ایک علیحدہ منسٹری ہونی چاہیے لیکن میں اس پر اکتفا نہیں کر سکتا۔ جب انسانی حقوق کی ہم بات کرتے ہیں تو چاہے وہ پاکستان ہو، چاہے برطانیہ ہو، چاہے امریکہ ہو انسانی حقوق کا مسئلہ ہمیشہ anti establishment ہوتا ہے۔ وہ ہمیشہ ایک حکومت کی مخالفت کی صورت حال ہوتی ہے۔ اس لئے انسانی حقوق کے سلسلے میں بلا شک و شبہ ایک علیحدہ منسٹری ہونی چاہیے تاکہ وہ بھی انسانی حقوق کا دفاع کرے اور نظر رکھے لیکن اصل مسئلہ تب طے ہوگا، تب ملک کو فائدہ پہنچے گا جب ایک باقاعدہ آزاد Human Rights Commission قائم کیا جائے گا۔ تمام دنیا میں ایسے Human Rights Commission موجود ہیں۔ پاکستان میں Human Rights Commission فوراً ہی بنا دیا جانا چاہیے۔ امید کی جاتی ہے کہ اگلے بجٹ میں Human Rights Commission کے لئے یقیناً ایک مد قائم کی جائے گی۔

سوئی گیس کا ایک مسئلہ ہے۔ میں نے ابھی ذکر کیا کہ صوبوں کے معاملے میں ہمیں فراخ دل ہو کر بات کرنی چاہیے۔ دلاور عباس صاحب کا ایک فارمولا مشہور ہوا ہے۔ چیئرمین صاحب کی توجہ ذرا ہٹ رہی ہے۔ آپ کی توجہ ہٹ رہی تھی اس لئے میں نے کہا کہ انتظار کر لیتا ہوں۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر، Actually میں رضا محمد رضا خان صاحب کی خدمت میں عرض کرنا چاہتا تھا کہ وہ بہت مصروف ہیں۔ وہ آپ کی ملکی ترقی کی تجاویز سے مستفید نہیں ہو سکے۔ وہ پروفیسر ابراہیم صاحب کے ساتھ---وہ بڑے نسخے بھی بتا رہے تھے۔

سینیٹر ایس۔ ایم۔ ظفر، سوئی گیس بلا شک و شبہ یہ ایک بڑی اہم چیز ہے۔ گیس کے معاملے میں جو رائلٹی ہے، اس مسئلے کو یقینی طور پر، یہ پارلیمانی کمیٹی میں بھی گیا تھا، جس پر ہم آہنگی کے لیے ہم غور و فکر کر رہے ہیں۔ دلاور عباس صاحب نے وہاں ایک فارمولا دیا ہے، اس پر کچھ صوبوں کے خاص طور پر بلوچستان کے تحفظات ہیں لیکن اگر اس فارمولے کو فوراً مان لیا

جائے، تحفظات اپنی جگہ without prejudice اس سے ان صوبوں کو بہت فائدہ پہنچے گا جہاں پر گیس کے head works موجود ہیں مثلاً اگر اس فارمولے کو مانا جائے تو 1.6 billion rupees annually بلوچستان کو حاصل ہو سکیں گے۔ اس طریقے سے بجائے اس کے کہ انتظار کیا جائے کہ consensus ہو، جتنا بھی اضافہ دیا جا سکتا ہے، کم از کم وہ اضافہ دینے میں کوئی دقت نہیں ہونی چاہیے without prejudice to the right of the other provinces اس فارمولے کو فوراً منظور کرنا چاہیے اور میں یہ کہنا چاہوں گا کہ اس اگلے بجٹ میں، اس فارمولے کے مطابق صوبوں کو جو زیادہ رقم ملنی چاہیے، اس کی ضرور گنجائش نکالی جانی چاہیے۔

ایک ذکر یہاں پر ہوا اور اس کا تعلق ہماری جہالت سے ہے۔ یہاں law and order situation کی بات ہوئی ہے۔ Law and order کے معاملے میں اس وقت جو سب سے بڑا طوفان آ رہا ہے اور جس کی جانب ہم سب کی نگاہیں اور توجہ ہے، وہ عالمی طور پر دنیا میں ایک ایسی صورتحال پیدا ہو رہی ہے کہ مسلمان، مسلمان سے لڑنے اور مسلمان، مسلمان کی جان کے درپے ہونے والا ہے۔ ایک قسم کی فرقہ واریت کی رو معلوم ہوتی ہے کہ عراق کی کوکھ سے نکل کر تمام مسلمان دنیا کو اپنے گھیرے میں لے لے گی۔ اس کا انتظام کرنے کے لیے حکومت کی یہ ذمہ داری ہونا چاہیے اور ہم سب کو اس میں شریک ہونا چاہیے کہ علمائے کرام کی ایک ایسی مشترکہ کانفرنس بلائی جائے، جس میں گفتگو کرنے کے بعد، افہام و تفہیم کے بعد یہ اعلامیہ جاری کیا جائے اور مشترکہ، متفقہ فتویٰ دیا جائے کہ تمام مسلک، اسلام میں جتنے بھی مسلک اور فرقے ہیں اس کے تمام کے تمام ماننے والے سب مسلمان ہیں۔ کوئی بھی کسی بھی مسلک کو ماننے والا ہو، وہ مسلمان ہے۔ چاہے وہ حنفی، حنبلی، شافعی، جعفریہ، اہلحدیث یا کسی اور مسلک کے بھی ہوں، تمام کے تمام مسلک اسلام میں ہی ہیں اور کوئی کسی کو بھی کافر کہنے کا حقدار نہیں ہے۔ جب یہ اعلامیہ مشترکہ طور پر جاری ہوا، جس میں تمام مسلک کے علما شامل ہوں اور حکومت اس کو آگے بڑھائے تو اس سے یقینی طور پر ہماری اس فضا میں ایک آسودگی پیدا ہو گی جس سے آئندہ اپنے آپ کو اس طوفان سے بچا سکیں گے جس کی طرف میں نے ابھی اشارہ کیا ہے۔

دو چھوٹی چھوٹی باتیں آخر میں عرض کر دوں۔ ڈیم کے معاملے میں میری اپنی رائے یہ ہوگی کہ بہت سارے ڈیموں کا ذکر ہوتا ہے کہ بڑے بڑے ڈیم بنائے جائیں گے۔ میں

جناب نوجوان وزیر خزانہ سے کہوں گا کہ ڈیموں کے معاملے میں جب وہ فیصلہ کریں تو یہ دیکھیں کہ کون سا ڈیم سب سے پہلے، سب سے جلدی اور سب سے آسانی سے بن سکتا ہے۔ بجائے اس کے یہ کہا جائے کہ ہم تمام ڈیم کسی وقت بنائیں گے۔ وہ ڈیموں میں ترجیحات تلاش کریں اور جو سب سے پہلے، سب سے آسانی سے اور سب سے بہتری سے بن سکتا ہے اس کا فیصلہ ضرور کر لیں۔

آخر میں آپ سے ایک عجیب و غریب بات کرنا چاہتا ہوں۔ ہم دریائی پانی کا ذکر کر رہے ہیں جو کہ اپنے کھیتوں میں لے جانا چاہتے ہیں لیکن اس پانی کی طرف توجہ نہیں دی جا رہی جو ہم زمین سے نکال رہے ہیں اور اس میں مختلف جگہوں پر جو زہر اور آلودگی پائی جا رہی ہے، جس کی رپورٹ باہر کی دنیا بھی ہمیں دے رہی ہے۔ جس سے لوگوں کی صحت خراب ہو رہی ہے۔ ہمارا سب سے بڑا اور اہم جز پانی ہے۔ ہمیں صاف پانی لوگوں کو مہیا کرنے کے لیے کثیر رقم خرچ کرنی ہو گی اور اس جانب پوری توجہ دینی چاہیے ورنہ اگر ہماری صحت ہی نہیں ہو گی تو ہم کیا کر سکیں گے۔ مجھے پوری امید ہے کہ آئندہ بجٹ میں ان معاملات پر غور و فکر کیا جائے گا اور یقینی طور پر اس میں سے ہماری کچھ سفارشات مانی جائیں گی۔ بہت شکریہ۔

Mr. Presiding Officer: The last speaker on the Motion might be, will be , Mohtarma Dr. Firdaus Sahiba.

(مداخلت)

سینیٹر رضا محمد رضا، ابھی بہت سے دوست بیٹھے ہیں جنہوں نے بولنا ہے۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر، ان سب کو بلایا تھا لیکن وہ اب drop ہو چکے ہیں۔ They were not present here.

آوازیں، سب موجود تھے۔ نماز کے لئے گئے ہوئے تھے۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر، امجد عباس صاحب کا نام ہے۔ باقی کسی نے interest show نہیں کیا تھا۔ تشریف نہیں رکھتے تھے اس لئے drop کر دیئے گئے۔ گلشن صاحبہ کا تو نام ہی نہیں ہے۔۔۔ ڈاکٹر کوثر فردوس صاحبہ۔

سینیٹر ڈاکٹر کوثر فردوس۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔ بہت شکریہ کہ آپ نے مجھے بولنے کے لئے وقت دیا۔ جناب والا! میں تجاویز ہی دوں گی لیکن اس سے پہلے بالکل تھوڑا سا یہ ذکر کرنا چاہوں گی کہ خود ہمارے ملک کے اندر جو دولت کی تقسیم کے بارے میں تجزیے اور رپورٹس ہیں وہ کیا کہہ رہی ہیں۔

ساؤتھ ایشیا الائنس نے جنوبی ایشیاء میں غربت کی رپورٹ برائے ۲۰۰۲ء کے لئے جو جائزہ شائع کیا، اس میں یہ بات سامنے آئی کہ پچاس فیصد وسائل پر امرا کا قبضہ ہے اور کل چھ فیصد وسائل غریب لوگوں کے لئے استعمال ہو رہے ہیں اور زیادہ افرادی قوت جو عوام الناس ہیں وہ غرباء پر مشتمل ہے ۔یہ تفاوت کہ امیر، امیرتر اور غریب، غریب تر ہوتا جا رہا ہے، جتنی رپورٹس سامنے آ رہی ہیں ان سے بھی یہی نتیجہ نکل کر سامنے آ رہا ہے۔

جناب! دولت کی تقسیم کے جتنے ماڈلز اور نظام ہمارے سامنے آئے ہیں اس میں اس وقت جو سرمایہ دارانہ نظام ہے اس کے شکنجے میں ہم بھی ہیں اور پوری دنیا بھی ہے اور اسی کے یہ اثرات ہیں کہ وہی جو یہودی بنیا اور ساہوکار ہوتا تھا کہ وہ سود مفرد اور سود مرکب میں جکڑتا جاتا تھا اور غریب، غریب تر اور اس کی تھوڑی سی آمدن ہوتی تھی وہ بھی چوس چوس کر وہ اپنا سرمایہ بڑھاتا جاتا تھا۔اس وقت بھی دنیا اسی شکنجے میں ہے۔

جناب! میں عرض یہ کرنا چاہتی ہوں کہ ہم الحمدللہ مسلمان ہیں۔ ہمارے پاس بھی معاشی نظام اور معیشت کا ایک نظام موجود ہے اور وہ ایسا ماڈل نہیں ہے جو صرف فرضی ہے اور جس پر تجربہ ہوگا بلکہ وہ ایسا ماڈل ہے جس پر تجربہ ہو چکا اور تاریخ میں یہ سند موجود ہے کہ جب اس اسلام کے معاشی نظام پر عمل کیا گیا تو ایک امیر آدمی اپنی زکوٰۃ لئے لئے پھرتا تھا اور اس معاشرے میں کوئی وہ زکوٰۃ وصول کرنے والا نہیں تھا۔ میں عرض یہ کرنا چاہتی ہوں کہ ہم سودی نظام کو یکسر ختم کرنے کی ہمت اپنے اندر نہیں پاتے ۔ ہمیں اس میں شک ہے کہ اگر ہم نے وہ ختم کیا تو شاید ہماری economy بیٹھ جائے گی۔میری درخواست یہ ہے کہ کوئی پچیس فیصد حصہ ہی اپنے معاشی نظام کا غیرسودی نظام پر استوار کر کے ہم تجربہ کر کے دیکھ لیں اور اپنے بنکنگ سسٹم کو اسلامی نظام اور غیرسودی طریقے پر چلا کر دیکھیں ۔ دنیا اس کا بھی تجربہ کر رہی

ہے ۔ یہ ہماری بدنصیبی ہے کہ اسلام کو جب دوسرے برت کر صحیح ثابت کردیں گے تب ہمیں بھی یقین آ جائے گا ۔ ہمارے پاس جو چیز موجود ہے ۔ ہم اس کو دنیا کے سامنے ثابت نہیں کر رہے ۔ میری پہلی درخواست یہ ہے کہ اپنے نظام میں 25% غیرسودی نظام کا آغاز کرنے کی planning کی جائے ۔

جناب ! اس کے اندر ہی یہ وراثت کا نظام تھا اور وراثت معاشرے سے ارتکاز دولت روکتی ہے کہ چند ہی خاندانوں کے پاس دولت نہ اکٹھی ہوتی جائے ۔ قانون موجود تھا۔ دوبارہ بل کے اندر جو آیا ہے Women Protection Bill No.2 اس کے اندر بھی یہ کہا گیا ہے کہ وراثت تقسیم ہوگی۔ میں یہ درخواست کرنا چاہتی ہوں کہ یہ عملاً تقسیم ہو ، صرف قانون نہ بنے تو بھی معاشرے کے اندر سے غربت کے خاتمے کے لئے آپ بہت سارے اقدام کرسکتے ہیں۔

تیسری بات جناب ! میں یہ کہنا چاہتی ہوں کہ اسی اسلام کا ایک کفالت کا نظام تھا کہ ایک خاندان کا سربراہ مرد ہے ۔ وہ اپنے پورے خاندان کی کفالت کرتا ہے ۔ ہم عورت کے حقوق کے خلاف نہیں ہیں۔ ہم خود اس کے سب سے بڑے champion ہیں، مگر انہی حقوق کے چمپئین ہیں جو کہ اسلام دیتا ہے اور حقوق کے اندر عورت معاش کے لئے جدو جہد کرسکتی ہے، نکل سکتی ہے لیکن میں اس میں یہ کہنا چاہ رہی ہوں کہ ہم جن عورتوں کو ملازمت دیں ان کا کوٹہ 5% سے 10% پر لے جائیں اور لے گئے ہیں، وہ 50% پر بھی لے جائیں لیکن پہلے یہ یقینی بنایا جائے کہ ان کے مرد برسرروزگار ہوں۔ ایسے نہ ہو کہ عورتیں تو ملازمتیں کریں اور روزگار کمائیں اور مردوں کو ہم اس پر لگادیں کہ وہ گھر سنبھالیں اور بچے پالیں۔

جناب والا! میں تیسری بات یہ کہنا چاہتی ہوں کہ اس مبنی بر انصاف تقسیم کے لئے اور معاشرے سے غربت اور اس بے چینی کے خاتمے کے لئے بجٹ میں کچھ رقم مختص کی جائے کہ یہ ہمارا میڈیا جو telenor, mobiiink کے اشتہارات دکھاتا رہتا ہے جو کہ ہمارے culture سے میل نہیں کھاتے، وہ والے programmes دکھائے جائیں جس کے ذریعے سے ہم سادگی کو رواج دینے والے ہوں، ہم معاشرے میں ایک قناعت پیدا کرنے والے ہوں۔ یہ جو راتوں رات کروڑ پتی بننے کی خواہش ہے، جو ہوس ہے اور دوسروں کے حق چھیننے کی جو ہمارے اندر مادہ پرستانہ تہذیب کے نرغے میں ہونے کی وجہ ایک طلب پیدا ہوگئی ہے، ہم اس سے اپنے

معاشرے کو اس media کی تعلیمات کے ذریعے سے بچانے والے ہوں۔

جناب! میں اسی میں یہ بھی کہنا چاہتی تھی کہ تنخواہوں میں اضافہ ہر سال ہوتا ہے' اس سال بھی بجٹ میں ہو گا۔ میں نے پہلے بھی اپنی تقریر میں یہی کہا تھا کہ اگر اضافہ اس طرح سے ہوتا ہے کہ سارے grades کے لئے ایک جتنی percentage ہے تو امیر کے لئے بھی grade 21,22 کے لئے بھی اتنا ہی اضافہ ہوتا ہے جتنا کہ نیچے والے grades کے لئے ہوتا ہے تو وہ غریب اتنا ہی غریب رہتا ہے' جو افراط زر ہے اس پر اتنا اثر نہیں پڑتا۔ میری یہ سفارش تھی کہ 1 سے grade 16 والوں کا دگنا ہو اور 17 سے grade 22 والوں کا تنخواہوں میں اضافہ نصف کیا جائے۔

جناب! اس کے ساتھ میں small industrial estates کے بارے میں کہنا چاہتی ہوں کہ گاؤں دیہات میں ہماری خواتین اور بہت سے لوگ ہیں جو کہ گھروں میں کام بھی کرتے ہیں' جو small industries ہیں ان کو ترقی دی جائے' اس میں رقم لگائی جائے' تھوڑی رقم لگا کر ہم زیادہ خاندانوں کو فائدہ پہنچا سکتے ہیں۔ ہمارے جو اس طرح کے لوگ ہیں جو کہ بڑے شہروں کے اردگرد رہتے ہیں اور وہاں سے یہاں آ کر ملازمت کرتے ہیں۔ ہمارے lodges میں جو خواتین آ کر گھروں کا کام کرتی ہیں۔ آپ کو حیرت ہو گی کہ کوئی چکوال سے آتی ہے اور کوئی روات سے آتی ہے' آدھا وقت ان کا ٹرانسپورٹ کی وجہ سے راستوں میں گزر جاتا ہے اور پیسہ بھی لگتا ہے۔ کیا حکومت کوئی ایسی صورت نہیں سوچ سکتی کہ اس طرح کے لوگوں کو جو قریبی غریب علاقوں سے آتے ہیں اور ان کی ملازمتیں ایسے بڑے شہروں میں ہیں' ان کے لئے چھوٹے رہائشی منصوبے ہر ادارے کے ساتھ بنانا لازم کئے جائیں تا کہ ان کی رہائش کا انتظام ہو سکے۔ میں یہ بھی کہنا چاہتی ہوں کہ جو بڑے شہر ہیں ان کو تو ہم خوب بڑا کر رہے ہیں۔ اسلام آباد جو اس غریب پاکستان میں خوشحالی کا جزیرہ ہے اس کی چار رویہ سڑکیں اب چھ رویہ ہو رہی ہیں۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر ، Working ladies کے لئے گورنمنٹ نے already جا بجا hostels تعمیر کر رکھے ہیں۔

سینیٹر ڈاکٹر کوثر فردوس، جناب! میں ماسیوں کی بات کر رہی ہوں جو گھروں میں کام کرتی ہیں۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر، ٹھیک ہے۔

سینیٹر ڈاکٹر کوثر فردوس، میری درخواست تھی کہ ان کے لئے چھوٹے کوارٹرز پر کوئی توجہ دی جائے۔ میں یہ بات کر رہی تھی کہ جو بڑے شہر ہیں ان ہی پر سب کچھ لگایا جا رہا ہے، وہاں پر تو سرشام lights جلنا شروع ہو جاتی ہیں، لاہور چلے جائیں وہاں تو درختوں پر بھی روشنی لگی ہوتی ہے، پانیوں میں بھی روشنی ہے، اسلام آباد میں بھی یہی ہے۔ بہت سے علاقے ایسے ہیں جہاں جانے کا راستہ نہیں ہے۔ Infrastructure کی development کے لئے تقسیم اس طرح سے ہو کہ جو ہمارے گاؤں دیہات ہیں وہاں پر بجلی بھی جائے اور ان کی سڑکیں بھی بنیں تاکہ یہ جو بڑے شہروں پر دباؤ بڑھ رہا ہے اور وسائل کی کمی کا مسئلہ ہو رہا ہے تو وہ ٹھیک ہو سکے۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر، اب آپ تجاویز دیں کافی وقت ہو گیا ہے۔

سینیٹر ڈاکٹر کوثر فردوس، جی میں تجاویز ساتھ ساتھ دے رہی ہوں اور نمبر وار تجاویز دوں گی اور اپنی بات ختم کروں گی۔ میری یہ درخواست تھی کہ پٹرولیم کی مصنوعات پر جو sales tax ہے اس میں کمی کی جائے۔ کہا یہی جاتا ہے کہ mini budget نہیں آنے کا لیکن وہ آتا رہتا ہے اور diesel کی قیمت میں کمی ایک روپیہ کی ہوتی ہے جو petrol ہے، اس میں چار روپے کی ہو جاتی ہے۔ اب petrol استعمال کرنے والے پھر وہی امرا ہیں اور diesel استعمال کرنے والا درمیانہ طبقہ ہے تو جو کمی کی جائے اس کے اندر بھی اس بات کا لحاظ رکھا جائے۔

جناب! زراعت کے بارے میں یہ کہنا چاہ رہی تھی کہ ان کو جو subsidy دی جاتی ہے، اس کے لئے کوئی اضافہ اور کوئی ایک مستقل structure ایسا بنایا جائے کہ جو ہمارے ملک کی زراعت ہے، ہمارا بہت بڑا اثاثہ اور خزانہ ہے، وہ ترقی کر سکے۔ جناب! یہ بھی ایک عجب بات ہے کہ یہاں بہت کچھ پیدا ہوتا ہے، پھل اتنے ہوتے ہیں اور وہ گلتے سڑتے رہتے ہیں، ان کی

کوئی proper packing, export, استعمال اور preserve کرنے کا انتظام بھی کیا جائے۔
جناب! جو حکومت کے اخراجات ہیں، میں سمجھتی ہوں کہ جب تک بڑے سادگی اختیار نہ کریں اور اپنے اخراجات میں کمی نہ کریں، تب تک ملک کا بجٹ balance نہیں ہو سکتا۔ اس میں بھی کوئی طریقہ اختیار کیا جائے کہ اس میں 25% کٹوتی کی جائے۔

جناب! دوسرا یہ ہے کہ ڈوبے ہوئے قرضے ہیں، میری درخواست یہ ہے کہ ان قرضوں کو recover کیا جائے اور یہ جو قرضے معاف کرنے کا چکر ہے، اس کو بھی ختم کیا جائے۔

Mr. Presiding Officer: Thank you.

سینیٹر ڈاکٹر کوثر فردوس، جناب! ایک دو باتیں اور ہیں۔ جناب! صحت میں یوں مسئلہ ہے کہ آپ کے جو mega projects ہیں اس پر آپ کے بجٹ کا 80% حصہ چلا جاتا ہے اور آپ کی آبادی کے لوگ اس میں سے 20% avail کرتے ہیں جو 20% ہے، وہ 80% آبادی کے لئے جاتا ہے۔ اس کا بھی جائزہ لیا جائے کہ mega projects کی بجائے basic health unit facilities کو بہتر بنایا جائے۔ جناب! آخر میں یہ کہنا چاہتی ہوں کہ جیسے S.M ظفر صاحب نے فرمایا کہ ملک کے اندر جو law and order کی situation ہے، اس پر ضرور ہی کوشش کی جانی چاہیے اور ہر طرف سے کی جانی چاہیے۔ میں سمجھتی ہوں کہ MMA کی صورت میں یہ تمام مسالک کے جو لوگ بیٹھے ہوئے ہیں، یہ بڑی رحمت ہے اور ہم کسی ایسی فرقہ واریت کی نفی کرتے ہیں، مذمت کرتے ہیں کہ ملک کے اندر کوئی ایسے فسادات ہوں۔ جناب! اس کے ساتھ جو ہم نے Non-NATO Ally بننے کا اپنا ایک role پسند کر لیا ہے تو جو عالمی ردعمل ہے، وہ یہاں بھی نظر آ رہا ہے۔ میں یہ کہتی ہوں کہ ہمیں اپنی اس policy کو بھی دیکھنا چاہیے۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر، بہت شکریہ، .thank you جناب امجد عباس، مگر briefly پانچ منٹ کے لئے۔

سینیٹر محمد امجد عباس، جناب! ابھی شروع ہی نہیں کیا، آپ نے پہلے ہی briefly کہنا شروع کر دیا ہے۔

جناب پریذائیڈ نگ آفیسر، ایجنڈے پر legislation بھی ہے۔

Senator Muhammad Amjad Abbas: Thank you sir.

جناب پریذائیڈنگ آفیسر، شاہ صاحب کو کل بھی پکارا تھا' آج بھی پکارا ہے' he was not interested. نہیں' ناز نہیں' کل میں نے خود کیا ہے' آج بھی ہمارے پیش رو Presiding Officer نے سب کو بلا کر drop کیا ہے تو پھر یہ لمبا چوڑا کھل جائے گا۔

سینیٹر محمد امجد عباس، جناب! I hope کہ یہ میرے time میں بحث نہیں ہوئی ہے' اپنی گھڑی کو پھر سے دیکھ لیجیے۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر، نہیں' نہیں' ہاں' please you continue شروع کیجیے۔

Senator Muhammad Amjad Abbas: Sir, first of all I will start by commending our senior colleague Anwer Bhinder sahib

یہ انہی کی وجہ ہے کہ ہم آج pre-budget بحث کر رہے ہیں۔ Sir, it is small step, I think, we have to go much further اور انشاء اللہ ایک دن وہ بھی آئے گا کہ جب Senate fiscal bills بھی pass کرے گا۔ میں سمجھتا ہوں کہ جب وہ time آئے گا تو تب ہی ایک ایسا بجٹ بنے گا جو سارے صوبوں کو قبول ہو گا کیونکہ جو Senate کی رکنیت ہے اس میں سارے صوبے برابر کے حصہ دار ہیں۔

Sir, whereas, it is good thing

لیکن کچھ دیکھتے ہوئے' مجھے یہ بحث pre-budget سے زیادہ lobbying کی تقریر نظر آئی ہے' there was a sugar lobbiest, there was a textile lobbiest, there was a cement lobbiest and there was an agriculture lobbiest. Sir, I will try to be cut in between, sir, manufacturing sector is true industry, industrialization

بھی ہونی چاہیے ' but it should not be at the expense of agriculture sector. Sir,

ہمیں یہاں پر جو Ministry of Finance papers کی طرف سے دیے گئے ہیں، اس میں یہ تو
کہا گیا ہے کہ 1.5 contributed to GDP growth by agriculture. Sir, یہ وہ ہیں جو
direct taxes کی بات کر رہے، indirect taxes جب آپ indirect taxes لگاتے ہیں،
those are value added taxes تو ایک عام بندہ دیتا ہے۔ 70% of the population is
associated with agriculture تو آپ کے جو indirect taxes آتے ہیں consumer
ultimately وہی ہے، آپ کا raw-material producer بھی وہی ہے تو he is the
person who is really paying it. That should be taken into account. اور میں
تو کئی دفعہ یہ request کر چکا ہوں کہ یہ جو agriculture tax آتا ہے اس کے ساتھ ایک
agree کا لفظ لگا دیں تو آپ کو پتا چل جائے گا کہ agriculture sector کتنا
tax دیتا ہے۔ لیکن اصل میں اس ملک کو کون لوٹ رہا ہے؟ textile والے اپنی جگہ رو رہے
ہیں، sugar والے اپنی جگہ روتے ہیں، سیمنٹ والے اپنی جگہ روتے ہیں۔ آپ banks کو
دیکھیں۔

They are buying another bank. They are getting huge and huge. They are giving nominal interest rate to the depositors and charging much higher rates making huge profits at a very low tax rates. Sir, they should be taxed.

اس سے پہلے کہ ہمارا ملک کسی بنک کو ہی pledge ہو جائے یا عقیل ڈیڈی اور عارف حبیب
جیسے لوگ اس کو take over کر لیں۔ خدا کے لیے اپنی policies کو ذرا دیکھیں۔ Sir, we
have to also see the tax with GDP ratio sir. There was a time کہ 1994ء میں
یہ 13.8 تھا، 1995-96ء میں 14.4% تھا when we look in 2005-2006, it is 10.4%.
CD 30% reduction ہے۔ اگر یہی tax آپ لے لیتے۔ جو آج آٹھ سو بلین کا آپ GDP کہہ
رہے ہیں تو اس میں 33% increase ہوتی۔ Sir, there have been different proposals
given. لیکن جس طرح آخر میں بھنڈر صاحب نے کہا سب سے پہلے تو
we have to look at the law and order. If I don't see my investment safe, I

am not going to invest in it whether I will be a foreigner or a resident of Pakistan Sir.

میرے بھائی آصف جتوئی نے کافی دیر کھڑے ہو کے textile industry کا کیس plead کیا۔ I have nothing to do with the textile industry but I have been a cotton grower. Sir, میں نے وہ ٹائم بھی دیکھا تھا when there was a textile industry boom. Every textile industry والا ایک نیا unit لگا رہا تھا۔ یہ وہی سال تھے جب sales tax introduce ہوا تھا and I think Finance Minister اس پر اگر میں غلط ہوں تو مجھے correct کریں گے، انہی سالوں میں جتنا sales tax دیا گیا تھا، جمع کرایا تھا اس سے زیادہ refund کرایا گیا تھا۔ اس وقت تو textile industry کو نہ حکومت یاد آئی نہ tax یاد آئے، نہ محب وطن ہوئے یہ، آج ان کو حکومت بھی یاد آ گئی اور پاکستان بھی یاد آ گیا۔ Sir, what we need is a balanced policy. اگر ہم farmers کو crush کریں گے تو farmers کا کیا ہے؟ اس بے چارے کی زندگی کیا ہے؟ کچے مکان میں رہتا ہے۔ آپ تو housing industry کی بات کرتے ہیں وہ تو ابھی بھی بے حال ہے۔ پتا نہیں کتنے روز آپ اخباروں میں پڑھتے ہیں کہ کتنی چھتیں گر گئیں۔

جناب پریذائیڈنگ آفیسر، تجاویز دیں۔

سینیٹر محمد امجد عباس، جناب! یہ تجاویز ہی ہیں۔ آپ اس farmer کی طرف آئیں۔ آپ کی housing industry ساری cities کی طرف ہیں۔ How much population lives in cities and how much your population lives in the rural areas? We have to introduce اگر یہ حکومت کرنا چاہتی ہے تو اس pressure کو بھی روکیں the movement of people coming from agricultural rural areas to the cities. This will also solve the problem. اب یہی جو اسلام آباد میں کالونیاں بن رہی ہیں یا لاہور میں بن رہی ہیں اور آپ کی وہ قیمتی agriculture land جو کبھی آباد تھی، جس طرح ابھی بھنڈر صاحب نے point out کیا تھا کہ پہلے ہماری cultivated land زیادہ تھی اب وہ بھی کم

ہو گئی۔ We have to stop it.

دوسری بات dams کی ہے۔ There was a time کہ ہمارے پاس پانی زیادہ تھا۔ اب یہ ہے کہ ہم پانی کو ترس رہے ہیں۔ We, not only have to have water. بلکہ ہمیں پکے کھال چاہییں۔ ہمیں اس کے علاوہ sprinkle system and drip irrigation چاہیے۔ اس کے لیے پیسے تو رکھ لیے گئے but nothing has started yet. ہمیں اس کو تیز کرنا ہوگا تاکہ minimum resources سے we should get the maximum output. اور جس طرح میرے بھائی ہارون اختر صاحب نے sugar پر کافی لمبی تقریر کی، یہاں پر sugar industry کو بھی ایک role ادا کرنا ہے۔ اگر یہ مجھے گنے کا اچھا rate نہیں دیں گے تو میں انڈیا ہی کاشت کروں گا because it gives me better yield weight wise. اس میں sugar industry کا بھی ایک role ہے۔ یہ research پر invest کر سکتے ہیں۔ حکومت ابھی تک یہ نہیں decide کر سکی کہ should we have small units? Should we have the larger farms? Should we move towards the corporate farmers. Small farming اگر ہم اس کو count کریں۔ جو many hours بے چارہ کام پر لگاتا ہے he does not get the minimum rates of his products وہ تو اپنے کپڑے ادھار پر لے کر بیٹھا ہے۔ اصل تو آپ کا انڈسٹری والا کھا رہا ہے۔ آپ بھی زمیندار ہیں ماشاء اللہ آپ کو بھی پتا ہو گا کہ کپڑے بھی ادھار پہن کر آ جاتے ہیں۔ وہ بھی 14% interest rate پر۔ باقی وہی ہمیں کپڑے پہننا اور گاڑیاں اچھی رکھنے کے شوق نے مروایا ہے۔ میڈیا بھی ہمارے پیچھے لگا ہے۔ There are no more feudals anymore. اب آپ کو business tycoons اور mega industrialists روتے ہوئے نظر آتے ہیں۔ پتا نہیں اب میں business tycoon کو کہوں یا کس کو کہوں۔ سب سے بڑی بات real estate والے ہیں۔ وہ pay no tax سٹاک مارکیٹ کو دیکھ لیں۔ وہ اس میں کتنا پیسہ کما گئے ہیں۔ خدا کے لیے انہیں ٹیکس کریں۔ بینکوں کو ٹیکس کریں اور آپ اپنا interest rate bank سے lower کرائیں تاکہ manufacturers بھی کچھ پیسہ لے کر لگا سکیں اور وہی جو farmer کو ۹ فیصد دیتے ہیں and we have the best guarantee of his land وہی لیں جو industrialist لیتا ہے تو

کروڑوں میں pledge ہوتا ہے اس کو آپ ڈھائی لاکھ کی average پر دیتے ہیں - Please review those policies اور آپ نے کافی چالیس پچاس سال میں استحصال کر لیا farmer کا we have to have some working relationship.

جناب پریذائیڈنگ آفیسر. اب تھوڑے وقت کے لیے، پانچ منٹ کے لیے تجاویز دیں محترمہ آغا پری گل صاحبہ۔

(مداخلت)

جناب پریذائیڈنگ آفیسر، یہ جو بندے drop ہوئے ہیں ان میں یہ شامل ہیں - سید جاوید علی شاہ - خالد رانجھا صاحب - ظفر اقبال چوہدری اور سید محمد حسین - آصف رشید احمد - اسمٰعیل بلیدی صاحب - صاحبزادہ خالد جان - اگر ایک کو اجازت دی تو سب کو دینی پڑے گی -

(اس مرحلے پر جناب ڈپٹی چیئرمین میر جان محمد خان جمالی کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

جناب ڈپٹی چیئرمین، میڈم آپ کو بھی chance دیتے ہیں لیکن پہلے کچھ دیر آپ کو بھی بولنا ہے اس -

سینیٹر گلشن سعید، جی- میں شروع کرنے لگی ہوں -

جناب ڈپٹی چیئرمین، شروع کرنے لگی ہیں - بسم اللہ کریں -

سینیٹر گلشن سعید ، بسم اللہ الرحمٰن الرحیم - میں آپ سے استدعا کروں گی Leader of the House سے کہ جتنی تقاریر ہوئی ہیں ' کیا ان کو monitor کیا جا رہا ہے تجاویز دینے کے لیے؟ آپ لکھ رہے ہیں - اچھا جی - پھر ٹھیک ہے -

جناب عالی! میں زیادہ لمبی تقریر نہیں کروں گی کیونکہ ٹائم کم ہے - میں چاہتی ہوں کہ دوسروں کو بھی موقع دیں اور بعد میں سب کو موقع دیں - کیونکہ سارے سال کا بجٹ ساری قوم کے لیے بڑا important ہے - ہم سمجھتے ہیں ، جتنے بھی ممبران ہیں ' اپوزیشن کے بھی اور ادھر کے بھی، سب کو تھوڑا تھوڑا دو دو چار چار منٹ آپ کو دینے چاہییں - جناب والا میں سب سے پہلے بات کروں گی کہ ہماری گورنمنٹ اس وقت کافی امیر ہے - ہم بڑے خوش ہیں کہ ہمارے سٹیٹ بینک میں بہت پیسہ ہے - مگر جناب والا آپ یہ دیکھیں کہ یہ پیسہ کہاں سے آیا

ہے ۔ یہ پیسہ indirect taxation ہے جو ساری قوم پر لاگو ہے ۔ ہر ایک کپڑا ' ہر ایک کھانا' ہر ایک یوٹیلیٹی بل ' ہر ایک بینک سے جو چیک آپ draw کرتے ہیں اس میں آپ حکومت کو ٹیکس دیتے ہیں ۔ جناب والا اتنا زیادہ ٹیکس ہم دے رہے ہیں ' پوری قوم دے رہی ہے کہ لوگ رو پیٹ رہے ہیں ۔ مہنگائی کا برا حال ہے ۔ Finance Minister بیٹھے ہوئے ہیں ۔ میں ان سے استدعا کروں گی کہ دہشت گردی اور غربت کا بھی بہت تعلق ہے ۔ وہ آگے میں بات کروں گی ۔ مگر اس وقت میں آپ کو یہ کہنا چاہتی ہوں کہ میں نے پچھلے سال بھی کہا تھا ' اس سے پچھلے سال بھی کہا تھا کہ چیزوں کی' فروٹ کی ' سبزیوں کی ' اناج کی' گوشت کی ایکسپورٹ بند کر دیں ۔ اپنے ملک کے لوگ بھوکے مر رہے ہوں تو آپ دوسرے ملکوں کے کاروباری لوگوں کو پیسہ کمانے کی اجازت نہ دے۔ اس کو یکسر بند کر دینا چاہیے تاکہ ملک میں وافر اناج ہو اور لوگ کھائیں۔ آرام سے کھائیں۔ پہلے آپ ان چیزوں کو export کر دیتے ہیں پھر کہتے ہیں کہ اناج کو import کرنا ہے۔ اس میں بھی دہرا خرچہ آتا ہے۔ آپ یہ ساری چیزیں بند کر دیں۔ افغانستان بھجوانا بند کر دیں۔ UAE میں بند کر دیں تو پھر دیکھیں کہ لوگوں کو سستا پیاز اور آلو ملتا ہے کہ نہیں۔ ہمارے لئے کتنے بڑے شرم کی بات ہے کہ ہم آلو اور پیاز تک انڈیا سے منگوا کر کھاتے ہیں۔ کیا ہمارا ملک agriculture نہیں ہے۔ کیا یہاں زمینیں نہیں ہیں یا یہاں پر کسان اگا نہیں سکتے؟ جناب! یہ simple سی بات ہے۔ میں لمبی لمبی تقریروں میں نہیں جاتی۔ Direct بات کر رہی ہوں کہ لوگ انتہائی غریب ہو چکے ہیں۔ مہنگائی کی وجہ سے متوسط طبقہ ختم ہو چکا ہے۔ سب سے پہلے ---------

جناب ڈپٹی چیئرمین، میڈم! آپ کہنا چاہتی ہیں کہ قوت خرید ختم ہو چکی ہے۔

سینیٹر گلشن سعید، جی ہاں' آپ دیکھیں کہ جہاں ۸۰ روپے کلو پیاز ملے گا اور ۸۰ روپے کلو ٹماٹر ملے گا اور ۸۰ روپے میں آلو ملے گا تو غریب آدمی کیا کھائے گا؟ میں اس بات پر emphasis کرتی ہو کہ ہمارے جواں سال وزیر خزانہ بیٹھے ہوئے ہیں یہ ان چیزوں کی export بند کر کے ملک میں روٹی تو لوگوں کو دیں۔ غریب لوگ جو ۴'۵ ہزار روپے مہینہ کماتے ہیں۔ ۸۰ فیصد آبادی ان پر مشتمل ہے جو اتنی کم کماتی ہے۔ وہ کیسے اپنے پورے خاندان کا خرچہ

برداشت کرے۔ یہ سیدھی سیدھی بات ہے کہ ان کو export بند کرکے agriculture کو فروغ دینا چاہیے۔ ان کو بیج دینا چاہیے' ان کو سستا پانی فراہم کیا جائے' ان کو کیڑے مار ادویات subsidized rates پر دیں تاکہ وہ زیادہ سے زیادہ growth کریں اور اپنے ملک کے لوگ آرام سے کھانا کھائیں۔ جناب والا! غربت بہت بڑھ گئی ہے اور بہت برا حال ہے۔

دوسری چیز جو میں آپ سے کہوں گی کہ یوٹیلٹی بلوں میں اتنے زیادہ taxes لگائے ہوتے ہیں کہ یہ فلاں ٹیکس ہے اور یہ فلاں ٹیکس ہے۔ جناب والا! ہم یہاں پارلیمنٹ لاجز میں اکیلے رہتے ہیں۔ ہمارا ۵' ۶ ہزار روپے ماہانہ بجلی کا بل آتا ہے۔ آپ اس سے اندازہ کرلیں کہ دوسری جگہ کیا حالات ہوں گے۔ جناب والا! main problem اس ملک کی غربت ہے اور آگے بہت غلط جگہ پر جا رہے ہیں۔ میں عمر ایوب صاحب سے التجا کروں گی کہ خدا کے لئے اس دفعہ اس طرح کرلیں کہ غریبوں کے لئے جو کم یونٹس استعمال کر رہے ہیں ان پر taxes ختم کر دیں۔ اس کے علاوہ چیزوں کی export بند کر دیں تاکہ لوگ آرام سے کھانا کھائیں۔ Agriculture کو زیادہ سے زیادہ فروغ دیں۔ ان کے پانی' بجلی اور بیج دیں۔ میں یہ باتیں بار بار repeat کر رہی ہوں تاکہ ان کو سمجھ آئے کہ میں کیا کہنا چاہ رہی ہوں۔ بہت حالات خراب ہیں۔ جب لوگ زیادہ غریب ہو جاتے ہیں تو پھر ان کا ایمان بھی بک جاتا ہے۔ میں جو بات کر رہی ہوں اس کو سمجھنے کی کوشش کریں۔ جو صوبے غریب ہیں' سندھ اور بلوچستان والے لوگ کہتے ہیں ان کو ترقی کے لئے زیادہ سے زیادہ پیسہ دینا چاہیے۔

جناب! اس کے بعد میں بات کروں گی دہشت گردی کی۔ دہشت گردی کی ایک لہر اس ملک میں آئی ہوئی ہے۔ آپ کیسے foreign investors کو اپنے ملک میں بلائیں گے؟ کوئی بھی نہیں آئے گا۔ وہ آتے ہیں اور چلے جاتے ہیں۔ میں نے اخبار میں خود پڑھا ہے کہ کئی ملکوں نے اپنے سرمایہ کاروں کو کہا ہے کہ پاکستان کا سفر کرنے سے پہلے ایمبیسی سے رابطہ کیا جائے وہاں نہ جایا جائے۔ کیونکہ پچھلے ۱۵' ۲۰ دن میں کتنی زیادہ دہشت گردی ہوئی ہے۔ جناب والا! وزارت داخلہ کو زیادہ سے زیادہ پیسہ دیا جائے صوبوں کو دینے کے لئے۔ چاہے ان کو house to house search کرنی پڑے۔ باہر کے ایجنٹس آکر ہمارے ملک میں بربادی پھیلا

رہے ہیں ان کو ختم کیا جائے۔ ہرصورت ختم کیا جائے ورنہ آپ نے دیکھا ہے کہ کل ہماری ایک وزیر کو مار دیا گیا۔ کس قدر افسوس ناک واقعہ ہے۔ ایک عورت پر ہاتھ اٹھایا گیا۔ کیا ہم اسلامی ملک میں رہ رہے ہیں؟ یہ بہت افسوس ناک صورت حال ہے۔ اس سے کوئی بھی محفوظ نہیں ہے۔ نہ وزیر اور نہ عام لوگ اس صورتحال سے محفوظ ہیں۔ وہ بیچارے لوگ بھی اس سے محفوظ نہیں ہیں جن کو یہ بھی پتا نہیں کہ سیاست کیا ہے؟ جو اپنی روزی کمانے کے چکر میں ہوتے ہیں وہ بھی مارے جاتے ہیں۔

جناب والا! میں دو چیزوں پر emphasis کروں گی۔ عمر ایوب صاحب! ایک تو غربت کم کریں۔ آپ اس دفعہ بجٹ غریبوں کے لئے بنائیں۔ یوٹیلٹی بلوں کو کم کریں اور کھانے پینے کی اشیا کو سستی کریں۔ شکریہ۔

جناب ڈپٹی چیئرمین ، مولانا محمد صالح شاہ قریشی صاحب please ابھی آپ کی باری ہے۔

سینیٹر مولانا محمد صالح شاہ قریشی ، نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم۔ جناب چیئرمین! میں آپ کا مشکور ہوں کہ آپ نے مجھے وقت دیا' بہت سے اراکین حضرات نے قیمتی قیمتی تجاویز بجٹ کے سلسلے میں دی ہیں۔ میں اس مختصر وقت میں اپنی تجویز سے پہلے یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ عموماً جیسا آپ کے سامنے ہے' فاٹا کے حالات اور فاٹا کی صورت حال۔ مجھے ابھی بھی فی الوقت احساس محرومی ہوا کہ فاٹا کے مسائل پر تاحال کسی نے بحث نہیں کی' فاٹا کی پسماندگی میں' فاٹا کی غربت اور افلاس اور فی الوقت اگر فاٹا کی صورت حال پر ایک ممبر' آپ کی توجہ کا----

جناب ڈپٹی چیئرمین ، Minister for Finance کسی چیز کی وضاحت کرنا چاہتے تھے۔

سینیٹر مولانا محمد صالح شاہ قریشی ، بار بار ہمارے اپوزیشن ساتھی کی طرف سے یہ دعویٰ کیا گیا ہے کہ فاٹا کے سلسلے میں میں عرض کروں گا۔ بہرحال تجاویز مختصر کرنا چاہتا ہوں۔ میرے ذہن میں جو تجاویز ہیں ایک تو زرعی مسائل یعنی کسانوں کے بارے میں جتنے ہمارے پاکستان کی اراضی ہے اور کسان ہیں' کسانوں کے بارے میں مجھے کچھ خاص تعاون' امتیازی

سلوک نظر نہیں آتا۔ میری تجویز یہ ہے کہ کسانوں کے لئے پاکستان میں جتنا تعاون ہو سکے کرنا چاہیے۔ بجلی کے سلسلے میں، میں عرض کرنا چاہتا ہوں کہ جتنا ہو سکے کسانوں کے لئے بجلی کو مفت فراہم کیا جائے اور زرعی امور پر خصوصی توجہ دی جائے تاکہ پاکستان پیداوار کے سلسلے میں خود کفیل ہو جائے ۔ کسانوں کے لئے ایسے مراعاتی امور کے اعلانات کئے جائیں تاکہ کسانوں میں اپنی زمینوں سے دلچسپی اور لگن پیدا ہو جائے۔

جناب چیئرمین! مہنگائی کی وجہ سے ملازمین، عوام، خواص ہر ایک نالاں ہے۔ مہنگائی اللہ سبحانہ کی طرف سے ہے۔ یہ کسی کے بس مین نہیں، نہ حکومت کے بس میں ہے نہ صدر اور وزیراعظم کے بس میں ہے۔ یہ اللہ ہی کی طرف سے ہے۔ البتہ اتنا عرض ضرور ہے کہ ایسے امور جو کہ حکومت کی نظر میں ہیں، حکومت کی سوچ میں ہیں جیسے کہ بہت سی چیزوں پر، بہت سے ایسے مواد ہیں جو بازاروں میں پیدا نہیں ہوتے، اس پر بڑے بڑے لوگوں نے قبضہ کر رکھا ہے۔ اسی سلسلہ میں میری ایک تجویز یہ ہے کہ پاکستان میں جتنے محکمے ہیں پورے محکمے میں یعنی یہ نہیں کہ میں موجودہ حکومت کے نقائص بیان کرنا چاہتا ہوں بلکہ اول سے تاحال صورت حال یہی ہے۔ ایک تو یہ commission کا سلسلہ ہے۔ میرے ذہن میں یہ ایک ناجائز اور ظلم کا سلسلہ ہے۔ یہ commission کا سلسلہ فوری طور پر ختم کیا جائے۔ یہ ایک ایسا ظلم ہے کہ اس ظلم پر حکومت ادنیٰ سے لے کر اعلیٰ تک ہمارے عدالتی نظام یعنی تقریباً تقریباً کوئی ایسا محکمہ نہ ہو گا، ایسا بااختیار ادارہ نہ ہو گا کہ اس ظلم سے باخبر نہ ہو۔ اس ظالم commission کو ختم کیا جائے اور اس کے بدلے میں ان محکموں کے آفیسرز کے لئے مراعاتی اعلانات کئے جائیں۔ تاکہ وہ اس کے بدلے میں پاکستان کی عوام سے ظلم و زیادتی نہ کریں۔ اسی کے سلسلے میں کچھ ایسی مراعات کا اعلان کیا جائے تاکہ commission کا سلسلہ ختم ہو جائے۔

اسی طرح میری ایک تجویز یہ بھی ہے کہ ہر ممبر کے فنڈز کے لئے مقامی سطح پر ایک نگران کمیٹی تشکیل دی جائے تاکہ وہ نگران کمیٹی اس فنڈز کے، خواہ وہ منسٹر صاحبان کے فنڈز ہوں یا ممبر صاحبان کے فنڈز ہوں اس کی نگرانی اچھی طرح سے کی جائے۔

جناب چیئرمین صاحب! میری تیسری تجویز FATA کے لیے ہے کہ تمام فاٹا کے لیے ہمارا پولیٹکل ایجنٹ صاحب وہ بے تاج بادشاہ ہے ۔اس کا آڈٹ نہیں ہو سکتا۔ اسی طرح سے

جتنے بھی ترقیاتی امور فاٹا میں ہوتے ہیں۔اس کے آڈٹ والا کوئی نہیں ہے ' اس کے لیے کوئی بااختیار آڈٹ کا بندوبست کیا جائے تاکہ اس کا احتساب ہو سکے اور پولیٹکل ایجنٹ کے اختیار سے زیادہ اس کے پاس نہ اختیارات ہوں تاکہ سیاسی اختیارات اس پر اثر انداز نہ ہوسکیں۔جناب چیئرمین صاحب ! ہمارے قبائل معدنی ذخائر سے مالا مال ہیں اورتقریباً پورے قبائل کے لیے اس سال چھ ارب روپے بجٹ مختص کیا گیا ہے اور پورے قبائل تقریباً ۲۶ ہزارمربع میل پر آباد ہیں۔ اگر اس کا تناسب لیا جائےتو تقریباً دوسرے صوبوں کی بہ نسبت اگرصوبے کے برابر وہ قبائل نہ ہوں لیکن صوبوں کے آدھے کے برابر تو ضرور ہیں ۔میں اس سلسلے میں یہی عرض کرنا چاہتا ہوں کہ یہ چھ ارب روپے بجٹ ہمارے قبائل کے لیے بہت ہی کم ہے اسی طرح میری تجویز ہے کہ قبائل کے لیے آئندہ بجٹ میں دوگنا بجٹ ہو کیونکہ قبائل باجوڑ سے لیکر وزیرستان تک ایک وسیع اور زرخیز علاقہ ہے اور اس کے لیے جتنا زیادہ سے زیادہ بجٹ مقرر کیا جائے ۔بہتر ہے جناب چیئرمین صاحب! ہمارے قبائل میں بہت سے معدنیات گیس اور کول وغیرہ کے ذخائر ہیں بہرحال حکومت نے اس پر توجہ نہیں دی ہے تو میری تجویز یہ ہے کہ قبائل ویسے بھی پسماندگی کا شکار ہیں غربت اور افلاس کا شکار ہیں ' جتنا بھی حکومت سے ہو سکے قبائل کے ترقیاتی امورپر توجہ دینا چاہیے ۔ وہاں پر جتنےبھی معدنیات اور ذخائر ہیں حکومت کا فرض ہے کہ انہیں اپنے استعمال میں لیا جائے ۔وہاں کے عوام کی دلچسپی بھی انہی امور سے پیدا ہو جاتی ہے ۔جناب چیئرمین! تاحال گیس کی نعمت سے بھی ہمارے قبائل محروم ہیں اور گیس نہ ہونے کی وجہ سے جتنے جنگلات ہیں ہمارے قبائل کے وہ ختم ہو رہے ہیں۔جلانے کی صورت میں' اس کو کاٹنے کی صورت میں' اس کو بیچنے کی صورت میں تو اس لیے تجویز یہ ہے کہ گیس کے سلسلے میں جیسے ابھی ہمارے گورنر صاحب نے بھی اعلان کیا ہے لیکن میرے خیال کے مطابق گیس اکثر قبائل تک نہیں پہنچ سکتی۔ جتنا بھی ہو سکے قبائل کوبھی اس گیس کی نعمت سے نوازیں۔جناب چیئرمین صاحب! قبائل عموماً اور خصوصاً جنوبی وزیرستان اور نارتھ وزیرستان کے حالات فی الوقت ناگفتہ بہ ہیں وہ آپ کے سامنے ہیں یہ بھی ہماری حکومت کا نامناسب رویہ اور نظرانداز کرنے کا طریقہ ہے تاحال حکومت نے قبائل کو ترقیاتی امور سے محروم رکھا ہے ۔ خصوصاً ان دو ایجنسیوں جنوبی وزیرستان اور نارتھ وزیرستان میں جو حالات پیدا

ہو رہے ہیں اس پر خصوصی توجہ دینی چاہیے آج کل ہم دیکھ رہے ہیں سن رہے ہیں کہ جہاں بھی واقعات ہوتے ہیں وہاں وزیرستان کے لوگ جو کاروبار میں مصروف ہوتے ہیں ، مزدوری میں مصروف ہوتے ہیں ان کو بلا تحقیق پکڑ کرگرفتار کر لیا جاتا ہے ۔یہ لازم نہیں ہے کہ پاکستان میں جہاں بھی واقعات پیش آتے ہیں اس کا ذمہ دار وزیرستان ہو جاتا ہے۔ یہ ضروری نہیں ہے۔بغیر تحقیق وزیرستانی کو گرفتار کرنا ، ان کو پکڑنا ، یہ سراسر ظلم اور زیادتی ہے تقریباً ڈیرہ اسماعیل خان میں اور کراچی میں وزیرستانی باشندوں پر یہی پابندیاں ہیں تو میری تجویز یہ ہے کہ جہاں بھی واقعات ہوتے ہیں، وہاں تحقیق کے بغیر ایسے بے گناہ مسلمانوں کو تکلیفیں نہ پہنچائی جائیں۔ اسی طرح جناب چیئرمین! ہمارے قبائل عموماً بجلی کی نعمت سے بھی محروم ہیں۔ بہت سی ایجنسیاں irrigation سے بھی محروم ہیں۔ ہمارے قبائل میں پانی کی کمی ہے وہاں سمال ڈیمز کی ضرورت ہے لہٰذا میری تجویز یہ ہے کہ قبائل کو عموماً ، ہر ایجنسی میں سمال ڈیم کا بندوبست کیا جائے تاکہ قبائل کے علاقے ان سمال ڈیمز کے ذریعے آباد ہو جائیں۔ شکریہ جناب چیئرمین۔

جناب ڈپٹی چیئرمین، شکریہ، میڈم پری گل صاحبہ۔

سینیٹر آغا پری گل ، بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ، جناب چیئرمین! آپ کا بہت بہت شکریہ۔ سب سے پہلے میں اپنے colleague بھنڈر صاحب کا شکریہ ادا کرتی ہوں کہ انہوں نے ایک اچھی تجویز ایوان میں پیش کی ہے ۔ ساتھ ساتھ میں صدر پاکستان کا بھی شکریہ ادا کرتی ہوں کہ انہوں نے سینیٹ کا اجلاس بلا کر ہمارے لیے یہ سپیشل موقع فراہم کیا اور ساتھ میں اپنے لیڈر چوہدری شجاعت حسین ، وزیر اعظم پاکستان ، چیئرمین سینیٹ اور ڈپٹی چیئرمین سینیٹ کا بھی شکریہ ادا کرتی ہوں کہ انہوں نے تمام سینیٹرز کو موقع دیا۔

جناب چیئرمین! میرا خیال ہے کہ پاکستان کی تاریخ میں یہ پہلی دفعہ ایسا ہوا ہے کہ تمام ممبروں کے خیالات سنے گئے اور ان کے علاقوں کے مسائل سنے گئے اور بجٹ میں شامل کرنے کے لیے کہا گیا ۔ اب اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے کہ یہ تجاویز بجٹ میں شامل ہوں گی یا نہیں ہوں گی، مگر یہ ہے کہ ہمارے تمام معزز اراکین نے بڑے خلوص اور پیار سے اپنے اپنے علاقے

کے متعلق تجاویز دی ہیں۔ میں اپنے وزیر صاحب سے درخواست کروں گی کہ ان تین چار دنوں میں ہمارے سارے ممبران سینیٹ نے بڑی محنت کی اور اتنے دن انہوں نے تقاریر کیں اور اپنے علاقوں اور پاکستان کی بات کی تو میں اپنے وزیر صاحب سے یہ بات ضرور کہنا چاہتی ہوں کہ یہ دن گزر جاتے ہیں' باتیں یاد رہ جاتی ہیں۔ آج کا یہ دن گزر جائے گا اور آپ کا بجٹ بھی گزر جائے گا لیکن اگر ہمارے ممبران کی تجاویز اگلے بجٹ میں نہ آئیں تو آپ یقین کریں کہ ہم تمام ممبران کے دل ٹوٹ جائیں گے اور پھر ہمارا جو تھوڑا بہت بھروسا ہے' وہ ختم ہو جائے گا۔ اس لیے میں آپ سے درخواست کروں گی کہ ہمارے ممبران کی جتنی بھی تجاویز ہیں' تمام کی تمام' میں آپ کو یہ نہیں کہوں گی کہ آپ زبردستی یہ کریں' وہ کریں لیکن ہم سب ممبران کی جو جائز تجاویز ہیں وہ آنی چاہییں اور ان کے علاقوں میں کام ہونا چاہیے۔

جناب چیئرمین! میں سب سے پہلے یہ کہنا چاہتی ہوں کہ ہمارے ملک میں بہت زیادہ مہنگائی ہے اور ٹیکس بھی بہت زیادہ ہے۔ جس طرح سینیٹر گلشن صاحبہ نے کہا کہ یہ ٹیکس ختم کیے جائیں۔ جناب والا! ایک تو مہنگائی اور اوپر سے ٹیکس' ہر بات پر ٹیکس' روٹی پر ٹیکس' گھی کے ڈبے پر ٹیکس' چینی پر ٹیکس ' آپ دیکھیں کہ غریب کہاں جائیں۔ چلیں امیروں کا گزارہ تو ہو جائے گا مگر آپ اپنے غریبوں پر ترس کھائیں اور ذرا ٹیکسوں کو کم کریں۔ میں بالکل اس کی favour میں نہیں ہوں۔ میں اپنے تمام دوستوں سے یہ گزارش کروں گی کہ ہمارے ملک میں ٹیکس کم ہونا چاہیے۔ ایک تو ہمارے ملک میں غربت اتنی زیادہ ہے کہ میں آپ کو بتا نہیں سکتی۔ ہم لوگ یہاں اسمبلیوں میں بیٹھ کر صرف بڑی بڑی باتیں کر کے نکل جاتے ہیں لیکن ہمیں پیچھے بھی دیکھنا چاہیے۔ ہمارے ملک میں اللہ تعالیٰ کا دیا ہوا بہت کچھ ہے۔ ہمارے پاس کیا کچھ نہیں ہے۔ ہمارے پاس پہاڑ ہے' سمندر ہے' زمینیں ہیں مگر ان پر آج تک کسی نے توجہ نہیں دی۔ میں کہتی ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے جتنا پاکستان کو نوازا ہے' یہ اس کی رحمت ہے مگر اس پر کسی نے توجہ نہیں دی۔ میں کچھ تجاویز دینا چاہتی ہوں اور یہ کہنا چاہتی ہوں کہ جناب چیئرمین! ہمارے پورے پاکستان میں اور خاص طور پر بلوچستان میں اس وقت ہمیں سب سے زیادہ تعلیم اور صحت کی ضرورت ہے ' جس طرح باہر کے ملکوں میں بچوں کو مفت تعلیم دی جاتی ہے اور ساتھ ہی ان کو وظیفہ بھی دیا جاتا ہے۔ میں یہ ایک تجویز دینا چاہتی ہوں کہ پاکستان میں اسی طرح مفت

تعلیم دی جائے اور ساتھ میں ان کو تھوڑا بہت وظیفہ بھی دیا جائے تاکہ وہ بچے صحیح طریقے سے تعلیم حاصل کریں۔

جناب! دوسری بات کہ آج کل اتنے حادثات ہو رہے ہیں۔ میں پنجاب کو مبارکباد پیش کرتی ہوں کہ انہوں نے ایمرجنسی، ایمبولینس 1122 جاری کی ہے۔ اسی طرح اگر پورے پاکستان میں یہ mobile vans تمام صوبوں کو دی جائیں اور میری یہ تجویز بجٹ تجاویز میں شامل کی جائے۔

جناب! دوسری بات میں یہ کہنا چاہتی ہوں کہ حکومت پاکستان کو چاہیے کہ ہرصوبے کو دو، دو ہیلی کاپٹر ضرور دے۔ اکثر ہمارے صوبوں میں ایسی جگہ حادثہ ہوتا ہے جہاں سے بروقت امداد نہ ملنے کی وجہ سے کافی جانیں ضائع ہو جاتی ہیں۔ جناب! یہ ایک بہت اچھی تجویز ہے اس پر بھی غور کیا جائے کیونکہ میں ذرا دوسرے اراکین سے ہٹ کر تجویز دے رہی ہوں۔ میرے بہن بھائیوں نے بہت اچھی تجاویز دی ہیں۔ ہیلی کاپٹر سے صرف اتنا فائدہ ہوگا کہ اس میں میڈیکل کی سہولت ہوگی اور ڈاکٹر موجود ہوگا اور بروقت زخمیوں کو طبی امداد مل جائے گی۔ اگر خدانخواستہ کہیں بھی کوئی ایکسیڈنٹ ہو جاتا ہے تو ان غریب کے بچوں کو فوری طور پر طبی امداد مل سکے گی۔ جناب والا! بچانے والا اللہ ہے مگر کوشش بھی کرنی چاہیے۔ دیکھیں ہماری ایک Minister Sahiba راستے ہی میں دم توڑ گئیں حالانکہ اس کو ہیلی کاپٹر پر پہنچایا گیا تھا مگر اس کی اتنی ہی زندگی تھی۔ مگر اس طرح کی سہولت دوسرے صوبوں میں نہیں ہے۔ میں ایک تجویز دینا چاہتی ہوں اور صدر پاکستان کو میں یہ کہنا چاہتی ہوں کہ انہوں نے پورے پاکستان کے لئے بہت کچھ کیا ہے۔ صوبوں کے لئے بھی بہت کچھ کیا ہے۔ اگر تمام صوبوں میں دو دو ہیلی کاپٹر دیئے جائیں تو ان کی بڑی مہربانی ہوگی۔ جناب! یہ وزیر صاحب آگے بیٹھے باتیں کر رہے ہیں۔

جناب ڈپٹی چیئرمین، وصی صاحب! میڈم کی طرف غور کریں۔ وہ کہتی ہیں میری تقریر کی طرف غور کریں۔

سینیٹر آغا پری گل، جناب چیئرمین! یہ بہت ضروری ہے ۔ ہمارے وزیرخزانہ کو کہہ دیں کہ یہ ضرور اس کو بجٹ میں ڈالیں اور ہرصوبے کو دو دو ہیلی کاپٹر فراہم کیے جائیں۔ یہ

بہت اچھی بات ہو گی اور آپ لوگوں کا نام ہو گا۔ آپ کی حکومت کا نام روشن ہو گا۔

جناب چیئرمین ! دوسری بات یہ ہے کہ ہمیں ڈیموں کی بہت زیادہ ضرورت ہے۔اور خاص طور پر بلوچستان میں ڈیموں کی اتنی زیادہ ضرورت ہے کیونکہ ہمارے وہاں پر بارشیں ہوتی ہیں اور سارا پانی ضائع ہو جاتا ہے اور ہمارے پاس کوئی ڈیم نہیں ہے۔ لوگ ڈیموں کی مخالفت کرتے ہیں مگر ہم بلوچستان والے کہتے ہیں کہ جو مخالفت کرتے ہیں وہ پیسہ ہمارے بلوچستان کو دیا جائے۔ ہمارے پاس زمینیں بہت ہیں' ہمارے پاس کمی ہے تو پانی' بجلی اور پیسوں کی۔ اگر ہمارے لئے ڈیم بن گئے تو ہم کم سے کم آپ کو وہ فصلیں دیں گے جو آپ کو باہر کے ملکوں سے منگوانے کی ضرورت بھی نہیں پڑے گی۔ آپ دیکھیں بلوچستان میں آلو' پیاز' سندھ میں آلو' پیاز' پنجاب میں گندم آپ کو کہیں سے بھی کچھ نہیں منگوانا پڑے گا۔ صرف توجہ کی ضرورت ہے کیونکہ پرانے لوگوں نے توجہ نہیں دی۔ آج تک مسائل جوں کے توں پڑے ہوئے ہیں اگر آپ ان پر توجہ دیں گے تو اس کا کریڈٹ بھی آپ ہی کو جائے گا۔ یہ میں آپ کو اس لئے بتا رہی ہوں کہ یہ کریڈٹ آپ لے جائیں۔

جناب چیئرمین! ایک دوسری بات۔ یہ جتنے بھی ہمارے مسئلے ہیں یہ حل ہو جائیں۔ ہمارے وزیر سرور خان صاحب نے کہا کہ میں پچاس لاکھ افراد کو بیرون ملک روزگار دیا ہے۔ اس دن ان کا ٹی وی پر انٹرویو تھا۔ آپ یقین کریں میں حیران ہوگئی کہ اتنے سارے لوگ کہاں سے باہر گئے ہیں۔ کسی سینیٹر کا ایک بھی بندہ جو انہوں نے recommend کیا ہو' ایک چپڑاسی بھی باہر نہیں گیا' پھر یہ کہاں سے گئے۔ نہ کسی ایم این اے نے تجویز دی ہے نہ کسی سینیٹر نے دی ہے۔ ہم سے تو کسی نے نہیں لی۔ نہ ہم سے کسی نے پوچھا ہے اور کہتے ہیں کہ بلوچستان کو ہم نے اتنا کوٹہ دیا۔ بلوچستان کے چیف منسٹر کہتے ہیں کہ یہاں سے تو ایک بندے کو بھی نہیں بھیجا گیا۔ ایسی غلط بیانی خاص طور پر ہمارے ساتھ نہیں کرنی چاہیے۔ اگر کوئی کام کرنا ہے تو کرے مگر اس طرح غلط بیانی نہ کرے۔ ہمیں کوئی کوٹہ نہیں ملا۔

دوسری بات میں آپ کو ایک تجویز دینا چاہتی ہوں کہ ہمارے کافی لوگوں نے الگ الگ تجاویز دی ہیں۔ جس طرح باہر کے ممالک میں کالونیاں بناتے ہیں اسی طرح پاکستان میں بھی ہمارے بے گھر لوگوں کے لئے کالونیاں بنائی جائیں۔ جتنے بھی بے گھر لوگ ہیں' ان کے

دل میں خواہش ہے جناب چیئرمین! کہ اپنا گھر ہونا چاہیے۔ اس کو "اپنا گھر" کا نام دے کر حکومت کالونیاں بنائے اور بیشک ان سے پیسے لیں، ان کی تنخواہوں سے تھوڑا تھوڑا کاٹیں تاکہ ہرغریب کا اپنا گھر ہو۔ میں ایک اور بات کرنا چاہتی ہوں کہ ہمارے MNAs کو بہت زیادہ پیسہ ملتا ہے اور ہمارے سینیٹرز کو 50 لاکھ۔ یہ بڑی زیادتی ہے۔

(مداخلت)

جناب ڈپٹی چیئرمین، اس بحث میں نہ پڑیں۔ ابھی تک تھوڑی سی رکاوٹ ہے۔

سینیٹر آغا پری گل، نہیں، یہ غلط بات ہے۔ اگر نہیں ملا ہے تو ملنا چاہیے ان کو۔ بھئی میں fund کی بات کر رہی ہوں۔

جناب ڈپٹی چیئرمین، میڈم وہ جو بات ہے کہ جو دے اس کا بھی بھلا جو نہ دے اس کا بھی بھلا۔ سینیٹ اس کیفیت سے گزر رہا ہے۔

سینیٹر آغا پری گل، نہیں، کیوں نہ بھلا ہو ہمارا۔ یہ ہمارا حق بنتا ہے۔ جناب چیئرمین! ہر سینیٹر کا حق بنتا ہے۔

(مداخلت)

جناب ڈپٹی چیئرمین، میڈم کو تقریر کرنے دیں۔ مجھے پتا ہے۔ مسئلہ take up کیا ہوا ہے، وزیر اعظم کے ساتھ take up کیا ہوا ہے۔

سینیٹر آغا پری گل، میں آپ سے یہ درخواست کروں گی کہ آپ وزیراعظم کو کہیں، جنرل صاحب کو کہیں کہ اگر آپ تین کروڑ روپے MNA کو دیتے ہیں اپنے حلقے کے لئے تو دو کروڑ یا کم از کم ایک کروڑ تو اپنے سینیٹر حضرات کو بھی دیں کیونکہ یہ سینیٹر حضرات ہی آپ لوگوں کے کام آئیں گے۔ دیکھیں ناں کام تو ہم آئیں گے، سینیٹرز آئیں گے۔ اگر ہم اپنے حلقوں میں جا کر کام کریں گے، کچھ سکول بنائیں گے، ہسپتال بنائیں گے تو ووٹ آپ کے لئے ہم جمع کریں گے۔ وہ ووٹ آپ کو لے کر دیں گے۔ جب ہم کام ہی نہیں کریں تو ووٹ کہاں سے آئے گا۔ بندے کو سچ بولنا چاہیے۔ مگر کچھ ایسے لوگ ہیں جو جھوٹ بولتے ہیں مگر وہ نہیں کہنا چاہیے کیونکہ یہ floor ہے۔ سینیٹ کا floor ہے، اس پر ہر بات note ہوتی

ہے۔ یہاں پر ہر بات بندے کو ایمانداری سے اور اپنے عوام کے لئے کہنا چاہیے کیونکہ یہ پاکستان ایک پیارا ملک ہے اور بلوچستان ہو' سندھ ہو' ہم سارے پاکستانی ہیں۔ ہمارا مذہب ایک' دین ایک' ہم دعا کرتے ہیں۔ آج تک آپ یقین کریں کہ بلوچستان پر کسی نے توجہ نہیں دی ہے۔ میں صحیح بات بتاتی ہوں۔ ایک آیا اس نے نعرہ لگایا روٹی کپڑا اور مکان' مگر اس نے ہم سب کو بھوکا کر دیا۔ ہم سارے بھوکے ہیں by God. میں آپ کو سچ بتا رہی ہوں۔ ایک آیا ملک سنوارو قرض اتارو' اس نے بیڑہ غرق کر دیا بلوچستان کا۔ ہمیں ایک پرائمری سکول تک نہیں دیا۔ آپ یہ سوچیں کہ ہمارے ساتھ یہ زیادتی کیوں ہو رہی ہے۔ آپ لوگ کہتے ہیں کہ جب بھی دیکھو بلوچستان' بلوچستان کرتے ہیں۔ بھئی ہم تو دکھی ہیں۔ ہم اتنے دکھی ہیں کہ اگر دل چیر کر دکھانے کی چیز ہوتی تو میں آپ کو دکھاتی کہ اس میں کتنے زخم ہیں۔ انہوں نے اتنے زخم دیے۔ انہوں نے پچھلے دس بیس سالوں میں ہمارے بچوں کی بربادی کی ہے۔ آپ یقین کریں کہ جبھی ان جوانوں کو دیکھتے ہیں تو بہت دل دکھتا ہے۔ جب وہ بچے اس وقت بیس سال کے تھے تو وہ آج بے چارے 40، 45 سال کے ہو گئے ہیں' ان کو نوکریاں نہیں مل رہی ہیں اور جب نوکری نہیں ملے گی تو وہ ڈاکو ہی بنیں گے ورنہ کیا کریں گے۔ دیکھیں ایک بچہ جب ایم اے کرتا ہے یا وہ double M.A. ہے' وہ اپنی عمر کا مارا ہوا ہے' میں ایک تجویز دوں گی خزانے کے وزیر کو' یہ بھی ایک young بچہ ہے' ان کو میں ایک تجویز دیتی ہوں ---

جناب ڈپٹی چیئرمین، Young بچہ Minister.

سینیٹر آغا پری گل، جی' ان نوجوانوں پر آپ ترس کھائیں جن بے چاروں کا ہماری پچھلی حکومتوں نے خانہ خراب کیا اور وہ over age ہوگئے۔ ان کے لئے age relaxation ہونی چاہیے۔ اگر وہ اب چالیس سال کے ہوگئے ہیں' تیس سال کے ہوگئے ہیں' کم ازکم آپ ان کے لئے تھوڑی سی age میں نرمی کریں تاکہ ان کو روزگار ملے' اس سے ملک آپ کا صحیح ہوگا' آپ کو فائدہ ہو گا۔ پھر کوئی بھی بچہ ہمارا پلٹ کر ادھر ادھر نہیں جائے گا۔

Mr Deputy Chairman: Thank you Madam.

سینیٹر آغا پری گل، جناب چیئرمین! آخر میں، میں پھر آپ کا شکریہ ادا کرتی ہوں اور آپ سے ایک درخواست کرتی ہوں کہ سینیٹروں کی عزت ہوئی تو آپ کی عزت ہوگی۔ آپ ہماری عزت بحال کریں، یہ جو ہمارے سینیٹروں کو فنڈ نہیں مل رہے، اچھی بات نہیں ہے۔ ان کے فنڈ کو بحال کیا جائے۔ بہت افسوس کی بات ہے۔ ٹھیک ہے یہ بچے ہیں بولتے رہتے ہیں، لڑتے رہتے ہیں، اب ان کی لڑائیوں کا کون برا مانے۔ ظاہر ہے پاکستانی بچے ہیں وہ دل سے بولتے نہیں ہیں، اوپر اوپر سے بے چارے پارٹیوں کے ہاتھوں سے پریشان ہیں۔ کیا کریں؛ دل سے یہ بھی پکے پاکستانی ہیں۔ آخر میں، میں اپنے صدر صاحب کا بھی شکریہ ادا کرنا چاہوں گی، وزیراعظم کا بھی، چوہدری شجاعت صاحب کا بھی، آپ کا، سومرو صاحب کا اور تمام سینیٹ کے ملازمین کے لئے بھی ایک لفظ کہوں گی کہ ان کی تنخواہیں بڑھائی جائیں۔ یہ ہماری خدمت کرتے ہیں۔ صبح سے لے کر ابھی نو بجے تک بیٹھے ہوئے ہیں۔ ان کے لئے بھی کوئی ایسی تجویز پیش کریں تاکہ ان کو کچھ کالونی ملے۔ ان کی تنخواہوں میں اضافہ ہو، ان کے بچوں کو تعلیم کی سہولت فری ملے۔ جناب وزیر خزانہ صاحب یہ بھی آپ کے اپنے لوگ ہیں، آج آپ فنانس منسٹر ہیں، کل نہیں ہونگے مگر ایک یادگار چیز چھوڑتے جاؤ۔ کم ازکم کل جب آپ سیٹ پر نہیں ہونگے، یہی لوگ آپ کی قدر کریں گے۔ یہ ہمارے غریب لوگ ہیں یہ بڑی قدر والے لوگ ہیں۔ امیر لوگ اتنی قدر نہیں کرتے۔ وہ اس کان سے سنتے ہیں ادھر سے نکال کر بھول جاتے ہیں۔ یہی لوگ آپ کو یاد کریں گے۔ ان کے لئے کوئی ایسا، چاہے وہ قومی اسمبلی کا ملازم ہو، یا سینیٹ کا ہو جو بھی چھوٹے سے لے کر بڑے ملازم تک آپ سب کے لئے کوئی کالونی کی سکیم بنائیں۔ ان کی تنخواہیں بڑھائیں۔ ان کے بچوں کے لئے مفت تعلیم دیں۔ آخر میں جناب چیئرمین! میں آپ کا بہت شکریہ ادا کرتی ہوں۔ اللہ آپ کو سلامت رکھے، اللہ میرے پاکستان کو سلامت رکھے، اللہ میرے پاکستان کے دشمنوں کو اندھا کرے، اللہ تعالیٰ میرے پاکستانیوں کو خوشحالی دے۔ اپنی امان میں رکھے۔ کسی پاکستانی کا ایک بال بھی نہ ٹوٹے۔ آمین۔ شکریہ جناب چیئرمین۔

جناب ڈپٹی چیئرمین، شکریہ! ابھی میرا خیال ہے wind up کریں گے۔

(مداخلت)

جناب ڈپٹی چیئرمین، آپ اپنے لئے مشکل کر رہے ہیں۔

سینیٹر کامل علی آغا ، جناب چیئرمین! ہر کوئی دو دو چار چار تقریریں یہاں پر کرے گا۔

سینیٹر وسیم سجاد، جناب والا! ساڑھے آٹھ بج چکے ہیں۔ منسٹر کو floor دیں۔

جناب چیئرمین ، دیکھیں آپ تینوں کھڑے ہو گئے ہیں اور تقریر کے وقت آپ کہیں blue area میں پھر رہے تھے۔ جی بنگزئی صاحب آپ کیا کہنا چاہتے ہیں۔

سینیٹر لیاقت علی بنگزئی ، جناب چیئرمین! مجھے الفاظ نہیں مل رہے کہ میں کن الفاظ کے ساتھ اپنے دکھ کا اظہار کروں۔ جناب چیئرمین! اس وقت ہماری آواز بیٹھ گئی ہے۔ یہ لوگ بے حس ہو چکے ہیں۔ میں آپ کو صاف صاف بتا دوں۔ ہمارے حکومتی بنچوں پر جتنے بھی لوگ بیٹھے ہوئے ہیں، میں ان کو اس حوالے سے کہہ رہا ہوں' ایک طرف for sale بچوں کو مینار پاکستان کے قریب لایا جا رہا ہے۔ اپنے لخت جگروں کو فروخت کرنے کے لئے لایا جا رہا ہے۔ دوسری طرف انہوں نے پتنگ بازی کی اجازت دی ہے۔ جس سے گردنیں کٹ رہی ہیں۔

جناب ڈپٹی چیئرمین، یہ separate issue ہے اس کو اس میں نہ لائیں۔ دیکھیں یہ سپریم کورٹ تک مسئلہ گیا ہوا ہے۔

سینیٹر لیاقت علی بنگزئی ، وہاں بچے مر رہے ہیں اور یہ کہتے ہیں کہ اس کو نہ لایا جائے۔

جناب ڈپٹی چیئرمین ، اس کو نہ لایا جائے کیونکہ سپریم کورٹ تک مسئلہ گیا ہوا ہے۔ اس کو آپ دوسرے طریقے سے رکھیں۔

سینیٹر لیاقت علی بنگزئی ، جناب چیئرمین! سپریم کورٹ نے اس کو منع کیا ہے۔

جناب ڈپٹی چیئرمین ، جی وہ سپریم کورٹ کو خود ہی جوابدہ ہیں۔ ڈاکٹر اسمٰعیل بلیدی آپ کو خاص چیز add کرنا چاہتے ہیں please۔ آپ ساروں کا احساس کریں جو دونوں طرف بیٹھے ہوئے ہیں۔

سینیٹر ڈاکٹر محمد اسمٰعیل بلیدی ، جی بالکل جی۔

جناب ڈپٹی چیئرمین، پانچ منٹ بہت وقت ہے۔ دو منٹ میں، مختصر کریں۔

سینیٹر ڈاکٹر محمد اسمٰعیل بلیدی ، ٹھیک ہے۔ جناب چیئرمین! آپ کی بہت مہربانی کہ آپ نے مجھے اجازت دی کیونکہ یہ بہت اہم issue ہے اور میں آپ کو اور پورے House کو مبارکباد دیتا ہوں کہ پہلی بار آپ لوگوں نے ایک روایت قائم کی کہ بجٹ سے پہلے بجٹ کو یہاں پر زیر بحث لائے۔

Mr. Deputy Chairman: Thank you.

سینیٹر ڈاکٹر محمد اسمٰعیل بلیدی، لیکن میں یہ کہتا ہوں پہلے جو Finance کے Additional Secretary بیٹھے ہوئے تھے' اب وہ بھی چلے گئے ہیں۔

جناب ڈپٹی چیئرمین، جب منسٹر حاضر ہے تو ہمیں Additional Secretary کی کیا ضرورت ہے؟ کیا ساری عمر bureaucrats پر depend کریں گے؟

سینیٹر ڈاکٹر محمد اسمٰعیل بلیدی، جناب چیئرمین! یہ اہم issue ضرور ہے لیکن ہماری بیوروکریسی اس کو پہلے ہی بنا لیتی ہے اور جو پلندہ یہاں پر دکھایا جاتا ہے اس میں صرف یہ dates change کرتے ہیں۔ پہلے سے بنا ہوتا ہے صرف 2006 کی بجائے وہ 2007 لکھ دیں گے۔ دوسری بات یہ ہے کہ پاکستان میں یہ بجٹ صرف امیروں' بائیس خاندانوں کے لیے بنایا جاتا ہے' یہاں جس غریب کے چھ بچے ہیں---

جناب ڈپٹی چیئرمین، ڈاکٹر صاحب! بائیس خاندان تو President Ayub ان کے دادا (وزیرمملکت عمر ایوب کی طرف اشارہ کرتے ہوئے) کے زمانے میں تھے' اب کتنے خاندان ہیں۔

سینیٹر ڈاکٹر محمد اسمٰعیل بلیدی، یہاں جس غریب کی تنخواہ تین ہزار سے چھ ہزار تک ہے' اس کے پانچ چھ بچے ہیں' ان غریبوں کے لیے بجٹ میں کیا relief دیا جاتا ہے۔ اس سے پہلے بھی جو بجٹ بنائے گئے وہ غریب کش بجٹ تھے۔ یہاں اس دفعہ جتنی بھی تجاویز آئی ہیں' مجھے یہ نہیں لگتا کہ وہ کسی تجویز پر غور کریں گے اور اسے implement کریں گے۔ یہ تو

صرف نشستند، گفتند، برخاستند ہے اور جس طرح ہم نے سینیٹ سے جتنی بھی تجاویز National Assembly میں بھیجی تھیں، افسوس ہے کہ صرف ایک تجویز پر عمل ہوا اور باقی تمام reject ہوئیں۔ یہ سینیٹ کی توہین ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ جو غریب مزدور، ایک گریڈ سے لے کر پندرہ تک ہیں، ان کی تنخواہ بڑھائی جائے اور جو پندرہ سے لے کر بائیس تک ہیں، ان کی تنخواہ نہ بڑھائی جائے کیونکہ وہ تو کھاتے پیتے اور عیاشی کرتے ہیں۔ جو بڑے businessman بڑے مالدار اور فیکڑیوں والے ہیں اور بیوروکریسی کے بڑے لوگوں پر ٹیکس لگائے جائیں اور ان ٹیکسوں سے بجٹ میں غریبوں کو کچھ relief دیا جائے۔ یہاں تو یہ ہوتا ہے کہ غریب کش بجٹ بنایا جاتا ہے اور جو امرا ہیں، ان کے لیے مراعات کا اعلان کیا جاتا ہے۔ مثلاً جو عیاشی کا سامان یا آرام کے لیے سامان خریدا جاتا ہے، ان پر بھاری ٹیکس لگایا جائے تاکہ وہ اس کو استعمال نہ کریں۔ یہاں پر ساٹھ سال سے زائد کے جو لوگ ہیں، ان کے لیے سپیشل الاونس، گزارہ الاونس مقرر کیا جائے۔ پوری دنیا میں ایسا ہے کہ جو معمر لوگ ہیں اور کام نہیں کر سکتے، ساٹھ سے زیادہ کے ہیں، آپ گلف، دبئی میں دیکھیں، ان کے لیے خصوصی طور پر کم از کم دو ہزار روپے مہینہ مقرر کیے جائیں اور جو بے روزگار نوجوان ہیں، آجکل جو reason ہے، پاکستان میں جو خودکش حملے ہو رہے ہیں، ہمارا ہمسایہ ملک ایران، بنگلہ دیش اور گلف بھی ہیں، وہاں پر اتنے خودکش حملے کیوں نہیں ہوتے، کوئی اکا دکا واقعہ ہوتا ہے، اس کی وجوہات ہیں۔ اس کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ بے روزگاری ہے، کوئی میرٹ نہیں ہے، کسی کو حق نہیں ملتا۔ غریبوں کو اٹھا کر قتل کر دیا جاتا ہے۔ ان کو کوئی حق نہیں ملتا، ان کی کوئی نہیں سنتا۔ ان کی عدالتوں میں کوئی داد رسی نہیں ہوتی اور جو لوگ بے بس ہیں، جن کا کوئی سفارشی نہیں ہے، اس معاشرے میں ان کا کوئی حق نہیں ہے۔ جناب! یہ بھی reason ہے۔ یہاں جو اسلامی طبقے، جو نمازی ہیں، داڑھی رکھنے والے اور مدارس و مساجد والے ہیں، ان کو حقارت کی نظر سے دیکھا جاتا ہے اور امریکہ کے کہنے پر انہوں نے اپنے اندرونی معاملات خراب کیے ہیں اور اس کی تابعداری کر کے اپنے آپ کو خطرے میں ڈالا ہے۔

جناب چیئرمین! میں یہ بھی کہتا ہوں کہ آپ کی پارلیمنٹ، اس ملک کے President کا کوئی تحفظ، کوئی گارنٹی نہیں ہے۔ آپ کے وزیر اعظم کا کوئی تحفظ نہیں ہے، یہ کوئی ملک ہے۔ آپ سوچیں کہ ان کی وجوہات کیا ہیں۔ یہاں 95% غریب رہتے ہیں، ہم ان غریبوں کے

ووٹوں سے اس House میں آئے ہیں۔ غریب مزدوروں کے لیے آپ نے کیا پالیسی دی ہے۔ ستاون سالوں سے غریب کش بجٹ بنایا جا رہا ہے اور جو امیر ہیں ان کی عیاشی ہوتی ہے۔ تو میرا۔۔۔

جناب ڈپٹی چیئرمین، تجاویز دیں کہ غربت کو کیسے مٹایا جائے۔

سینیٹر ڈاکٹر محمد اسمٰعیل بلیدی، میری تجویز یہ ہے کہ بلوچستان کے جو مسائل ہیں، بجٹ میں ان کی جو معدنیات ہیں اور ان کی agriculture land ہے، زراعت کے لیے خاص طور پر ٹیکس کم کیے جائیں۔ جو بڑے لوگ مثلاً وکیل، ڈاکٹر، بزنس مین وغیرہ ہیں ان پر ٹیکس زیادہ لگایا جائے۔ اکثریت ان میں سے ٹیکس نہیں دیتی۔ اگر یہ کروڑوں کا مال لائیں تو دس لاکھ تک ٹیکس دیتے ہیں۔ یہ زیادہ تر ٹیکس چور ہیں، آپس میں ملے ہوئے ہیں۔ کرپشن کو کم کیا جائے۔ بلوچستان میں PSDP کی پچھلی سکیمیں بھی پڑی ہوئی ہیں۔ ان کے لئے پیسہ نہیں ہے۔ میں وزیرخزانہ سے یہ کہنا چاہتا ہوں کہ یہ رٹ لگائے ہوئے ہیں کہ بلوچستان کو ہم نے جنت بنا دیا ہے۔ آپ وہاں جاکر دیکھیں کہ بلوچستان میں over drafting & state bank loan سے کام چلایا جارہا ہے۔

بڑی گاڑیوں پر زیادہ ٹیکس لگایا جائے۔ اس کے علاوہ ساٹھ سال سے زائد عمر کے لوگوں کے لئے گزارہ الاؤنس دیا جائے۔ خورد و نوش کی اشیاء مثلاً آٹا، دال اور چینی وغیرہ پر بالکل ٹیکس نہ لگایا جائے تاکہ غریب یہ محسوس کرے کہ یہ ملک ہمارا ہے۔ یہ امیروں کا ملک ہے اور مجھے پتا ہے کہ ایک گریڈ سے پندرہ گریڈ تک کے ملازموں کی تنخواہ باقاعدہ 35/40% بڑھائی جائے اور پندرہ گریڈ سے اوپر والوں کے لئے پانچ فیصد بڑھائی جائے۔ موجودہ ہوشربا گرانی میں عام آدمی، مزدور اور ملازم کا گزارہ مشکل سے مشکل ہو رہا ہے۔ بڑے ملازموں کو تو بہت سے الاؤنس ہوتے ہیں جبکہ غریب لوگوں کو کوئی سہولت نہیں ہے۔

جناب والا! ہم نے جو تجاویز اور مشورے دیے ہیں، مجھے پتا ہے کہ یہ ردی کی ٹوکری میں پھینک دیے جائیں گے لیکن پھر بھی وزیر خزانہ سے درخواست ہے کہ خدا را ایسا نہ کیا جائے۔ پہلی دفعہ ہم نے اس چیز کو debate کیا ہے۔ سب کی تجاویز پر سمری بنائیں اور ان کو

implement کرنے کے لئے سوچیں اور ہمیں اس کی copy provide کریں اور اس ہاؤس میں یقین دہانی کرائیں کہ ہماری ساری تجاویز پر عمل کیا جائے گا۔

جناب! میری آخری تجویز یہ ہے کہ چاروں صوبوں کے مالیاتی سیکریٹریوں ، وزراء خزانے کے ساتھ بجٹ سے قبل مشاورت کی جائے اور ان سے تجاویز لی جائیں تاکہ صوبوں کی نمائندگی سے یہ بجٹ بنایا جا سکے ۔یہاں کے ائرکنڈیشنڈ کمروں میں بیٹھ کر جب ایک وفاقی سیکریٹری بجٹ ترتیب دیتا ہے تو اسے کیا پتا ہے کہ گوادر کے کیا مسائل ہیں ، پنجگور ، خاران، تربت، بلیدہ، قلعہ سیف اللہ کے لوگوں کو کیا مشکلات ہیں اور کیسے زندگی گزار رہے ہیں۔ لہٰذا متعلقہ لوگوں کے مشوروں اور تجاویز کے مطابق بجٹ ترتیب دیا جائے اور لوگوں کے لئے open کیا جائے۔ لیکن مجھے پتا ہے کہ بجٹ بنانے میں ہم باہر سے dictation لیتے ہیں۔ ہم under pressure ہیں اس لئے اپنا بجٹ نہیں بنا سکتے ۔ خدارا ایک آزاد ملک کو آزاد ہی رہنے دیں ، اگر حکمران آزاد نہیں ہیں تو سولہ کروڑ عوام تو آزاد ہیں۔ خدارا اپنی پالیسیاں خود بنائیں۔ اپنے آقاؤں سے dictation نہ لیں۔ خود کو آزاد بنائیں اور ملک کو بھی آزاد رہنے دیں ۔ شکریہ۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: رضا محمد رضا۔

سینیٹر رضا محمد رضا: جناب! پشتونخواہ صوبے کا پچھتر ملین کلوگرام کی فصل ہے ۔ تمام صوبے میں اس وقت اس کے growers نے ہڑتال کر رکھی ہے اور یہ بڑا سنگین مسئلہ ہے۔ ہر بجٹ میں وہ مطالبہ کرتے رہے ہیں کہ یہ بہت ضروری ہے اور قوم اور ملک کے مفاد میں ہے کہ اس ٹیکس، سنٹرل ایکسائیز ڈیوٹی کا خاتمہ کیا جائے، تمباکو کی فصل پر اسے نہ لگایا جائے۔ اس صوبے پر آپ رحم کریں ، یہ صوبہ آپ کو بہت کچھ دے رہا ہے اور ٹیکسوں کے سلسلے میں ، میں کامران مرتضیٰ کی تجویز سے اتفاق کرتا ہوں اور صوبوں کو ٹیکس کا اختیار دیا جائے اور یہ ثابت کیا جائے کہ صوبے کتنا ٹیکس جمع کرتے ہیں اور ہم وفاق کے چار محکموں کو چلانے کے لئے ٹیکس دے دیں۔ شکریہ۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: ولی محمد بادینی صاحب۔

سینیٹر میر ولی محمد بادینی، جناب ڈپٹی چیئرمین آپ کا، چیئرمین صاحب کا اور

خاص طور پر بھنڈر صاحب کا شکریہ کہ اس ایوان کو موقع دیا گیا۔ اس پر ہم جناب صدر پاکستان کا بھی شکریہ ادا کریں گے۔ یہاں پر دوستوں نے بہت اچھی اچھی تجاویز پیش کیں ہیں۔ مجھے یہ بڑی خوشی سے کہنا پڑتا ہے کہ جنرل مشرف صاحب کے اس دور میں بلوچستان میں جو کمی تھی وہ انہوں نے 50,60 percent پوری کی ہے اور ان کی ٹیم بمعہ وزیر اعظم کے لگی ہوئی ہے کہ بلوچستان کو دوسرے صوبوں کے برابر کریں۔ یہ ٹھیک ہے کہ سب چیزیں برابر نہیں ہوئی ہیں لیکن اس میں وقت لگتا ہے۔ جتنی بھی governments آئی ہیں انہوں نے یہی کہا ہے کہ جی ہم بلوچستان کو دوسرے صوبوں کے برابر لانا چاہتے ہیں لیکن اس پر عمل نہیں ہوا۔ جس دور میں جتنا عمل ہوا ہے اور جتنا کام ہوا وہ کسی سے ڈھکا چھپا نہیں ہے۔ کوئی آدمی اگر اس میں شک کر رہا ہے تو ہم اسے بتانے کے لئے تیار ہیں بلکہ سب کو معلوم بھی ہے۔

جہاں تک ٹیکسوں کا تعلق ہے تو میں بھی تائید کرتا ہوں کہ tax collection صوبوں کے حوالے ہونی چاہیے کیونکہ صوبے پھر جو بھی Federal Government کا حصہ ہو گا وہ اس کو بھیجیں گے بجائے کہ اِدھر سے لے جا رہے ہیں وہ اُدھر سے لائیں۔ آج تنخواہوں کی بھی شکایت ہو رہی ہے اور دوسری چیزوں کی بھی ہو رہی ہے' یہ تو صوبے کی گورنمنٹ کی اپنی کارکردگی ہے کہ کتنی تنخواہ بچا سکتی ہے یا خرچ کر سکتی ہے۔ اب بھی اس وقت کافی پیسے بلوچستان کے لئے ' ہر چیز کے لئے Federal Government سے جا رہے ہیں۔ نوشکی کنونشن میں ہمارے چیف منسٹر صاحب نے اپنی تقریر میں کہا کہ ہمیں اتنا پیسہ مل رہا ہے کہ ہم کویت فنڈ سے سارے بلوچستان کو بجلی دیں۔ لہٰذا میری کچھ تجاویز ہیں آپ مہربانی کر کے اس کو سنیں' میں آپ لوگوں کا زیادہ وقت نہیں لوں گا۔

بلوچستان میں اس وقت کمی گیس اور بجلی کی ہے' سب سے زیادہ لوگوں کو ضرورت گیس اور بجلی کی ہے۔ roads پر دھڑا دھڑ کام ہو رہا ہے۔ ہم خاص طور پر صدر پاکستان اور وزیراعظم صاحب سے request کرتے ہیں کہ بلوچستان میں گیس پہنچانے کے لئے جو criterion ایک لاکھ رکھا ہے اس کو بڑھا کر دو لاکھ کریں کیونکہ بلوچستان پھیلا ہوا ہے اور دور دور علاقے ہیں' آبادی کے لحاظ سے اس کو بڑھا کر دو لاکھ کریں تو میرے خیال میں سب کو پہنچ جائے گا۔

نمبر 2 ۔ بلوچستان میں آبی ذخائر کے لئے سب سے دوستوں نے کہا' اس کی سخت ضرورت ہے کیونکہ دن بدن پانی نیچے جا رہا ہے۔ کوئی check dam نہیں ہے' اس پر کوئی دھیان نہیں دے رہا ہے۔ پانی کا level جتنا نیچے جا رہا ہے اتنا ہی لوگوں کو نقصان ہو رہا ہے اور آپ کو شاید پتا ہو گا کہ تمام سیب کے درخت کٹ گئے ہیں' باقی بھی جتنے درخت لگے ہوئے ہیں وہ صرف پانی کی وجہ سے کٹ رہے ہیں۔ ابھی مشکل سے تھوڑا بہت پانی ہوا ہے لیکن اتنا نہیں ہوا کہ پانی level بڑھائے۔ اس کے لئے dams کی سخت ضرورت ہے اور وہ نہیں بن رہے ہیں۔ صوبے سے بھی سنتے ہیں کہ پروگرام ہے' فلاں ہے' فلاں ہے' آج تک کوئی نہیں بنایا جا رہا۔ آپ کے توسط سے ہم صوبے کو بھی یہ کہنا چاہتے ہیں کہ مہربانی کر کے ڈیموں پر دھیان دیں' سارا پانی ضائع ہو رہا ہے۔

بلوچستان کے پہاڑ معدنیات سے بھرے پڑے ہیں' آج تک وہ معدنیات استعمال نہیں ہو رہے' انگریزوں کی پرانی دو کمپنیاں لگی ہوئی ہیں وہ غریبوں کے بس سے باہر ہے۔ ایک تو مشینری کا ٹیکس ختم کیا جائے اور اگر اس میں loan دیتے ہیں تو سود نہ لیں' اپنے طور پر اس کی marketing کرائیں' جو بھی کرائیں۔ تمام معدنیات موجود ہیں' granite ہے' onyx ہے' even کوئٹہ تک پڑا ہوا ہے' اگر اس پر توجہ دیں تو میرا خیال ہے بلوچستان اس سے کافی زرمبادلہ کمائے گا۔ اس پر بھی کوئی توجہ نہیں ہے۔

livestock بھی ایسا ہی ہے' اس پر بھی کوئی توجہ نہیں ہے۔اب نیا ایک پروگرام نکلا ہے اور کہا جاتا ہے کہ آپ لوگ جاؤ' خریدو' لاؤ پھر ہم آ کر حساب کریں گے اور ایک سال کے بعد دیکھیں گے کہ آپ لوگوں کی کیا مدد کریں۔ نہ چارے کی مدد ہے اور نہ ہی کسی چیز کی ہے' اگر لوگوں کو پاس خریدنے کے پیسے ہوں تو وہ پھر Government کی طرف کیوں دیکھیں۔ لہذا' اس پر بھی نظرثانی کریں' Finance Minister بیٹھے ہوئے ہیں' یہ مہربانی کر کے livestock والوں سے پوچھیں۔ انہوں نے ابھی جو نیا پروگرام نکالا ہے۔ آپ بھی بلوچستان کے رہنے والے ہیں اور سارے بھائی ہیں' اس کا ادھر بہت scope ہے۔

دوسرا یہ ہے کہ میں نے ابھی بھی Finance Minister سے عرض کی ہے' تین سال پہلے نوشکی میں افغانستان کے border پر zero point منظور ہوا' کچی چاردیواری لگی' کچھ

کرے بنانے گئے۔ وہاں پر آج تک نہ کوئی staff ہے' نہ کچھ ہے' یہ سارا نقصان پاکستان کا ہو رہا ہے۔ لوگ کہتے ہیں کہ smuggling کر رہے ہیں' smuggling کیوں کریں' آپ اپنا staff بٹھائیں' کام start کرائیں۔

جناب ڈپٹی چیئرمین، آپ کہنا چاہتے ہیں کہ border trade کی اجازت ہو۔

سینیٹر میر ولی محمد بادینی، جی' border trade کی اجازت ہو۔

جناب ڈپٹی چیئرمین، جی اس طرح کہیں۔

سینیٹر میر ولی محمد بادینی، جی' اجازت ملی ہے' وزیر اعظم نے دی ہے۔

سینیٹر میر ولی محمد بادینی، جی' اس پر عمل نہیں ہو رہا ہے' آپ مہربانی کر کے اس پر کچھ کریں۔ دوسری construction industry ہے' جناب شوکت عزیز صاحب نے مہربانی کی construction industry میں 2004-05 میں اس کا tax کم کیا۔ آج پاکستان میں تقریباً 80% local contractors کام کر رہے ہیں' ان کے پاس machinery ہے' سب کچھ ہے کیونکہ اس سے پہلے دو چار پارٹیاں ادھر آتی اور یہاں tax اتنا زیادہ لگتا ہے کہ کوئی نہ لا سکے۔ ہم نے اب بھی request کی تھی' زبانی بھی request کی تھی کہ اس کو بحال کیا جائے۔ اس کا tax کم رکھیں تاکہ یہاں کے locals کو روزگار ملے اور وہ اپنا کام کریں۔ آپ کی کئی construction companies بنی ہوئی ہیں' اس سے پہلے لوگ باہر سے آ کر پیسے کما کر لے جاتے تھے۔ بجائے باہر لے جانے کے وہ ادھر خرچ ہو جائیں تو زیادہ بہتر ہے۔ جناب چیئرمین صاحب! بہت بہت شکریہ' آپ کا زیادہ time دینے کا۔

جناب ڈپٹی چیئرمین، بہت مہربانی۔ دیکھیں میڈم کلثوم! ولی بادینی کے ساتھ آپ بات نہ کریں' ابھی ہم let us finish it. تقریر نہیں کریں گی' خاتون اور تقریر نہیں کریں گی' اچھا۔

سینیٹر کلثوم پروین، 300 لوگوں کو Prime Minister صاحب نے Korea جانے کا special quota بلوچستان کو دیا ہے' مگر یہاں پر ہم نے اپنے Overseas کے Minister صاحب سے پتا کیا تو انہوں نے نہایت ہی لاعلمی کا اظہار کیا۔ اب مجھے پتا نہیں ہے کہ وہ کس

حد تک صحیح فرما رہے ہیں' ویسے Chief Minister صاحب تو اتنے بڑے convention میں اتنی کوئی غلط بات نہیں کہہ سکتے۔

جناب ڈپٹی چیئرمین، صحیح بات ہے۔

سینیٹر کلثوم پروین، تو کیا کوئی ایسی بات ہے تاکہ ہمارے بلوچستان کے بچے apply کر سکیں' ایسا نہ ہو کہ اس کا time گزر جائے اور بچے apply نہ کر سکیں۔

جناب ڈپٹی چیئرمین، صحیح ہے' وہ trickle down effect کا problem ہو رہا ہے۔ اوپر سے جو ہدایات آ رہی ہیں' وہ ذرا لمبی ہو رہی ہیں۔ عمر ایوب صاحب please, take the floor اور آپ سے گزارش ہے کہ this is the first time میرا خیال ہے کہ Parliamentary Senators are taking the initiative اور گزارش یہ ہے کہ آپ ان کو پہلے بھی اہمیت دیتے رہے ہیں' عمل نہیں ہوتا رہا' ابھی مہربانی کریں Senators کا وقت ہے' صلاحوں پر عمل ہونا چاہیے۔ نہیں تو ہم سیاسی لوگ ہیں' آپ بھی ہیں تو پھر ہم سارے جا کر قومی اسمبلی' صوبائی میں لڑیں گے تو خود ہی ہمیں راضی کرنے کی لئے عمل ہونے لگ جائیں گے کہ آپ ادھر ہی رہیں۔ بہت شکریہ۔ Please.

جناب عمر ایوب خان (وزیر مملکت برائے خزانہ)، بہت شکریہ۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب چیئرمین! میں سب سے پہلے سارے House کا شکریہ ادا کرنا چاہتا ہوں کہ حزب اختلاف کی طرف سے بھی اور حکومتی بنچوں کی طرف سے بھی میرے خیال میں انہوں نے wide ranging تقاریر کی ہیں۔ انہوں نے مثبت تجاویز دی ہیں اور انشاء اللہ تعالیٰ ہم لوگ Ministry of Finance, Planning Commission, Central Board of Revenue اور باقی جتنی line ministries ہیں ان میں حتیٰ الوسع کوشش کریں گے اور آپ یقین جانیں جتنی بھی suggestions آتی ہیں' ایک ایک کو ہم لوگ weigh کرتے ہیں۔ یہاں پر کئی colleagues کے ذہن میں یہ ہے کہ یہ بجٹ صرف تاریخ change کر کے ہوتا ہے' nothing can be farther from the truth اس کے بالکل برعکس اس document پر اتنی محنت کی جاتی ہے کہ اس سے پاکستان کے عوام کی عکاسی اور ترجمانی کی جائے' میرا خیال ہے کہ آپ دیکھ کر

حیران ہو جائیں گے۔ جناب چیئرمین! آج جو winding up speech میں کروں گا ' میرا خیال ہے کہ مجھے اس چیز کا اعزاز حاصل ہو رہا ہے کہ سینیٹ نے جو initiative لیا ہے کہ وہ اپنی pro-actively recommendations سامنے لائیں اور حکومت کے ساتھ ایک dialogue کا process ہو۔ یہ بہت مثبت بات ہے کیونکہ یہ process وزیر خزانہ اور حکومت سارے stake-holders کے ساتھ کرتی ہے۔ جس وقت ایس ایم ظفر صاحب نے ہمیں مدعو کیا اور بھنڈر صاحب کی تجویز سے ہاؤس نے agree کیا ' Leader of the House بھی اس میں تھے اور مجھے وہاں پر مدعو کیا گیا' میری ٹیم کو وہاں پر مدعو کیا گیا۔ ہم نے کہا جی ضرور we have no problem with it. ہم لوگ بڑی خوشی کے ساتھ سنیں گے اور گورنر سٹیٹ بنک صاحبہ نے بھی یہاں اپنی presentation دی تقریباً دو دن پہلے اور کافی ممبران حزب اختلاف اور حکومتی benches سے اس میں آئے تھے۔

میں جناب چیئرمین! آج آغاز کروں گا micro سے جبکہ لوگ macro سے کرتے ہیں۔ میں ایک سیکنڈ macro economic indicators کو side پہ رکھتا ہوں۔ میں شروع ہی micro سے کرتا ہوں۔ میں یہاں آج اس ہاؤس کا تعارف تین لوگوں سے کراؤں گا۔ تین ایسے لوگ جو محنت کش لوگ ہیں اور میں آپ کی اجازت لوں گا' آپ کی وساطت سے ہاؤس کی اجازت لوں گا کہ وہ لوگ اپنی سیٹوں پر کھڑے ہو جائیں تاکہ آپ ان کی نشان دہی کر سکیں اور آپ کو پتہ لگے کہ وہ کون لوگ ہیں اور اس پر میں بعد میں بات کروں گا۔

میں اپنے بائیں طرف گیلری میں محمد منور صاحب سے' طارق الٰہی صاحب سے اور شفیق صاحب سے گزارش کروں گا کہ وہ دو منٹوں کے لیے کھڑے ہو جائیں۔ Sir ان کے چہرے آپ دیکھ لیں۔ بہت شکریہ جی۔ جناب والا! ان کا تعارف میں اس طرح کرواتا ہوں کہ یہ تین محنت کش لوگ ہیں۔ شفیق صاحب نے آج سے تقریباً 17 سال پہلے میٹرک کرکے ہری پور کے گاؤں شاہ مقصود سے اپنا آغاز کیا۔ مستحکم سیمنٹ میں انہوں نے daily wages سے آغاز کیا۔ وہاں پر یہ نوکری پوری نہ کر سکے۔ پھر یہاں راولپنڈی میں آکے salesmanship انہوں نے شروع کی۔ نو بجے یہ دکان بند کرتے تھے اور رات نو بجے سے لے کر صبح کے تین بجے تک انہوں نے کاریگری کا کام سیکھا' کارپنٹری کا کام سیکھا اور انہوں نے اپنے بھائیوں کو

سکھایا۔

جناب چیئرمین! آج اسی پاکستان میں جس کی بار بار صدر پاکستان بات کرتے ہیں' جناب وزیر اعظم صاحب کہتے ہیں کہ جس کے پاس ہنر ہے اس کو اسی وقت ملازمت ملتی ہے۔ انہوں نے سترہ اٹھارہ سال محنت کی اور آج ایک آدمی جو کہ ایک دور دراز علاقے سے اٹھا اپنی مدد آپ کے تحت دن میں بارہ گھنٹے سے زیادہ اٹھارہ گھنٹے کام کیا۔ وہ اکیلا اٹھا تھا اور آج اس نے نہ صرف راولپنڈی میں اپنی ورکشاپیں بنائی ہیں' اس کی دو ورکشاپیں راولپنڈی میں ہیں' دو کابل میں اس نے بنائی ہیں' دو ہری پور میں بنائی ہیں اور اس شخص نے single handedly تین سو مزدور تیار کیے ہیں اور یہ کرتا کیا ہے جناب چیئرمین! اس نے ہر ورکشاپ میں بیس سے پچیس لوگ رکھے ہوئے ہیں اور ان کو تربیت بھی دیتا ہے اور وہ لوگ کماتے بھی ہیں اور ان مزدوروں کی کمائی کتنی ہوتی ہے؟ آپ پوچھ لیجئے گا میں challenge کرتا ہوں ' media والے حضرات بھی یہاں پر بیٹھے ہیں' لوگ کہتے ہیں کہ ہمیں مواقع نہیں ملتے۔ جناب چیئرمین! جو ہاتھ سے کام کرنا چاہتا ہو' جو محنت کرنا جانتا ہو مواقع خود بخود آتے ہیں۔ آپ ان لوگوں سے پوچھ لیں۔ تقریباً آٹھ ہزار بھی ان کے مزدور کماتے ہیں' پندرہ ہزار بھی کماتے ہیں مہینے کا۔ یہ کونسے ملک میں ہو رہا ہے جناب چیئرمین! پاکستان میں ہو رہا ہے۔ جب ہم لوگ trickle down effect کی بات کرتے ہیں جناب چیئرمین' رندہ مارنا سیکھیں' آری چلانا سیکھیں' دیکھتے ہیں پاکستان میں کس طرح مواقع پیدا نہیں ہوتے۔

آج جناب چیئرمین! میں یہ بھی کہتا چلوں کہ لوگ کہتے ہیں جی ہم لوگ باہر کا رخ کرتے ہیں۔ مجھے بتائیں یہاں پر اس ہال میں لوگ بیٹھے ہیں۔ یہاں لوگ کہتے ہیں جی کہ امریکہ کا ویزہ ہمیں چاہیے' امریکہ کا پاسپورٹ چاہیے ۔ اسی شخص شفیق صاحب کو offer ہوئی تھی جب یہ یہاں پر کام رہے تھے۔ اس کے مالک نے offer کی کہ میرے ساتھ امریکہ آ جاؤ۔ اس نے ٹھکرا دیا اور یہ اس وطن میں ہی کام کر رہے ہیں اور ایسے ہی لوگوں کی وجہ سے آج پاکستان کھڑا ہے' انہی لوگوں کی وجہ سے کھڑا ہے' پاکستان کے مزدوروں کی وجہ سے کھڑا ہے۔

جناب چیئرمین! میں گزارش کرتا چلوں کہ آج جس چیز پر ہم لوگ debate کر رہے ہیں اس میں مجھے کہیں instructions بھی ملیں کہ ان ان چیزوں کے بارے میں بات کیجئے گا۔

Micro سے میں نے اس لیے آغاز کیا کہ لوگوں کے ذہنوں میں یہ بات آنے کہ حکومت پاکستان کی پالیسیوں کی وجہ سے جو environment بنا ہے پاکستان کے جفاکش لوگ محنت کر رہے ہیں اور وہ prosper کر رہے ہیں۔ پاکستان کی growth domestic product جس کو کہتے ہیں' یہ تین حروف کا ایک چھوٹا سا لفظ ہے ۔ مجموعی طور پر کہاں سے بنتا ہے ؟ شفیق صاحب اور ظہور صاحب کی محنتوں کی وجہ سے بنتا ہے ۔ یہ GDP آج سے سات آٹھ سال پہلے باسٹھ ارب ڈالر کا تھا' آج ایک سو پینتیس ارب ڈالر کا ہو چکا ہے۔ اس کی وجہ کیا چیزیں ہیں ۔ ایک ابھرتی ہوئی develop کرتی ہوئی economy میں چند چیزیں ہوتی ہیں ۔ افراط زر ' جسے inflation کہتے ہیں' inflation کا level پچھلے سال کیا تھا ' آج کیا ہے؟ جناب چیئرمین inflation اس وقت تقریبا سات سے آٹھ فیصد ہے ۔ ٹارگٹ ہمارا چھ اعشاریہ پانچ فیصد ہے۔ جو بجٹ میں میں نے پیش کیا تھا اور اس کو ہم کنٹرول کیسے کر رہے ہیں' inflation میں ' افراط زر میں ایک component ہے جس کو food inflation کہتے ہیں ۔ چالیس فیصد حصہ اس کا بنتا ہے اور اس inflation میں سبزیاں آتی ہیں' پھل اس میں آتے ہیں ' گندم اس میں آتی ہے' یہ چیزیں آتی ہیں اور ان کی price variation کی وجہ سے food inflation زیادہ ہو جاتی ہے ۔اس کو ہم نے control کرنا ہے اور میں آپ کے سامنے یہ بھی پیش کرتا چلوں ' کیونکہ پاکستان ایک خطے کا حصہ ہے ۔ ہم لوگوں کے پڑوسی ملک بھارت میں آپ کو یہ prices بتا دوں اور پاکستان کی ۔ یہ پچھلے مہینے کی پچیس تاریخ کی prices میں آپ کو بتا رہا ہوں ۔ گندم کی قیمت' یہ پاکستانی روپے میں' میں آپ کو بتا رہا ہوں ۔ دونوں قیمتیں apples to apples جو economics میں ہم لوگ کہتے ہیں ۔

جناب والا گندم کی قیمت اسلام آباد میں بارہ روپے پچھتر پیسے ' New Delhi میں بائیس روپے چالیس پیسے per kilo ۔ آپ کی آٹے کی قیمت اسلام آباد میں تیرہ روپے پچپن پیسے' بھارت میں' دہلی میں بائیس روپے چالیس پیسے ۔ جناب چیئرمین اور میں آپ کو بتا سکتا ہوں ۔ ڈیزل کی قیمت ہم لوگوں کی' یہاں پر ایک ذہن میں بات ہے کہ پاکستانی حکومت پتہ نہیں کیا کر رہی ہے ' 37.80 rupees فی لیٹر پاکستان میں اسلام آباد میں تقریبا چوالیس روپے پچاس پیسے New Delhi میں ۔ جناب ملک ایک ساتھ قریب اور price differential دیکھیں ۔ یہ

چیزیں کہاں سے آ رہی ہیں ۔ گورنمنٹ کنٹرول کر رہی ہے تو یہ چیزیں stabilized ہیں ۔ اسی طرح بنگلہ دیش کی میں آپ کو مثالیں دے سکتا ہوں۔ سری لنکا کی دے سکتا ہوں live example یہ کوئی ادھر ادھر کی example نہیں ہیں اور یہ پاکستان کی حکومت subsidized کر رہی ہے ڈیزل کو حکومت نے عوام کے لیے ایک ڈھال بنائی ہوئی ہے اور وہ ہم لوگ pass on کرنے نہیں دے رہے کہ بین الاقوامی دنیا کی کیا قیمتیں ہیں' اس سے عام آدمی affect نہیں ہو رہا۔

جناب چیئرمین میں یہ گزارش کرتا چلوں ۔ یہاں پر بات ہوئی ہے fiscal responsibility statement جو یہاں پر distribute بھی ہوئی ہے ' یہ دو documents شوکت عزیز صاحب نے as Finance Minister اس law کی drafting کرائی تھی ' یہ سہرا ان کے سر ہے اور یہ اس چیز کے architect ہیں ۔ دنیا کے بہت کم ایسے ملک ہیں جہاں پر یہ قوانین لاگو ہیں اور یہ credit ان دونوں ایوانوں کو ' سینیٹ اور نیشنل اسمبلی کو جاتا ہے کہ انہوں نے unanimously پاس کیا ۔ اس کی details میں بھی میں جاؤں گا اور بنیادی طور پر جناب چیئرمین! جس وقت آٹھ اکتوبر کا زلزلہ آیا تھا پاکستان میں '۲۰۰۵ء میں' پاکستان یہ ضرب اس لیے سہ سکا' کیونکہ پاکستان کی معیشت میں اتنی جان تھی اور میں آگے چلتے ہوئے جناب چیئرمین آپکو یہ بتاتا چلوں کہ taxes کے بارے میں بات ہوئی ۔ Taxes اس وقت اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے ' آپ یہ دیکھیں کہ پچھلے سال کے مقابلے میں اس وقت تک تقریباً ستائیس اعشاریہ چھ فیصد تک کا اضافہ ہو چکا ہے ۔ آگے جاتے ہوئے انشاء اللہ تعالیٰ ہم لوگ target surpass کریں گے اور یہ بھی اچھی بات ہے کہ یہاں پر direct اور indirect taxes کی بات ہوتی رہی۔ ایک زمانے میں آج سے تقریباً تیرہ پندرہ سال پہلے direct taxes صرف تیرہ فیصد تھے ۔ آج وہی direct taxes ایک بڑی GDP کا حصہ اکتیس فیصد سے بھی تجاوز کر گئے ہیں ۔ جو کہ اچھی بات ہے ۔ جناب چیئرمین! پاکستان کی معیشت کا دارومدار کن چیزوں پر ہے ۔ GDP تین حروف کا ایک لفظ ہے ۔ Growth Domestic Product اس میں زراعت آتی ہے جو کہ تقریباً چوبیس فیصد آپ کا حصہ بنتا ہے 'manufacturing sector آتا ہے large scale and small medium size industries اور آپ کی services

industries آتی ہیں ۔ Agriculture کا target ہمارا ہے کہ 4.5% growth rate سے انشاء اللہ grow کرے گا ۔ Manufacturing sector جو large scale manufacturing ہے انشاء اللہ تعالیٰ 13.14% کے حوالے سے grow کرے گا۔ Samll and medium size industries 8.50%, services 6.50% سے لے کر 7.50% کی شرح سے انشاء اللہ تعالیٰ grow کرے گا۔ جناب چیئرمین! ہم لوگ جو کچھ کر سکتے ہیں وہ کر بھی رہے ہیں اور اس کے آپ fruits بھی دیکھ رہے ہیں۔ Subsidy کی بات کریں۔ Fertilizer جوکہ ایک input ہے آپ بھی زمیندارہ کرتے ہیں۔ آپ کو معلوم ہے یہاں ہمارے زمیندار طبقے سے کافی لوگ تعلق رکھتے ہیں۔ 12 ارب روپے direct subsidy DAP اور یوریا میں حکومت پاکستان دے رہی ہے۔ یہ rate بین الاقوامی منڈیوں سے ۵۰ فیصد ہے۔ یہ پیسہ کہاں سے آ رہا ہے، حکومت پاکستان directly دے رہی ہے۔

جناب چیئرمین! غربت کے بارے میں باتیں ہوتی ہیں۔ عموماً ہمارے ہاں یہاں پر ایک ڈرائینگ روم کلچر ہے۔ ایک cottage industry بنی ہوئی ہے کہ ہم لوگ باتیں کرتے ہیں بغیر کسی حقائق کے جانے۔ 34.5 فیصد سے آج سے تقریباً ۶ سال پہلے جو شرح تھی غربت کی، poverty line وہ آج 23.9 فیصد پر آئی ہے۔ ان سالوں میں کیسے آئی ہے۔ اس لئے کہ حکومت کی اچھی پالیسی تھی۔ جس طرح کہ میں نے تین اشخاص کا ذکر کیا ہے۔ ان کی محنت کی وجہ سے سب ممکن ہوا ہے۔ لوگ کام کر رہے ہیں۔ ڈرائینگ روم میں، ایوانوں میں اس چیز کا احساس نہیں ہے کہ دنیا کہاں بس رہی ہے۔ جناب چیئرمین! آپ آج بھی ورکشاپوں اور فیکٹریوں میں چلے جائیں، لوگ اپنے ہاتھوں کے ساتھ کام کر رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے اچھے طریقے سے لوگ نوکریاں کر رہے ہیں اور کما بھی رہے ہیں۔ Challenges ہیں، اور کچھ بھی ہم نے کرنا ہے لیکن مثبت چیزوں کو acknowledge کرنا چاہیے۔

جناب چیئرمین! بے روزگاری کی بات آتی ہے یہ آج سے ۷ سال پہلے 8.3 فیصد تھی وہی شرح 6.2 فیصد پر آ گئی ہے۔ Tax revenue جوکہ ایک زمانے میں ۳۰۰ ارب روپے سے زیادہ تجاوز نہیں کرتا تھا وہی tax revenue جناب چیئرمین! اس سال 2006 میں جو بجٹ ہم نے پیش کیا 835 ارب روپے کا کیا۔ کہاں سے کیا، کیونکہ انڈسٹری میں جان ہے۔ پاکستان کی

میں نے جس Overall fiscal deficit آ رہا ہے۔ باہر سے taxation economy بڑھ رہی ہے۔ باہر سے
کے بارے میں اشارہ بھی کیا یہ زلزلے کے باوجود پاکستان کی جو oil dependency ہے'
پاکستان oil importing country ہے' ایک بڑھتی ہوئی معیشت کی ضروریات کیا ہوتی ہیں'
ایندھن' تیل اور انرجی - یہ فیکٹریاں اور گاڑیاں جو چلتی ہیں یہ ان چیزوں پر چلتی ہیں۔ ایک بڑھتی
ہوئی economy میں جب آپ oil بھی import کرتے ہوں' جب آپ overall fiscal
deficit کو control بھی کرتے ہوں تو میرا خیال ہے یہ بہت بڑی بات ہے۔ جناب
چیئرمین! یہی overall fiscal deficit پچھلے ادوار میں' ۷ سال پہلے یہ تقریباً ۷ فیصد ہوتا تھا۔
ہمارا تقریباً دیوالیہ نکل چکا تھا۔

جناب چیئرمین! میں آگے چلتا چلوں۔ Exports کے بارے میں بات ہوئی۔ ۷ سالوں
میں 1999 سے لے کر 2007 تک پاکستان کی exports نے 111% increase کیا ہے۔ آپ
پھر اس کے ساتھ دیکھیں کہ پچھلے ۱۲ سالوں میں اس نے 111% کیا جس وقت وزیر اعظم'
Finance Minister تھے اور President Musharraf sahib نے باگ ڈور سنبھالی تو ۷
سالوں میں 111% پاکستان نے اپنی exports increase کی۔ تین گنا تیزی سے اس نے
increase بھی کیا۔

جناب چیئرمین! imports کے بارے میں بات کی کہ اس کو control کرنا چاہیے۔ میں
آپ کے سامنے پیش کرنا چاہتا ہوں' یہ انشاء اللہ تعالیٰ آپ نے موقع دیا اور آپ نے حکم صادر
فرمایا تو مجھے بڑی خوشی ہوگی کہ اپنے بزرگوں' بھائیوں اور بہنوں کے سامنے یہاں پر سینیٹ میں
ایک presentation بھی دوں کہ Finance کس طرح ہوتا ہے' کیا چیزیں آپ کو دیکھنی پڑتی
ہیں۔ آپ یہ دیکھیں کہ 2005-06 کے دوران نومبر تک آپ imports دیکھیں کہ کن چیزوں میں
تھے۔ آپ کی oil bill جو ہے یہ سب سے بڑا component تھا۔ اس کے بعد مشینری گروپ'
مشینری کس کے لئے استعمال ہوتی ہے' production کے لئے' export بڑھانے کے لئے'
value addition کے لئے' خام مال کس کے لئے استعمال ہوتا ہے۔ آپ کی فیکٹریوں میں
استعمال ہوتا ہے۔یہ تین چیزیں ایک developihg economy کے لئے سب سے اہم ہیں -
دنیا کی ایک سب سے بڑی معیشت امریکا کی مثال دیتا ہوں ابھی ان کے trade statistics

آئے ہیں ان کا trade deficit جناب چیئرمین 846 ارب ڈالر تھا۔ وہ کس کی وجہ سے تھا۔ چونکہ وہاں پر بھی انڈسٹری بڑھ رہی ہے سب سے بڑی چیز ان کی مشینری تھی۔ ان کی انڈسٹری تھی' جو oil imports پر ان کا انحصار ہوتا ہے۔ جناب چیئرمین! ہم لوگ جب بات کرتے ہیں کہ پاکستان میں climate ہونا چاہیے کہ investment آنی چاہیے۔ foreign investment اس سال تقریباً آپ دیکھ لیں کہ 3.9 billion dollar تھی پچھلے سال۔ چھ سات سالوں میں تقریباً اس نے دس گنا increase کیا ہے۔ آپ دیکھیں کہ 2006-2007 میں' انشاء اللہ تعالیٰ ہم اس سال چھ ارب ڈالر touch کریں گے کیونکہ ان چھ مہینوں میں تین ارب ڈالر already ہم لوگ cover کر چکے ہیں۔

جناب چیئرمین! اس وقت پاکستان میں' آج ہی صبح وزیراعظم صاحب نے open کیا ہے Euro-money Conference ۔ دنیا کے لوگ یہاں پر جمع ہوتے ہیں۔ لوگ آج کل دیکھتے ہیں کہ جب ہم لوگوں کے ساتھ interact کرتے ہیں financial market میں وہ کہتے ہیں کہ We are looking for reasons to invest in Pakistan ہم لوگ invest کرنا چاہتے ہیں۔ پاکستان نے جب bond float کیا پانچ سال کا' دس سال کا تیس سال کا' اس وقت ہماری yield--- اس کو finance میں کہتے ہیں ۔ جناب tightly priced بہترین rates پر اور over subscribed اس وقت پاکستان کے تقریباً تین سو سے زیادہ investor روزانہ پاکستان کی micro اور macro statistics روزانہ صبح کے وقت دیکھتے ہیں کہ یہ ہے کیا' کہ ملک کس ڈگر جا رہا ہے۔

مجھے آپ سے یہ کہتے ہوئے خوشی ہے جناب چیئرمین! کہ جس وقت ہمارا private sector بیرون ملک گیا' MCB Bank بھی London کی Stoch exchange میں گیا اور اس سے global depository receipt CDR float کی اس نے 150 million dollar کی وہ بھی اس کے لئے over subscribe تھا۔ موڈیز نے ہماری rating basis کی ۔ P-2 to P-1. میں معذرت چاہتا ہوں کہ ذرا کسی technicality میں جا رہا ہوں پر یہ ضروری ہے کیونکہ ہمارا شعبہ finance کا حصہ ہے۔ جناب چیئرمین! میں یہ چیزیں اس لئے کہہ رہا ہوں کہ دنیا کی نظریں پاکستان پر ہیں۔ دنیا کی کئی investment agencies اسے دیکھ رہی ہیں کہ ایک ملک صحیح

راستے پر ترقی کر رہا ہے۔ اس کی قوم جفا کش ہے ۔ کوئی وجہ نہیں کہ اس کے indicators
solid نہ ہوں اور یہاں پر investment نہ کی جائے۔ وزیراعظم صاحب حالیہ Devos گئے تھے
Switzerland میں۔ جناب چیئرمین! تین دنوں میں تقریباً ان کی 55,56 سے زیادہ meetings
ہیں وہ بھی آخر انسان ہیں ۔معلوم نہیں سوتے کس وقت ہیں۔ ایک کے بعد دوسری meeting
میں challenge کرتا ہوں کسی شخص سے اس ہاؤس میں یا گیلری میں پریس کو جو حضرات میرا
خیال ہے ان کے ساتھ جانے کا اتفاق ہوا ہے یقین کریں لوگ کانوں کو ہاتھ لگا کر واپس
آتے ہیں کیونکہ وہ محنت کرتے ہوئے لوگوں کا رگڑا نکال دیتے ہیں۔

جناب چیئرمین! میں گزارش کرتا چلوں کہ fiscal responsibility act میں جو یہ
instrument ہے۔ ایس۔ایم۔ظفر صاحب نے بالکل صحیح بات کی کہ ایک instrument ہمارے
پاس ہے جس پر لکھا ہوا ہے کہ پاکستان کے قرضے، ہماری جو مستقبل کی آنے والی پود ہے اس
کا مستقبل ہم نے گروی نہیں کرنا۔ اس پر حکومت نے حدود لگائی ہوئی ہیں GDP 7% کی
شرح سے زیادہ قرضے ہم نے نہیں لینے اور اس پر یہ بھی لکھا ہوا تھا کہ ہم نے یہ target 2012
and 2013 میں achieve کرنا ہے کہ GDP کی شرح سے 7% فیصد تک ہمارے قرضے زیادہ
نہیں ہونے چاہئیں۔ مجھے اس بات میں خوشی محسوس ہو رہی ہے کہ میں announce کروں کہ
پاکستان نے وہ target already achieve کر لیا ہے and we are already at 56% of
GDP ہمارے total قرضے جو ہیں ۔ اس پر جناب چیئرمین! یہ چیز بھی لکھی ہوئی ہے ، بھنڈر
صاحب نے پوچھا کہ اس میں کوئی چیز ایسی ہے کہ rule base ہونا چاہیے۔ ڈھائی فیصد per year
یہاں پر قانون میں stipulated کہ ہم نے کمی کرنی ہے۔ وہ already ہم لوگ کر رہے ہیں۔
Social sector میں جس میں آپ کا health, education, social welfare ہے، پندرہ ایسے
heads ہیں اور میں تجویز کروں گا مشورہ دوں گا اپنے بہنوں ، بزرگوں اور بھائیوں کو کہ وہ اس
مسئلہ کا مطالعہ کریں کہ اس میں پندرہ head لکھے ہوئے کہ جس پر ہم نے GDP کی شرح 4.5%
سے زیادہ ہم نے اخراجات کرنے ہیں social sector میں۔ اس میں education پر بات ہوئی اور
health پر بات ہوئی۔ ہمارا target ہے اور صدر مملکت اور وزیراعظم صاحب کی طرف سے ہمیں
instructions ہیں کہ ہم لوگ اس سے پہلے achieve کریں، جو law میں ہے قانون میں ہے۔

جناب چیئرمین! میں گزارش کرتا چلوں کہ ہمارے قرضوں کے بارے میں جو بات ہوئی، ۱۹۹۰ء کی دہائی میں یہ قرضہ تقریباً ۶۴ فیصد تھا۔اس وقت ۲۹ فیصد foreign قرضے کی میں بات کر رہا ہوں - foreign قرضہ اس وقت ۲۴ فیصد پر آ گیا ہے - جہاں تک جناب چیئرمین! ہم لوگ بات کرتے ہیں کہ زرعی شعبے کی بات ہوئی میں assurance دینا چاہتا ہوں کہ ----

جناب ڈپٹی چیئرمین، وصی صاحب ' وصی ظفر صاحب! فنانس منسٹر صاحب assurance دے رہے ہیں۔جی. please continue.

جناب محمد عمر ایوب خان، جناب چیئرمین! میں گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ زرعی شعبے سے ہمارے بہت سے لوگ تعلق رکھتے ہیں۔ ہماری آبادی ۶۰ فیصد زرعی شعبے سے تعلق رکھتی ہے - GDP میں اس کا حصہ تقریباً ۲۴ فیصد ہے۔ ایگری کلچر میں آپ کی recent جو devepolment ہے' آپ کا جو drip irrigation سسٹم ہے ' آپ کی کینال لائنیں ہیں 'یقین جانیے اس پر کافی زیادہ منسٹری آف ایگری کلچر بھی پریشر ڈال رہی ہے 'پلاننگ کمیشن بھی ڈال رہا ہے کہ اس کے مثبت اثرات لوگوں تک پہنچ سکیں۔ بلوچستان میں ہمارے صوبہ سرحد میں granite بھی اور ماربل بھی ہے' جیولری بھی ہے 'gems جیولری ہیں اس پر پاکستانی حکومت نے منسٹری آف انڈسٹری کے تحت ایک برانڈ پاکستان کے نام سے ایک initiative شروع کیا ہے - جس میں آپ کے gems اور جیولری کے سیکٹر باہر جا کر پاکستان کی اس چیز کو برانڈ کر رہے ہیں کہ ایک برانڈ ایمج ہمارا جیولری کا بننا چاہیے اور وہ اپنا ٹارگٹ پرائیویٹ سیکٹر achieve کر رہا ہے -جناب چیئرمین!میں گزارش کرتا چلوں کہ آگے جاتے ہوئے ہم نے جو کافی پر time spend کیا ہے۔آپ کے fiscal side پر' آپ کی debt side پر ' اس وقت آگے جاتے ہوئے ہم نے جو challenges دیکھنے ہیں کہ تین challenges کونسے ہیں - ہمارا infrastructure ' ہمارا human resources development ہماری انرجی سکیورٹی - جناب چیئرمین! ہم infrastructure میں کیا کر رہے ہیں۔ پبلک سیکٹر ڈویلپمنٹ پروگرام جو اس وقت پچھلے بجٹ میں ہم نے پیش کیا - پاکستان کی تاریخ میں 1947ء سے لے کر آج تک اتنا بڑا پبلک سیکٹر ڈویلپمنٹ پروگرام کبھی بھی پیش نہیں کیا گیا تقریباً 435 ارب روپے کا اور آگے

ہم لوگ کیا کرنا چاہتے ہیں۔بلوچستان سے لے کر چترال تک، بلوچستان سے لے کر خنجراب پاس تک، کراچی کے ساحل سے لے کر خیبر پاس تک، ہمارے پاس ایک نیشنل ٹریڈ corridor ہونا چاہیے جس میں آپ کے پاس world class road net work ہو، world class telecommunication facilities ہو، world class transportation system ہو۔ انہی چیزوں میں یہ دنیا کے investors آ کر پاکستان میں invest کرتے جا رہے ہیں۔ حال ہی میں صدر مملکت صاحب نے پنجاب میں سندر انڈسٹریل اسٹیٹ کا افتتاح کیا۔ جناب چیئرمین! ہم یہی چیز کر رہے ہیں اور اگلے چند دنوں میں انشاء اللہ وزیر اعظم صاحب دو ٹیکسٹائل سٹی کا افتتاح کریں گے۔ہم اسی چیز کے پیچھے پڑے ہوئے ہیں کہ انڈسٹریل اسٹیٹ بنے جہاں پر one window operation اور ساری چیزیں لوگوں کو ملیں، کوئی red-tapism نہیں کیونکہ ہم لوگ اس چیز کو جانتے ہیں کہ investor کے پاس، وہ لوکل ہو یا وہ فارن ہو، اس کے پاس time ضائع کرنے کے لیے نہیں ہے۔ اس کو ایک چیز چاہیے اور اس کو وہ چیز گزشتہ گزری ہوئی کل میں چاہیے آج بھی نہیں۔ گزشتہ گزری ہوئی کل میں۔ جناب چیئرمین! اس وقت ہمارے پاس ایک ایسا اثاثہ ہے جس کے بارے میں لوگ زیادہ بات کرتے بھی نہیں ہیں اور وہ اثاثہ جس کا میں نے کہا کہ ہماری افرادی قوت ہے ہماری جو افرادی قوت ہے جناب چیئرمین! آپ یہ دیکھیں، ہمارا ہمسایہ ملک چین ہے چین میں آپ یہ دیکھیں کہ ہم لوگوں نے پورا analysis کیا ہے۔ پورا analysis اس طرح ہے کہ 3% جو آپ کا چین landmark ہے وہاں پر ساری کی ساری competitiveness ہوتی ہے۔ چائنا کا 75/80% ایکسپورٹ چین کے 3% حصے سے ہوتا ہے اور آپ ان کے قرضوں کی شرح دیکھیں۔ energy کی شرح دیکھیں آپ ان کا لیبر ریٹ دیکھیں تقریباً تقریباً ترقی یافتہ ممالک سے ملتا جلتا ہے، جو ترقی پذیر ممالک ہیں ان سے ملتا جلتا ہے۔ developing countries کے ساتھ چاہے وہ ہندوستان ہو، چاہے پاکستان ہو چاہے وہ کوئی بھی developing country ہو۔جو چیز وہاں پر سب سے منفرد ہے اور جو چیز ان کو allow کرتی ہے کہ وہ سستی چیزیں دنیا کی منڈیوں میں بیچیں وہ ان کی لیبر productivity ہے۔ دنیا میں سب سے high productivity لیبر آپ کو چین میں ملے گی۔ اور وہ ان کو allow کرتی ہے دنیا کی labour market اور دنیا کی ساری منڈیوں کو capture کرنے کے لیے۔ ہمارے

پاس جو اثاثہ ہے جناب چیئرمین! ہمارا جو نوجوان ہے اس وقت تقریباً سو ملین، دس کروڑ عوام وہ جو چوبیس سال کی عمر سے کم ہیں اور دنیا کے investors اس چیز کو بڑی باریک بینی سے دیکھتے ہیں۔ وہ دیکھتے ہیں کہ ایک ایسی قوم جہاں پر لوگ جفاکش ہوں، جہاں پر لوگ محنت کرنا جانتے ہوں، جہاں پر لوگوں کا ہنر زیادہ ہو رہا ہے وہاں پر سرمایہ کاری کریں کیونکہ وہاں پر return لینے کا بھی ہمیں فائدہ ہوگا اور یہی وجہ ہے کہ Goldman Price دنیا کا ایک investment bank ہے، انہوں نے پہلے brick کا انعقاد کیا، bricks, Brazil, Russia, India, China اس کے بعد Nine Eleven جس میں پاکستان کا شمار بھی ہے، وہ بھی پاکستان کو اس نظر سے دیکھ رہے ہیں کہ یہاں پر ہم لوگ investment کریں کیونکہ ہمیں یہاں پر بہترین returns ملیں گے۔

اس کے ساتھ ساتھ میں یہ بھی کہتا چلوں کہ ہماری یہ population hidden strength اس لیے ہے کیونکہ ہماری یہ population جو hundred million کی ہے جو کہ چوبیس سال سے کم ہوگی، یہ اپنی 2060 تک retirement age achieve کرے گی۔ چین کی آبادی کی 2030 میں retirement age achieve کرے گی۔ ہندوستان کی 2040 میں ہوگی تو پاکستان میں investment کرنے کا یہ ایک دوسرا secret ہے۔

جناب والا! competitiveness کے بارے میں، میں نے آپ کے سامنے بات کی ہے۔ Competitiveness productivity کے حوالے سے میں نے آپ کے سامنے بات کی ہے۔ جناب والا! ہم نے Ministry of Finance میں competitiveness support fund قائم کیا اور ہم لوگ یہ دیکھنا چاہتے ہیں کہ بجائے اس کے کہ ہر ایک industry لگے وہ competitive advantage ہمیں حاصل ہونا چاہیے جس سے پاکستان کو فائدہ بھی ہو۔ جو industry دنیا میں چل رہی ہے اس سے بھی فائدہ ہو۔ جناب والا! میں آپ کو سینیٹ کے ممبران اور گیلری کی information کے لیے کئی نام پڑھ کر جاتا ہوں۔ Dell Computers کا نام سب نے سنا ہوگا۔ پروتام، سسکو، گیٹس، مائی، یہ دنیا کی مشہورترین branded companies ہیں اور جن کمپنیوں کا نام لوگوں نے نہیں سنا ان میں کوانٹا، ہانہائے، سکٹران، الیکٹرانک، ٹائم برادر، فاؤنٹین، یہ وہ کمپنیاں ہیں جن کو ہماری finance یا competitiveness

کی زبان میں contract manufacturers کہتے ہیں۔ جناب چیئرمین! یہ وہ کمپنیاں ہیں جو چین، تائیوان اور دوسرے ملکوں میں کام کر رہی ہیں۔ یہ لوگ contract لیتے ہیں main companies سے اور وہاں پر manufacture کرکے world class facilities کے ساتھ وہ باہر export کرتے ہیں۔ میں آپ کو ایک کمپنی کی مثال دیتا ہوں۔ کوانٹا کمپیوٹرز کی، آپ کے سامنے دفتر میں کمپیوٹر کا جو LCD display ہے ساٹھ فیصد production یہ ایک کمپنی کرتی ہے LCD display کی۔ دس ارب ڈالر اس ایک کمپنی کا سال کا revenue ہے، آمدنی ہے۔ جناب چیئرمین! Dell Computers میں آپ کے توسط سے ایوان کی information کے لیے بتاتا ہوں، Dell Computers ایک نامور نام ہے، اس کمپنی کی growth revenue میں، آپ کی sales میں growth rate سالانہ جس ریٹ سے بڑھتے ہیں، آٹھ سے دس ارب ڈالر سالانہ ان کی increase ہے۔ ہمارے بہت سارے مسلمان ممالک دیکھ لیں، ان کی اتنی GDP نہیں ہوتی جتنی ایک کمپنی کی sale ہوتی ہے۔ جناب چیئرمین! یہ وہ کمپنیاں ہیں جنھوں نے پاکستان کی طرف نظر کی ہوئی ہے۔

جناب چیئرمین! اس وقت ہم یہ دیکھیں کہ equity funds investor کے بارے میں، میں نے بات کی ہے، کارلائل گروپ ایک equity fund ہے، دنیا میں آٹھ سے دس ارب ڈالر سے زیادہ ان کے پاس equity fund ہوتا ہے جیسے وہ ایک کمپنی میں invest کرتے ہیں، اس کو mature کرتے ہیں اور پھر ایک پریمیم پر internal market میں بیچتے ہیں، equity finance کرتے ہیں، وہ پاکستان میں اپنے دفاتر کھولنے گئے ہیں۔

جناب چیئرمین! اس وقت صدر مملکت صاحب، وزیر اعظم صاحب اور ہم سارے جب دنیا میں جاتے ہیں تو ہم لوگ ایک چیز دنیا میں باور کراتے ہیں اور وہ یہ ہے کہ پاکستان کو aid نہیں چاہیے۔ Pakistan does not need aid, we want trade. ہمیں اپنی market access دیں اور انشاء اللہ تعالیٰ ہم لوگ کر دکھائیں گے کہ Pakistani industry دنیا کی ہر ایک مارکیٹ میں compete کر سکتی ہے---provided that fair level

(*Interruption*)

جناب ڈپٹی چیئرمین، رضا صاحب! وزیر صاحب کو تقریر کر لینے دیں پھر آپ کی تجاویز پر آئیں گے۔

جناب عمر ایوب خان ،جناب چیئرمین! NFC پر آئیں۔ NFC پر خاطر خواہ بات ہوئی ۔ اس وقت میں یہ بھی کہتا چلوں کہ ہمارے NFC میں جو صدر مملکت صاحب کو تمام صوبوں کے وزراء اعلیٰ اور وزراء خزانہ نے ہمارے سامنے اتھارٹی دی کہ جناب! آپ announce کرلیں، ہم لوگ اس کو decide نہیں کر پا رہے۔ صدر مملکت صاحب نے جو NFC amendment کی ہے وہ پاکستان کی تاریخ میں پہلی بار ہے کہ اس سال 45% حصہ جو ہے آپ کے divisible pool کا وہ انشاء اللہ تعالیٰ صوبوں کو دیا جارہا ہے اور یہ پانچ سالوں میں 50% ہو گا۔

(مداخلت)

جناب ڈپٹی چیئرمین، ان کو بات کر لینے دیں۔ میری آپ دونوں دوستوں سے گزارش ہے کہ انہوں نے چالیس speakers کو سنا ہے اب ذرا ان کو بھی سن لیں۔ اچھے نکات ہیں آپ سن لیں۔

جناب عمر ایوب خان، جناب چیئرمین! مجھے سمجھ نہیں آتی کہ سچ بات پر ان کو مرچیں کیوں لگ جاتی ہیں۔ جناب چیئرمین! چوراسی ارب روپے مزید اس سال صوبوں کو انشاء اللہ تعالیٰ دیں گے۔ جناب چیئرمین! آپ کا تعلق بلوچستان سے ہے، چھوٹے صوبے سے ہے ۔ میرا تعلق چھوٹے صوبے سے ہے چوراسی ارب روپے اس amended NFC کے تحت صوبوں کو پچھلے ادوار کے مقابلے میں مزید ملیں گے۔ میں بتاتا چلوں کہ آدھا سال گزر گیا ہے ۔ چھ ماہ میں بلوچستان کو تقریباً 5.6 ارب روپے مزید پچھلے سال کے مقابلے میں مل چکے ہیں۔ ہم لوگ poverty کے بارے میں بات کرتے ہیں۔ شوکت عزیز صاحب جس وقت وزیر خزانہ تھے تو انہوں نے micro- finance کا انعقاد کیا اور پاکستانی قوم کو یہ چیز جتائی کہ یہ بھی ایک چیز ہے اور Pakistan Poverty Alleviation Fund قائم کیا گیا۔ اس کے تحت آپ کا خوشحالی بنک قائم کیا گیا۔ اس وقت پاکستان میں micro-credit آٹھ سو گھرانوں کو مل چکا ہے اور وزیراعظم صاحب نے جو target دو مہینے پہلے دیا وہ دس لاکھ گھرانوں کا تھا جو achieve ہو

گیا ہے اور انہوں نے اس کو مزید بڑھانے کا کہا ہے۔ Micro-credit سے کیا ہوتا ہے۔ شفیق صاحب جیسے لوگ، ظہور صاحب جیسے محنت کش لوگ Micro-credit لے کر اپنا رزق کما سکتے ہیں۔

جناب چیئرمین! مجھے اس بات پر خوشی ہوتی ہے کہ rural development کے بارے میں بات کرتے ہیں۔ یہ وہ حکومت ہے جس نے ریکارڈ قائم کیا ہے۔ انشاء اللہ تعالیٰ اس مالی سال کے آخر تک 13000 گاؤں کو بجلی دی جائے گی۔ جو لوگ اس کو contest کرنا چاہتے ہیں، میں گزارش کروں گا کہ وہ ہمارے ساتھ آئیں اور گاؤں گاؤں پھریں۔ میرا تعلق ضلع ہری پور سے ہے۔ مارگلہ پہاڑوں سے شروع ہوتا ہے آخری گاؤں غازی تحصیل میں چانسلو کا لگتا ہے۔ آ جائیں میرے ساتھ تربیلہ ڈیم 1550فٹ پر ہے اس سے آگے سات ہزار فٹ تک چل کر جائیں گے۔ آپ جہاں تھکے میں اپنے کندھوں پر آپ کو لے جاؤں گا، وہاں پر بجلی فراہم کی جا رہی ہے۔ جناب والا! ہم لوگ وہ بات کر رہے ہیں جو آٹھ لاکھ لوگوں سے ووٹ لے کر ان ایوانوں میں آتے ہیں۔ زمینی حقائق آپ کو بتا رہا ہوں۔ فضائی معاملات کے بارے میں، میں بات ہی نہیں کر رہا۔

جناب والا! پاکستان کی معیشت کو آگے جاتے ہوئے ہم دیکھ رہے ہیں۔ یہاں پر ہماری محترمہ بہن سعدیہ عباسی صاحبہ جو اس وقت موجود نہیں ہیں، سعدیہ عباسی صاحبہ نے competitiveness کے بارے میں بات کی۔ ایک core issue ہے ہمارا growth strategy کا۔ میں نے جو manufacturers کے بارے میں بات کی، ان ہی چیزوں پر اس کا دارومدار ہے۔ اس میں ہم لوگ کیا کرنا چاہتے ہیں۔ Try helix approach اس کو کہتے ہیں کہ اس میں human resource development اور آپ کا Higher Education Commission, آپ کے research institutions اور حکومت ان سب کو ہم ملانا چاہتے ہیں کہ جو research آپ کی educational institutions پر ہو رہی ہے اس کو commercialize کیا جائے تاکہ پاکستان میں research and development اصلی معنوں میں ہو۔ Patent لوگ داخل کیے جائیں اور ان کا جو جائز حق ہے وہ بھی ملنا چاہیے۔

جناب چیئرمین! آگے جاتے ہوئے ہمیں کن چیزوں کی ضرورت ہے۔ ہمیں

continuity of policies کی ضرورت ہے۔ آپ کا سرمایہ دار چاہے اندرون ملک ہو یا بیرون ملک ہو اس کو continuity of policy چاہیے ' اس کو transparency چاہیے ' اس کو de-regulated economy چاہیے ' اس کو ایک strong private sector چاہیے ' اس کو liberalized private sector چاہیے۔

جناب چیئرمین ! میں یہ بھی کہتا چلوں کہ یہ رپورٹ World Economic Forum کی شائع کی ہوئی ہے۔ پاکستان اور انڈیا کو انہوں نے compare کرتے ہوئے کہا کہ پاکستان کے private sector میں پاکستان کی جو معیشت ہے اس میں آپ دیکھیں کہ پاکستان ہندوستان سے بہتر ہے۔ آپ hiring and firing practices دیکھیں۔ پاکستان 125 ممالک میں 26 ویں نمبر پر ہے جبکہ ہندوستان 101 ممالک میں 97 ویں نمبر پر ہے۔ Time required to start a business, hard data, پاکستان کا نمبر 125 ممالک میں 27 ویں نمبر پر آتا ہے جبکہ ہندوستان کا نمبر 97 پر آتا ہے۔ پاکستانی حکومت proactive ہے اور ایسی کافی reports ہیں جہاں پر انہوں نے کہا ہے کہ پاکستان کی Government proactive ہے------

(مداخلت)

جناب ڈپٹی چیئرمین، رضا صاحب ایک دفعہ سن لیں۔ آپ ایک دفعہ سن لیں پھر آگے بڑھیں گے۔ ان کو سن تو لیں نا ایک دفعہ آپ۔

Raza sahib please take your seat.

جناب عمر ایوب خان، جناب چیئرمین! مجھے خوشی ہوتی ہے یہ دیکھ کر کہ ہماری Cpposition کے کئی بھائی اس چیز کو digest نہیں کر پاتے کہ حکومت کتنے بہتر طریقے سے کام کر رہی ہے۔ ان کو صبر اور حوصلے سے کام کرنا چاہیے۔ انشاء تعالیٰ جس طرح ان کا تعلق صوبہ سرحد سے ہے ہمارا بھی تعلق صوبہ سرحد سے ہے۔ جتنے پختون یہ ہیں' اتنے ہی پختون ہم بھی ہیں' کوئی فکر نہ کریں۔ ہمیں بھی حق لینا آتا ہے اور انشاء اللہ لے کر بھی دکھائیں گے۔ میری گزارش یہ ہے کہ حوصلہ ہونا چاہیے' trust ہونا چاہیے' اعتبار اور اعتماد ہونا چاہیے لیکن کس میں؟ اپنے آپ میں اور اپنے عوام میں-----

(مداخلت)

جناب ڈپٹی چیئرمین، رضا صاحب بات کر لینے دیں۔ آپ کا ہے وہ point, وہ سمجھ رہے ہیں۔ Please take your seat.

جناب عمر ایوب خان، جناب چیئرمین! ہمیں ہمارے بزرگوں نے ایک بات کہی تھی کہ جب کوئی arguments ہار جاتا ہے تو وہ شور و غل میں چلا جاتا ہے۔ لہٰذا وہ arguments ہار گئے ہیں۔ میری گزارش یہ ہے جناب چیئرمین! کہ یہ پاکستان کسی ایک پارٹی کا نہیں ہے، یہ پاکستان ہم سب لوگوں کا ہے۔ جو بجٹ تجاویز ہم نے یہاں پر سنی ہیں، یہ کوئی بجٹ کی تقریر نہیں ہے، یہ wraping up تقریر ہے۔ انشاء اللہ تعالیٰ جو یہاں پر تجاویز ہمیں آئی ہیں، اس کو آپ مثبت طریقے سے اگلے بجٹ میں آپ دیکھیں گے، اگر اللہ تعالیٰ نے زندگی دی۔ میں اس کے ساتھ ساتھ جناب چیئرمین! آپ کا شکریہ ادا کرنا چاہتا ہوں، سارے ایوان کا شکریہ ادا کرنا چاہتا ہوں اور میں رضا صاحب اپنے بزرگ بھائی سے گزارش کروں گا کہ وہ اتنا حوصلہ پیدا کریں، جس طرح ہم نے آپ کی تقاریر سنی ہیں اس طرح آپ حکومتی بنچز سے بھی تقاریر سننے کی ہمت پیدا کریں کیونکہ اس ملک نے آگے چلنا ہے۔ ہم نے اپنا وقت گزار لیا، ہمارے آگے جو نوجوان آرہے ہیں انشاء اللہ تعالیٰ انہوں نے اس ملک کو اور بہتر کرنا ہے۔ پاکستان زندہ باد۔

جناب ڈپٹی چیئرمین، ایک منٹ۔ میں تفصیل میں نہیں جانا چاہتا لیکن میں یہ عرض کروں گا کہ ایک ہوتا تھا pre-emptive کہ ہم نے pre-empt کیا Finance Ministry کو کہ وہ تھوڑا سا ہمارے نقطۂ نظر سے proactive ہوجائیں اور وقت سے پہلے تھوڑا سا ہم بھی حال احوال کریں اور وہ بھی ہمیں جواب دیں۔ ابھی دو، تین چیزیں ہیں جو عمر ایوب صاحب کو کرنی پڑیں گی۔ ایک تو Finance Ministry کا ایک ماحول یا mood ہے کہ یہ بڑے خشک مزاج ہوتے ہیں۔ They don't reach out. کمروں میں بیٹھے ہوئے، فائلوں میں لگے ہوتے ہیں، آجکل computer آگئے ہیں اور دوسری نئی چیزیں بھی آگئی ہیں، آجکل ٹائی پتلون کا بھی زمانہ ہے۔ میری گزارش ہے کہ presentation Senate میں دینے کی بجائے، ہمیں آپ

تکلیف دیں اپنے پاس اور کبھی کھانا بھی کھلایا کریں۔ خشک بسکٹ اور چائے پر یہ چیزیں کیسے طے ہوں گی۔ آپ ہمیں بلائیں office میں، ہمیں briefings دیں، this is only the start. تھوڑی سی سخاوت اختیار کریں۔ ہمیں آپ کو بلوچستان سے آکر سخاوت کا عنصر جانا پڑے گا کہ آپ تھوڑا بڑا دل رکھیں، بڑے صوبے کی طرح۔ آئیں، بیٹھیں اور ہماری باتیں سنیں یہ نمبر ایک ہے۔

The second thing is that this is only the first round, this is the beginning.

In second round, in the spring season, we will be your guests. ہم ادھر آئیں گے، آپ سے briefing بھی لیں گے۔ آپ ایک اور چیز پر focus کریں۔ آپ نے کہا کہ چوبیس کروڑ ہمارے نوجوان مستقبل میں ہمارا اثاثہ ہوں گے۔ میری گزارش ہے چھوٹی سی بات اور بڑی سی بات productive labour اس وقت ہماری نئی نسل اور پرانی نسل سب ہیپاٹائٹس کا شکار ہوتی جا رہی ہیں۔ اس طرف بھی سوچیں، ان چیزوں کو بھی ہم نے آگے بڑھانا ہے۔ malnutrition کے مسئلے ہیں۔ ٹی بی کے مسئلے ہیں۔ اسلام آباد سے آپ بھی نکلتے ہیں، میں بھی نکلتا ہوں۔ چلیں بڑھیں۔ This was only the first round ہمارے سینیٹ میں بڑی دریا دلی ہے، سارے صوبوں کی نمائندگی ہے، ہماری نفری بھی کم ہے۔ ہم آپ کے ہاں زبردستی مہمان بن کر آئیں گے ادھر briefing لیں گے، کھانا بھی آپ کھلائیں گے۔ first round ہو چکا، second round میں، پھر بجٹ تو final round ہے۔ شکریہ۔

(مداخلت)

جناب عمر ایوب خان، جناب چیئرمین ایک شرط پر menu آپ سیٹ کریں گے۔

جناب ڈپٹی چیئرمین، Menu اگر میں نے سیٹ کیا تو بہت مہنگا پڑ جائے گا کیونکہ میں تو اسلام آباد کی پکوڑیاں کھا کھا کے تنگ آگیا ہوں۔ ہم بھی eating nation ہیں۔

سینیٹر پروفیسر محمد ابراہیم خان، جناب چیئرمین! یہ ایک constitutional matter ہے۔

جناب ڈپٹی چیئرمین، ڈاکٹر ابراہیم جو میں نے sum up کیا ہے کسی وجہ سے

sum up کیا ہے۔ this is only کہتے ہیں کہ beginning ہے۔

سینیٹر پروفیسر محمد ابراہیم خان ، جناب والا! procedural point ہے۔

جناب ڈپٹی چیئرمین ، اس کی طرف بعد میں آئیں گے۔ ہم نے صرف ان کو چوکنا کر دیا ہے کہ عوام بھی ہیں۔ نیشنل اسمبلی کے ممبر بھی ان سے بات کریں اور ہم بھی کریں گے۔

سینیٹر پروفیسر محمد ابراہیم خان ، NFC کا حوالہ دیا گیا۔

سینیٹر وسیم سجاد ، جناب والا! ایٹم نمبر 9 اور 10 لیں۔

(مداخلت)

Mr. Deputy Chairman: This is only the beginning.

فروری ہے میرے بھائی۔ جی ڈاکٹر ابراہیم صاحب کو ایک منٹ دے دیتے ہیں۔

سینیٹر پروفیسر محمد ابراہیم خان ، جناب چیئرمین! یہ آئین کے آرٹیکل 160 کی پہلی clause پڑھنا چاہتا ہوں۔ ایک اور بھی پڑھوں گا

(1) Within six months of the commencing day and thereafter at intervals not exceeding five years, the President shall constitute a National Finance Commission consisting of the Minister of Finance of the Federal Government, the Ministers of Finance of the Provincial Governments, and such other persons as may be appointed by the President after consultation with the Governors of the Provinces.

جناب چیئرمین! یہ تو نیشنل فنانس کمیشن کی constitution ہوئی اس سے یہ بات بالکل ثابت ہوتی ہے کہ آئین کی رو سے صوبے کے وزراء اعلیٰ کا نام نیشنل فنانس کمیشن نہیں ہوتا بلکہ ان کے ساتھ ایک ایک فرد صوبے سے اور بھی ہونگے۔ فیڈرل فنانس منسٹر اس میں ہوگا۔ وہ بیٹھ کر recommendations بنائیں گے ۔ جناب چیئرمین! recommendations کے بارے میں آئین پھر کہتا ہے۔ اسی آرٹیکل کا clause 5 ہے۔

(5) the recommendations of the National Finance Commission, together with an explanatory memorandum as to the action taken thereon shall be laid before both Houses and the provincial assemblies.

اس کے بعد 6 ہے۔

At any time before an order under clause (4) is made, the President may, by order, make such amendments or modifications in the law relating to the distribution of revenues between the Federal Government and the provincial governments as he may deem necessary or expedient.

جناب چیئرمین! یہ ہمارا آئین کہتا ہے' اس آئین کے بالکل خلاف صوبائی وزرائے اعلیٰ سے یہ اختیار لینا' یہ آئین کی خلاف ورزی ہوئی ہے اور بجٹ سے پہلے پہلے اس کی rectification کی جائے۔ نیشنل فنانس کمیشن بنایا جائے' اس کی recommendations سینیٹ میں اور قومی اسمبلی اور صوبائی اسمبلیوں میں رکھ دی جائیں اور اس پر باقاعدہ بحث ہو' یہ آئین کے مطابق ہوگا۔ اس وقت جتنی بھی financial کارروائی ہو رہی ہے یہ سب کچھ آئین کے خلاف ہو رہا ہے اور آئین کی دھجیاں بکھیر کر رکھ دی گئی ہیں۔

Mr. Deputy Chairman: We will not go on legal matters.

اس پر ہم بحث میں نہیں پڑتے۔ ویسے تو میں wind up کر چکا ہوں لیکن ایک مثال دیتا ہوں کہ جہاں پر بہت زیادہ صوبائی خود مختاری نہیں ہے لیکن بہت چیزیں جہاں پر silent ہیں وہاں آئین میں ' Provincial Government and Federal Government they come to an agreement کہ یہ چیزیں آگے بڑھیں گی۔ اس بحث میں نہیں پڑتے۔

(مداخلت)

جناب ڈپٹی چیئرمین، وصی ظفر صاحب آپ ایٹم نمبر 7 move کریں گے یا 9۔

Legislative Business

Discussion on Law Reforms Bill, 2007.

جناب محمد وصی ظفر (وزیر برائے قانون، انصاف و انسانی حقوق)، ایٹم نمبر ۷، جی

I beg to move that the Bill further to amend certain laws.........

جناب ڈپٹی چیئرمین، ہم نے legislative business کرنا ہے۔

Please do not lose your patience. This was only the first session with the finance.

ابھی تو بڑے سیشن ہونے ہیں۔

Minister for Law and Justice please move.

Mr. Muhammad Wasi Zafar (Minister for Law Justice and Human Rights): I beg to move that further to amend certain laws for the purpose of making reforms. The Law Reforms Bill, 2007 be taken into consideration at once.

Mr. Deputy Chairman: It has been moved that the Bill further to amend certain laws "The Law Reforms Bill, 2007" as passed by the National Assembly be taken into consideration. Is it opposed?

(Bill was opposed)

Mr. Deputy Chairman: It is opposed. Anybody wants to...

جو اس کو oppose کر رہے ہیں، اس پر speech کرنا چاہیں گے۔ کامران مرتضیٰ صاحب۔

سینیٹر کامران مرتضیٰ، اس سے پہلے جناب! جب ایک بات طے ہو جاتی ہے House Committee میں، جب ایک بات طے ہو جاتی ہے تو کم از کم یہ لوگ اپنی commitment کو تو honour کیا کریں۔ یہ بات طے ہو گئی تھی---

ایک معزز ممبر، Law پر بات کریں۔

سینیٹر کامران مرتضٰی، جی law پر بھی بات کرتا ہوں، آپ حوصلہ کیجیے۔ جناب! جب ایک بات طے ہو جاتی ہے---

جناب ڈپٹی چیئرمین، میرا خیال ہے کہ یہ طے ہوا تھا کہ discussion ہو گی اور پھر اس پر Finance Minister wind up کریں گے۔ کامل آغا صاحب! آپ اس میٹنگ میں موجود تھے۔

سینیٹر کامل علی آغا، اگر کامران صاحب مجھے اجازت دیں۔ رضا محمد رضا صاحب---

Mr. Deputy Chairman: I have given the floor to you.

سینیٹر کامل علی آغا، جی، میری گزارش سن لیں۔ جناب! یہ بالکل درست بات ہے کہ یہ طے ہوا تھا کہ یہ جو pre-budget session ہے، اس میں تمام اراکین participate کریں گے اور اس دوران سوائے وقفہ سوالات کے کوئی دوسرا معاملہ take up نہیں کیا جائے گا تا وقتیکہ یہ بحث conclude نہ ہو جائے اور الحمدللہ یہ بحث بڑے اچھے طریقے سے، بڑی اچھی participation سے، اپوزیشن اور حکومتی benches کی طرف سے تقاریر ہوئیں اور پھر conclude ہونے کے بعد جو further agenda items ہیں، یہ ہماری ذمہ داری ہے چاہے اپوزیشن یا حکومتی benches ہوں، آپ کے بھی علم میں ہے کہ legislation کرنا پارلیمنٹ کا سب سے اہم role ہوتا ہے۔ آج ہم کام کر رہے ہیں اور conclude کرنے کے بعد کر رہے ہیں۔ اگر یہ صبح سے بیٹھے ہوئے ہیں، تو ہم بھی صبح سے بیٹھے ہیں۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ دو Bills ہیں اور آپ ان کو under consideration بھی لا چکے ہیں تو اس کو آگے بھی چلانا چاہیے۔ یہ الگ بات ہے کہ اگر یہ سمجھتے ہیں کہ ان پر بحث کرنی ہے تو یہ کریں، ہم موقع دے رہے ہیں۔ اس میں یہ تو نہیں ہے کہ ہم جلدی کر رہے ہیں کہ اس کو دس منٹ میں pass کرنا ہے۔ اگر ان کے پاس کوئی points ہیں تو اس کو under consideration لایا جا رہا ہے۔ اس پر consideration کریں۔ Debate کرنی ہے تو کریں، کون اعتراض کر رہا ہے؟

Mr. Deputy Chairman: Kamran Murtaza Sahib, you have taken

the floor first.

سینیٹر کامران مرتضیٰ، جناب! ان کو کم از کم اپنی زبان کا پاس رکھنا چاہیے۔ یہ بات ہرگز طے نہیں ہوئی تھی کہ صبح شام session چلنے کے بعد، صبح دس بجے سے session شروع ہونے کے بعد رات کو پونے دس بجے اچانک اس طرح دو Bill اس commitment کے بعد پیش کر دیئے جائیں گے اور چونکہ آپ نے oppose کیا ہے تو اس پر بحث کیجیے، ہم بھی آپ کی طرح بیٹھے ہیں۔ Sir, no problem اس پر اب بھی بحث ہوسکتی ہے مگر کم از کم جب ایک چیز طے ہوجاتی ہے تو اس کا پاس رکھا جانا چاہیے اور آج اس سینیٹ کا کوئی آخری دن نہیں ہے، اس کے بعد بھی انشاء اللہ دن آئیں گے، اس میں یہ بحث ہوسکتی ہے اور آج سے بہتر طور پر تیاری کر کے ہوسکتی ہے۔ جناب! اس Bill میں کافی نقائص ہیں اور ان کو point out کرنا، فرض کریں کہ آپ جلدی میں دیکھ لیتے ہیں تو بہت سی ایسی چیزیں ہیں، جو رہ جائیں گی۔

Senator Justice (Retd.) Abdul Razzaq A. Thahim (Minister for Local Government): Point of order sir.

جناب ڈپٹی چیئرمین، جی۔

Senator Justice (Retd.) Abdul Razzaq A. Thahim: The Bill has been introduced and your honour has asked the other side to make speeches and then there will be voting whether permission is granted or not. That is the position, in simple way.

Mr. Deputy Chairman: Yes and agenda has been given in the morning. I think all the members have got the agenda. They had looked at agenda...

(مداخلت)

سینیٹر کامران مرتضیٰ، جناب چیئرمین! یہ commitment پوری کر دیا کریں۔

جناب ڈپٹی چیئرمین، National Assembly نے بھی یہ pass کر دیا ہے۔

سینیٹر کامران مرتضٰی، جی pass کر دیا ہے تو آیا ہے جناب۔

سینیٹر کامل علی آغا، جناب چیئرمین! یہ تین دنوں سے ایجنڈے پر ہے اور میں یہ سمجھتا ہوں، میں بڑی مؤدبانہ گزارش کرتا ہوں کہ کبھی کبھی کام بھی کرنا پڑتا ہے اور ہمیں کام کرنا چاہیے، avoid نہیں کرنا چاہیے۔

سینیٹر کامران مرتضٰی، جناب! آج یہ پہلا دن ہے کہ treasury والے کام کر رہے ہیں ورنہ تو ان کو بس----

سینیٹر کامل علی آغا، یہ جو بار بار House Committee کی میٹنگ کی بات کر رہے ہیں، ان کو یہ بات آپ Chair سے بتائیں، یہ اچھا نہیں لگتا کہ میں ان کے ساتھ cross talk کروں۔ ان کو cross talk کرنے کی عادت پڑ گئی ہے۔ پہلے ان کا رویہ بہت اچھا تھا۔ کچھ دنوں سے یہ کچھ جلدی میں ہیں، یہ ہر بات میں interrupt بھی کرتے ہیں اور cross talk بھی کرتے ہیں۔ یہ اپنے رویے کو ویسا ہی رکھیں، ہر کوئی ان کے رویے کو appreciate کرتا تھا۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ کسی جگہ بھی طے نہیں ہوا تھا کہ ہاؤس کمیٹی کے اندر کہ یہ کام مکمل کرنے کے بعد ہم کوئی کام ہی نہیں کریں گے۔ یہ طے ہوا تھا کہ ہمیں دو دن مزید چلانا پڑے گا تو ہم اس ہاؤس کو چلائیں گے۔ یہ طے ہوا تھا۔ یہ بات کیوں نہیں کرتے کہ ہم چلائیں گے آپ consideration کریں۔ آپ اگر کوئی کام کرنا چاہتے ہیں، کوئی قوم کی خدمت کرنا چاہتے ہیں۔ مجبوراً مجھے یہ کہنا پڑتا ہے کہ ان کے پاس کوئی کام نہیں ہے، کوئی ایجنڈا نہیں ہے، کوئی پروگرام نہیں ہے۔ آپ نے دلچسپی کا اندازہ لگا لیا۔ بہت شور کرتے تھے کہ debate, debate کریں------

(مداخلت)

سینیٹر کامل علی آغا، رضا محمد رضا صاحب کو کم از کم سمجھانا چاہیے اور ان کی تربیت کرنی چاہیے---یہ صرف بولتے جاتے ہیں۔ فلور آپ نے مجھے دیا اور یہ مسلسل بولے جا رہے ہیں--

(مداخلت)

Mr. Deputy Chairman: Anybody who is opposing it, please give the speech then we go ahead.

(مداخلت)

جناب ڈپٹی چیئرمین، قومی اسمبلی سے یہ پاس ہو کر آیا ہے ---------پہلے کامران مرتضیٰ صاحب بات کرلیں پھر میں آپ کو وقت دوں گا۔ جی کامران مرتضیٰ صاحب۔

(مداخلت)

جناب ڈپٹی چیئرمین، جی میں وہ کروں گا جو نیکی کا صلہ ہو ۔ جی پروفیسر صاحب۔

سینیٹر پروفیسر محمد ابراہیم خان، جناب چیئرمین ! یہ سات قوانین کے اندر ترامیم کا بل پیش ہوا ہے ۔ اسے Law Reforms (Amendment) Bill کا نام دیا گیا ہے۔ اس کے جو original sections ہیں وہ اس کے ساتھ لگے ہوئے نہیں ہیں۔ رات کے اس وقت ہمیں پابند بنایا جا رہا ہے کہ آپ ابھی بحث شروع کردیں ، ابھی ہی پاس کرنا چاہتے ہیں۔ میں نہیں سمجھتا کہ جلدی ہمیں ہے یا جلدی کامل علی آغا صاحب کو ہے اور سب سے زیادہ تکلیف ہماری Treasury Benches بہنوں اور بھائیوں کو دی گئی کہ اس وقت پتا نہیں کہاں ، کہاں سے ٹیلیفون پر بلایا گیا تاکہ کورم پورا ہو۔ میری یہ درخواست ہے کہ اس میں اتنی جلدی نہ کریں۔ اس پر بحث کرنے دیں۔ پاکستان پیپلز پارٹی کے ہمارے دوست اس وقت موجود نہیں ہیں------

جناب ڈپٹی چیئرمین، انہوں نے ارادہ کیا ہے کہ انہیں یہ اجلاس attend ہی نہیں کرنا ہے۔

سینیٹر پروفیسر محمد ابراہیم خان، جو کچھ بھی ہے جناب چیئرمین! ان کے بالکل genuine reasons موجود ہیں۔یعنی ۲۰۰۲ء کے الیکشن میں ایک پارٹی نے بارہ ہزار ووٹ لئے تھے اور ۲۰۰۷ء کے الیکشن میں وہ باون ہزار ووٹ لیتی ہے ۔ اس طرح کی دھاندلیاں موجود ہیں۔ اس لئے وہ ہاؤس کے اندر موجود نہیں ہیں۔ اس لئے میری گزارش ہے کہ introduce ہوگیا ہے۔ آپ House adjourn کر دیں۔ اگلے سیشن میں ، بلکہ prorogue کرنے کا پروگرام ہے آپ کا ، اب prorogue کر دیں۔ اگلے سیشن میں اس پر ہم تقریریں بھی کریں گے اور انشاء اللہ

العزیز بالکل آپ کو اپنی تجاویز سے آگاہ کریں گے۔۔۔

Mr. Deputy Chairman: Thank you. We will continue with the (Amendment) passing Bill, because it has already been passed by the National Assembly and we will continue it and I think all work has been done on this.

سینیٹر رضا محمد رضا، کیوں ایسے بحث کے بغیر پاس کریں، کس کا حکم ہے؟

(مداخلت)

جناب ڈپٹی چیئرمین، یہ قانون ہے ۔ قومی اسمبلی میں اپوزیشن کے ایک سو چالیس ارکان ہیں۔ ادھر سے پاس ہو کر آیا ہے۔ ایک سو چالیس ممبران ہیں۔-------

(مداخلت)

سینیٹر رضا محمد رضا، ابھی ہماری اپوزیشن موجود نہیں ہے۔ رات کا وقت ہے ۔ نہ کوئی طریقہ آپ نے اپنایا ہے اور نہ کوئی کسی کو اطلاع ہے ۔ ہمارا اپوزیشن لیڈر بھی نہیں ہے۔ اس طرح سے یرغمال نہ بنائیں۔---

جناب ڈپٹی چیئرمین، رضا صاحب! ایسے ہی بحث میں پڑنے کی ضرورت نہیں ہے ۔ قومی اسمبلی سے پاس ہو کر آیا ہے۔

سینیٹر میاں رضا محمد رضا، ہماری تو آپ نہیں مان رہے ہیں ۔ یہ تو اوپر سے حکم آیا ہے ۔

(مداخلت)

سینیٹر پروفیسر محمد ابراہیم خان، رولز کے مطابق اس کے ساتھ sections ہونے چاہییں جناب! وہ نہیں ہیں ۔

Mr. Deputy Chairman: Please take your documents

اس میں ہوں گے اور ضرور ہوں گے۔ Original بھی بھجوا دیں اگر کسی کے پاس نہیں ہیں۔ چلیں جی وہ ...speeches

(Interruption)

سینیٹر پروفیسر محمد ابراہیم خان، Original sections تو تب ہوں گی جب documents ہوں گے ساتھ۔

جناب ڈپٹی چیئرمین، Amendments ہو چکی ہیں۔ National Assembly has considered it and passed it ایک سو چالیس ممبران اس میں اپوزیشن کے ہیں۔

سینیٹر پروفیسر محمد ابراہیم خان، جناب والا ! قومی اسمبلی کا الگ ایوان ہے اور سینیٹ کا الگ ایوان ہے۔ ہماری درخواست تو یہ ہے کہ اس ایوان کے اختیارات کو پہلے سے curtail کیا گیا ہے۔ بجائے اس کے کہ اس ایوان کو کوئی مزید اختیارات دیے جائیں آپ اور بھی اس میں کمی کر رہے ہیں۔ ---

جناب ڈپٹی چیئرمین، مزید اللہ دے گا لیکن یہ تب ہوگا جب ہم سب direct elections سے سینیٹرز بن کر آئیں گے پھر اور صحیح ہو جائے گا۔ چلیں جی let us continue.

The ruling is that the Bill has been laid and we will go through the procedure according to the rules.

چلیں جی بسم اللہ کریں۔

سینیٹر کامران مرتضٰی، زبردستی آگئی ۔ ہم پر زبردستی کی جا رہی ہے ۔ بہر حال -----

جناب ڈپٹی چیئرمین، کوئی زبردستی نہیں کی جا رہی ۔ جی پروفیسر ساجد میر صاحب۔

سینیٹر ساجد میر، آپ کے توسط سے گزارش ہے کہ اچھی روایات قائم کریں، آپ کا دعوٰی بھی، صحیح اور حقیقی جمہوریت کا ہے، یہ کوئی اچھی جمہوری روایت نہیں ہے اور کوئی emergency بھی نہیں ہے کہ یہ Bills آج ہی منظور ہونے ضروری ہیں۔ یہ غلط روایت ہے کہ موقع کو غنیمت سمجھو۔ majorty سے pass تو ہو جائے گا لیکن ان کے خیال میں " روڑے اٹکانے کے لئے" اور ہمارے خیال میں بحث کرنے کے لئے تجاویز اور ترامیم دینے کے لئے وہ موجود نہیں ہیں تو بس اس کو نکالو اور pass کرو۔ جناب چیئرمین! یہ بہت بُری روایت ہے، یہ

نہیں ہونی چاہیے، کوئی emergency نہیں ہے کہ اس Bill کے بغیر Federal Public Service Commission ختم ہو جائے گا، ٹوٹ جائے، function نہیں کر سکے گا یا جو اس The Law Reforms Bill میں قانونی ترامیم لائی جا رہی ہیں اس کے بغیر عدالتیں کام کرنا چھوڑ دیں گی۔ آپ اس کے لئے جلدی session بلا لیں جس میں پیپلزپارٹی اور خاص طور Leader of the Opposition موجود ہوں، باقی پارٹیوں کی نمائندگی ہو، ان کی بات سنیں۔ آپ نے کرنا وہی ہے جو آپ کی majority نے کرنا ہے لیکن ان کی بات سنیں۔ بات تک نہ سننا اور وہ بھی ایوانوں میں، باہر تو عوام کی نہیں سنی جاتی لیکن اندر بھی نہ سنی جائے۔ یہ روایت قائم نہ کریں every thing is going down in history آپ اپنی history کو کچھ تو بہتر بنائیں، کچھ تو اس کے داغ دھبے کم کریں۔ آپ یہ بہت بری روایت قائم کر رہے ہیں۔ یہ آپ کے منہ سے جمہوریت کا دعویٰ نہیں سجے گا۔

جناب ڈپٹی چیئرمین، شکریہ۔ جی سینیٹر دلاور عباس صاحب۔

سینیٹر سید دلاور عباس، جناب چیئرمین! میری request صرف یہ ہے کہ یہ روایات اچھی ہیں یا بری، جب بری روایات کا معاملہ آتا ہے تو یہ واپسی کا نام ہی نہیں لیتے۔ اپنی ساری تقریریں کرنے اور سنانے کے بعد .they walk out اور جب ہمارے Bill یا کوئی کام کرنے کا وقت آتا ہے پھر کہا جاتا ہے کہ اچھی روایات قائم کریں۔ میرا خیال ہے ہم اپنا کام کریں So, let us move forward۔ جناب یہ بڑا ضروری ہے۔ ہم روایات میں نہ پھنس کر رہ جائیں۔

Mr. Deputy Chairam: Thank you. Minister for Law and Justice.

جناب محمد وصی ظفر، یہ Bill چونکہ کافی دنوں سے agenda پر ہے، سب کو پتا ہے اور اس کی copies بھی distribute ہو چکی ہیں۔ میں اس پر گزارش کروں گا کہ Chair کی rulingبھی آ گئی ہے اور Chair کا احترام سب پر لازم ہے اس کو defy کرنا مناسب بھی نہیں ہے۔ اس پر proceed کریں، آگے جتنا time لگتا ہے، کل کا، پرسوں کا، ہمیں تو کوئی اعتراض نہیں ہے۔

Mr. Deputy Chairman: Very good.

جناب محمد وصی ظفر، ہمیں کیا اعتراض ہے۔ آپ شروع تو کریں' جب آپ نے حکم دیا ہے کہ شروع کیا کریں تو شروع کریں۔

سینیٹر پروفیسر محمد ابراہیم خان، جناب والا! اس طریقے سے شروع کرنا زیادتی ہے۔

جناب محمد وصی ظفر، آپ کو شروع کرنے کے لئے کیا طریقہ چاہیے؟

سینیٹر پروفیسر محمد ابراہیم خان، ایسا ظلم نہ کریں' legislation تو بہت serious matter ہے۔ اس طرح کی قانون سازی کرنا تو قوم کے ساتھ ایک مذاق ہے۔ رات کے اس وقت اور آپ کہتے ہیں کہ آپ تقریریں کریں۔

جناب ڈپٹی چیئرمین، speeches ہی دینی ہیں۔

جناب محمد وصی ظفر، اگر آپ نے پانچ دن میں نہیں پڑھا تو میرا دعویٰ ہے کہ آپ نے آئندہ بھی نہیں پڑھنا۔ جو انہوں نے ترامیم دی ہیں میں وہ پڑھ کر آیا ہوں' میں ابھی بتا دیتا ہوں۔

سینیٹر پروفیسر محمد ابراہیم خان، پتا نہیں کونسا طوفان آ رہا ہے' کونسا سیلاب آ رہا ہے۔

جناب محمد وصی ظفر، نہیں جب تک طوفان یا سیلاب نہ آئے آپ نے legislation ہی نہیں کرنی۔

جناب ڈپٹی چیئرمین، سینیٹر مشاہد حسین سید صاحب۔

سینیٹر مشاہد حسین سید، جناب! میں honourable Law Minister صاحب سے اور پروفیسر ساجد میر صاحب سے agree کرتا ہوں کہ ہم اچھی جمہوری روایت پیدا کریں جو کہ ہمارے ہاں پیدا ہو چکی ہے۔ آج بڑا اچھا initiative لیا ہے۔ اب قانون کے مطابق آپ نے ٹھیک ruling دی' Bill آج پیش ہو چکا ہے' کل پرسوں' چوتھ' اس پر خوب کھل کر discussion ہوئی

چاہیے اور انشاء اللہ جو اکثریت کہے گی وہ ہو گا۔ میرے خیال میں Bill پیش ہو گیا ہے کل تک کے لئے adjourn کر دیں اور پھر انشاء اللہ pass on کر دیں گے۔ شکریہ۔

جناب ڈپٹی چیئرمین، جی جسٹس تفہیم صاحب۔

سینیٹر جسٹس (ریٹائرڈ) عبدالرزاق اے۔ تھہیم، جناب! agenda کا جو item No. 7 ہے کہ It will only grant permission that it should be taken into consideration immediately. اس کو تو کر لیں، بعد میں جو چاہیں وہ کر لیں۔

جناب ڈپٹی چیئرمین ، میرے خیال میں it is being taken into consideration یہ amendments کا Bill ہے کوئی نیا Bill تو indtroduce نہیں ہو رہا وہ and it has already been passed by the National Assembly. تو ادھر بھی ہو چکا۔ پروفیسر ساجد میر اور آپ لوگوں کی جو سوچ ہے اس کا Treasury Benches نے احترام کیا ہے، Minister Law and Justice نے بھی، جو میری ruling ہے اس پر آپ تقریر تو شروع کریں۔ جی پروفیسر ساجد میر صاحب۔

سینیٹر ساجد میر، میرا اظہار تشکر Government benches کے لئے اور خاص طور پر مشاہد حسین صاحب اور Minister کے لئے ہے۔ Thank you جی۔

Mr. Deputy Chairman: Thank you.

سینیٹر کامران مرتضٰی، جناب! Law reform bill کے نام سے انہوں نے جو سات قوانین کو amend کرنے کے لئے move کیا ہے اور قومی اسمبلی نے اس کو pass کیا ہے۔ یہ میرے سامنے ہے اور محترم وزیر صاحب فرما رہے تھے کہ پانچ دن میں نہیں پڑھا تو شاید اب بھی نہیں پڑھیں گے، اس کو پڑھا بھی ہے، اس میں amendments بھی move کی ہیں۔ شاید وہ کہتے ہیں کہ جو amendments move کی ہیں، میں اس کا جواب دوں گا، شاید ان کے خیال میں یہ ہے کہ ہمیں سمجھ نہیں آئی اور ہم نے اس طرح سے amendments move کر دی ہیں۔ اس میں بہت سی اچھی باتیں بھی ہیں، جو اچھی باتیں ہیں ان کو appreciate کرنا چاہیے، مگر بہت سی ایسی باتیں ہیں جو ٹھیک نہیں ہیں اور جب بھی کوئی قانون سازی ہوتی ہے، اس میں الفاظ چن

کر رکھے جاتے ہیں۔ انہوں نے یہاں اتنی بے احتیاطی سے drafting کی ہے، پتا نہیں کہ وزیر صاحب نے اس کو drafting کے وقت دیکھا ہے یا نہیں دیکھا۔ بہرحال، میں نے قائد ایوان سے صبح بات کی تھی تو انہوں نے اس بات کو تسلیم کیا تھا کہ ہاں اس میں یہ بات تو ہے، مگر اب کچھ نہیں ہو سکتا کیونکہ اب اس میں ایک بھی amendment آ گئی تو اس کے لئے پھر کچھ اور problem پیدا ہو جائے گی۔

جناب! اس میں جو پہلا problem ہے، آپ اس کی Clause-1 دیکھیں، اگر Clause-1 کو سامنے رکھ لیں تو یہ punishment ہے، punishment for defective or dishonest investigation ہے، اس punishment کو انہوں نے enhance کیا ہے، اچھی بات ہے، اس punishment کو enhance ہونا چاہیے، مگر اس کے لئے جو language use کی ہے، انہوں نے اس کا scope restrict کر دیا ہے، اس کی پہلی دو، تین لائنیں interesting ہیں،

"if a trial court or an appellate court finds at the conclusion of the trial or appeal , as the case may be , that the investigation officer , or other concerned officer has failed to carry out the investigaion diligently or honestly it shall be lawful for such court."

جناب! آگے relevant نہیں ہے جن الفاظ کی طرف میں جناب کی اور House کی توجہ دلانا چاہ رہا تھا اور جس بات پر amendments بھی move کی ہیں۔ انہوں نے جو scope restrict کیا ہے، اس کے دائرے کو کم تر کر دیا ہے، انہوں نے دو courts کے لئے کر دیا ہے، ایک trial court کے لئے اور appellate court کے لئے کیا ہے۔ جناب! ہمارے ہاں صرف اس طرح کی courts نہیں ہوتیں، اگر تو court لکھ دیتے تو پھر court میں جو بھی اس دائرے میں آتا تو تمام کی تمام courts شمار ہوتیں۔ یہاں پر انہوں نے جو problem create کر دیا ہے، وہ ان courts کے لئے یہ punishment award ہو سکے گی تو انہوں نے mention کر دیا ہے کہ trial court and appellate court تو انہوں نے اس کے ساتھ problem کیا ہے۔ Regional court ہوتی ہیں۔

جناب ڈپٹی چیئرمین، مجھے address کریں۔

سینیٹر کامران مرتضیٰ، جناب وصی ظفر صاحب! regional court ہوتی ہے، آپ ادھر address کر لیجیے۔ کامل آغا صاحب ہمیں ادھر سے بیٹھ کر سمجھاتے ہیں کہ آپ cross talk نہ کیجیئے، مگر آپ کے ساتھ بیٹھ کر آپ کو نہیں سمجھاتے۔

جناب محمد وصی ظفر، میں یہ کہہ رہا ہوں کہ ساتھ ساتھ بتا دیں تاکہ میں notes لے لوں۔

سینیٹر کامران مرتضیٰ، جناب! regional courts ہیں اور اس کے ساتھ women side پر بھی چل رہا ہے۔

جناب ڈپٹی چیئرمین، آپ! مجھے address کریں۔

سینیٹر کامران مرتضیٰ، جی آپ کو address کر رہا ہوں۔

جناب ڈپٹی چیئرمین، مثال کے طور پر بیچ میں جو جج بیٹھا ہے، اس کو address ہی نہیں کر رہے، دونوں وکلاء ایک دوسرے کے ساتھ بات چیت شروع ہو گئے ہیں۔

سینیٹر کامران مرتضیٰ، انہوں نے کہا کہ مجھے court بتائیں تاکہ میں notes لے لوں۔ ایک تو trial court ہو اور اس کے بعد appellate court ہو گئی یا اس کو صرف court mention کر دیتے اور انہوں نے trial اور appeal کا جو proceedings کہا ہے، اس کی جگہ پر proceeding کے الفاظ use کر لیتے تو شاید ان کا مقصد cover ہو جاتا، مگر یہاں پر cover نہیں ہوا ہے، انہوں نے scope کو محدود کر دیا ہے۔ اب یہ صرف trial court دے سکے گی یا appellate court دے سکے گی، اگر فرض کر لیں کہ regional court کسی نتیجے پر پہنچے یا Supreme Court کسی نتیجے پر پہنچے تو اس صورت میں کوئی سزا نہیں دی جا سکے گی۔ جناب! پہلی clause میں section-167, (a) میں جو amendment propose کی ہے، اس میں ان کی یہ پہلی غلطی ہے، اس میں انہیں اس کا scope وسیع کرنا چاہیے، لفظ court استعمال ہونا چاہیے تھا اور third line میں جو trial and appeal تھا، اس کی جگہ پر proceeding کا لفظ use ہونا چاہیے تھا۔

جناب! اب مجھے page-10, clause-8 پر غلطی نظر آئی ہے، ایک نئی دفعہ یہ introduce کروانا چاہ رہے ہیں اس بل کے ذریعے 24-a میں، جو نئی دفعہ یہ introduce کروا رہے ہیں اس میں ہے .A suit shall be heard in two stages دو stages بنا دی ہیں سماعت کی۔ پہلی stage وہ ہو گی جس کا A ہے کہ

at first stage by the Civil Judge designated for the purpose, ordinarily to be completed within a period of 4 months from the time of institution of suit to the time of settlement of issues.

یہ پہلی stage ہے جس میں چار مہینے کا time دیا ہے۔ دوسری stage ہے

at second stage by the Trial Judge ordinarily to be completed within a period of six months from the time of hearing of evidence to the time of announcement of judgements and preparation of a decree.

اور اس کے ساتھ جو second clause ہے next clause page 11 پر پہلی لائن

as soon as the issues have been settled the suit shall stand transferred to the Court of Trial Judge designated for the purpose.

اب ہو گا یہ، انہوں نے یہ problem create کر دیا ہے کہ پہلے آپ کے دعوے کی سماعت صرف ایک جج کرتا تھا۔ آپ district Judge کے پاس دعویٰ دائر کرتے تھے یا Senior Civil Judge جو بھی designated ہوتا تھا وہ mark ہو جاتا تھا یا وہ اپنے پاس رکھ لیتے تھے۔ Notice وہی جج کرتا تھا، جواب دعویٰ اسی جج کے پاس آتا تھا، issues وہی settle کرتا تھا، evidence وہی call کرتا تھا اور وہ یا اس کا کوئی predecessor judge اس بات کا ذمہ دار ہوتا تھا۔ اب انہوں نے اس کی جگہ یہ کر دیا ہے کہ پہلا جج جو پہلا stage ہے جس کو انہوں نے چار مہینے کی مدت کہا کہ چار مہینے کی مدت دیں گے۔ وہ یہ کرے گا کہ دعویٰ اس کے پاس آئے گا جواب دعویٰ وہ لے گا، issue وہ settle کرے گا۔ پھر اس کے بعد دوسرے جج صاحب کے پاس معاملہ بھجوا دیا جائے گا اور اس کے پاس چھ مہینے ہوں گے۔ اب باقی جو evidence والی کارروائی ہے جس میں judgement کی delivery یہ سب اس کے ذمہ ہو گی۔

اب جناب! یہ وکیل ہے اور یہ خود بھی اس بات کو سمجھتے ہیں۔ وسیم سجاد صاحب بھی بیٹھے ہیں، کامل علی آغا صاحب بھی بیٹھے ہیں، پیچھے بہت محترم ظفر صاحب بھی بیٹھے ہیں۔ آپ فرض کر لیجئے کہ issue تک تو ایک جج نے settle کر لیا، اس میں delay کا معاملہ ہوگا کہ یہ دو ججوں کے درمیان جو فائل آنے جانے گی اس میں کافی delay cause ہوگا اور انہوں نے جو statement ساتھ لگائی ہے جس میں اغراض و مقاصد لکھے ہیں انہوں نے کہا کہ ہم نے اس کی رفتار تیز کرنی ہے تو یہ بات پہلے تو اس کے اغراض و مقاصد کے خلاف ہے۔

دوسری بات یہ ہے کہ فرض کر لیجئے کہ دعویٰ آ گیا، جواب دعویٰ آ گیا، issues settle کر لیے اور اس نے آگے بھجوا دیا۔ اس stage پر کسی نے دعویٰ میں یا جواب دعویٰ میں amendment کرنی ہے تو وہ stage تو گزر چکی ہے دعوے اور جواب دعوے کا۔ اب یہاں پر دوسرے جج نے amendment کرنی ہے، یہ جو دوسرا stage ہے۔ اس نے تو evidence record کرنی ہے یا judgement دینی ہے تو یہ اب پہلے stage پر کس طرح واپس آئے گا؛ چلیں اس نے amendment نہیں کرنی، دعوے میں بھی amendment نہیں ہونی، جواب دعوے میں بھی amendment نہیں ہونی۔ فرض کر لیجئے کہ کسی وقت parties اس نتیجے پر پہنچیں کہ issue ٹھیک طرح سے cast نہیں ہوئے اور ان کو re-cast کرنے کی ضرورت ہے تو پھر کیا کریں گے؛ پھر واپس پہلے stage پر جائے گا۔ یہ کیا تماشا بنا دیا انہوں نے؛ جج بھی ایک مقصد کے لیے ایک جج ہوا کرتا تھا اب یہ دو جج ہوں گے۔ یہ ایک پورا ڈرامہ ہوگا یعنی میں نے اپنے دعوے میں amendment کی درخواست دینی ہے تو amendment کی درخواست آ گئی تو وہ سر پکڑ کے بیٹھ جائے گا کہ جناب میں کیا کروں، یہ تو میرا stage نہیں ہے۔ اب یا تو فائل واپس جائے گی یا وہ اگر order pass کرے گا تو پھر آگے جا کے اس کے خلاف پھر appeal revision کا ایک نیا سلسلہ شروع ہو جائے گا اور یہ speedy justice فراہم کرنا چاہ رہے ہیں۔ اگر کہیں سے کوئی آدمی additional issue cast کروانا چاہتا ہے تو جب اس کو درخواست دیں گے جس کے پاس فائل ہے ظاہر ہے پہلے والے جج کو تو جا کے درخواست نہیں دے سکتے۔ اب وہ second stage پر فائل ہے اور ہمارے ساتھ problem یہ پیدا ہوا کہ اس میں ایک additional issue frame ہونا چاہیے۔ اب issue frame ہونا چاہیے تو اس کے لیے

جب ہم درخواست دیں گے تو فائل پھر travel کرے گی اور اس travel میں ان کا speedy justice چلتا رہے گا۔

دوسرا جو اس میں problem ہے جو انہوں نے clause-8 میں create کر دیا وہ یہ ہے کہ یہ فائل جو دو ججوں کے درمیان کھینچاتانی کا شکار رہے گی۔ اس سے justice delay ہو گا۔ اس میں کوئی speed نہیں آئے گی۔اس کے ساتھ انہوں نے جو ایک اور page 11 پر sub-section 4, sub-clasue-4 اس میں اگر دیکھیں کہ

with a view to ensure speedy and expeditious justice and to **enhance** the efficiency and specialization,

معزز وزیر صاحب اگر اس کو سامنے رکھ لیں،

the business shall be so distributed among the civil Judge subordinate to the District Judge that there is separation of civil and criminal business.

اب اس کو سامنے رکھ لیجیے اور بلوچستان کو سامنے رکھ لیجیے ،باقی صوبوں کو بھی سامنے رکھ لیجیے ۔ آپ کوئٹہ سے باہر نکل جائیے ۔ آپ کے پاس اتنی litigation ماسوائے کوئٹہ کے نہیں ہوتی ۔ وہاں پر dual charges دیئے جاتے ہیں ۔ Judicial Magistrate کا چارج بھی اس کے پاس ہوتا ہے اور سول جج کا چارج بھی اس کے پاس ہوتا ہے، کیونکہ cases کم ہوتے ہیں اور اس طرح حکومت کو بچت ہو رہی ہوتی ہے ۔ اب ایک آدمی کے پاس civil side پر بیس کیس ہیں total ، بیس کیس ہفتے میں کتنے ؛ ہفتے میں تین کیس، ہر ہفتے کی بھی تاریخ دے گا تو تین کیس اس کے پاس ہر روز آئیں گے اور تین کیس اسے چلانے ہوں گے اور criminal side پر اگر اس کے پاس کوئی cases ہیں تو وہ بھی بیس پچیس تیس سے زیادہ نہیں آئیں گے ۔ وہ بھی تین چار daily کی ratio میں آئیں گے ۔ شام کو جج صاحب کو ٹیلی فون کر کے پوچھ لیجیے گا کہ آپ کے پاس کتنے cases ہوتے ہیں ۔ آپ کی daily cause list کیا ہے۔ ماسوائے کوئٹہ کے۔ میں اپنے صوبے کی بات کر رہا ہوں ۔ ماسوائے کوئٹہ کے آپ کی تمام litigation میں اس کے پاس پانچ چھ سے زیادہ daily cause list نہیں ہو گی۔ اب daily cause list کے لیے پہلے آپ نے ایک جج appoint کیا ہوا تھا، اب آپ کو دو جج appoint

کرنے پڑیں گے۔ یہ تو اس کا ایک problem ہے جناب۔ دوسرا problem یہ ہے کہ سول جج صاحب نے کل سیشن جج بھی بننا ہے ، سیشن جج خالی سیشن جج نہیں ہوتا، ڈسٹرکٹ اینڈ سیشن ہوتا ہے اور ڈسٹرکٹ جج ہم اس کو اس لیے کہتے ہیں کہ اس کے پاس civil powers بھی ہوتی ہیں اور سیشن اس لیے کہتے ہیں کہ اس کے پاس general powers بھی ہوتی ہیں ۔ اب آپ نے اس کو specialize کر لیا ایک side پر۔ مجھے آپ نے criminal کام دیا ہوا ہے۔

Mr . Deputy Chairman: This debate will be continued tomorrow also.

کیونکہ رات کے دس بج گئے ہیں۔

سینیٹر کامران مرتضٰی، نہیں جناب، ابھی اس کو کریں گے۔ ابھی ختم کرتے ہیں۔ میں واپس کوئٹہ جاؤں گا جناب۔

جناب ڈپٹی چیئرمین، کوئٹہ آپ نے دوپہر کو جانا ہے۔

سینیٹر کامران مرتضٰی، انہوں نے کہا کہ پہلے آپ بہت اچھے ہوتے تھے، اب خراب ہو گئے ہیں ۔

جناب ڈپٹی چیئرمین، چلیں پھر آپ continue کریں۔

(مداخلت)

سینیٹر کامران مرتضٰی، بیٹھ جاؤں ؛ چلیں کل کے لیے رکھ لیتے ہیں ۔ ویسے اس پر بھی تفصیل بات ہو سکتی ہے ، جو دوسرا بل انہوں نے وہ کیا تھا ۔ وہ تو صرف فوجیوں کو بھرتی کرنے کے لیے ان کو تا دم مرگ ---

(مداخلت)

سینیٹر کامران مرتضٰی، اسی کی بات کرتا ہوں ۔ جس طرح وہ کہتے ہیں کہ کل کے لیے رکھنا ہے ۔

(مداخلت)

سینیٹر کامران مرتضٰی،میں دوسرے پر بھی بات کروں گا جناب۔

جناب ڈپٹی چیئرمین، کل بھی consideration ہے۔

سینیٹر کامران مرتضیٰ، ٹھیک ہے پھر کل کے لیے رکھیں' اس پر کل بات کروں گا۔

جناب ڈپٹی چیئرمین، تقریریں تو پھر incomplete رہ گئیں۔ First reading کرنے لگے ہیں۔ میرے خیال میں رضا صاحب بھی تقریر کرنا چاہتے ہیں۔

جناب کامران مرتضیٰ، رضا صاحب ہیں' پروفیسر صاحب ہیں' باقی سارے ہیں۔

جناب ڈپٹی چیئرمین، دیکھیں نا' اب second reading بھی کرتے ہیں۔ یہ رائے آئی ہے کہ second reading بھی کرلیں گے۔

(مداخلت)

جناب ڈپٹی چیئرمین، نہیں وہ موقع آئے گا۔ اس لیے کہ it is getting late آپ خود دیکھیں نا۔

جناب کامران مرتضیٰ، جناب بات یہ ہے کہ اس پر جلدی نہ کیجیے۔ یہ قانون سازی ہوتی ہے۔ کل کوئی قیامت نہیں آ رہی ہے۔ جناب کل کے بعد دنیا نے ختم نہیں ہو جانا۔ سینیٹ نے نہیں ختم ہو جانا۔ کل پھر کرلیں گے۔

Mr. Deputy Chairman: Now we adjourn the House till tomorrow 10.00 a.m.

[The House was then adjourned to meet again on Thursday, the 22nd February, 2007 at 10.00 a.m.]